اشتہارات

ہدایۃ النسوان

یہ کتاب مولفہ مولوی علی محمد مرحوم و مغفور واسطے تعلیم نسوان کے بڑی کارآمد ہے قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

نصح العباد فی وجود القطب والابدال والاوتاد

اس کتاب مین تاریخی حالات قطب اور ابدال اور اوتاد کے بڑی صحت کے ساتھ لکھے ہین قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

مجموعہ وظائف مع ترجمہ اردو

اس متبرک مجموعہ مین اسماے باری تعالے و قصیدہ بردہ و قصیدہ حضرت غوث پاک و حزب البحر و دعاے حاضری و درود مستغاث و دعاے حیدری و کبریت احمر و درود اکبر کلان و درود معظم و دعاے ... و دعاے سیفی و دعاے رقاب اور دعاے قدح و درود تاج و اسماے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ وغیرہ مع خواص و منافع شامل ہے قیمت فی جلد ۸ر محصولڈاک ۱ر

روضۃ الصفا (ترجمہ) قصص الانبیا

اسکے مولف نے بڑی خوبی سے اکثر انبیاے عظام کی تاریخی حالات لکھے ہین اور آخر کتاب مین خلفاے کرام وغیرہ کے حالات بھی درج ہین قیمت فی جلد ۱۰ر محصولڈاک ۱ر

کلام المبین (فی) آیات رحمۃ للعلمین

عام مسلمانون کے واسطے یہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے جسمین جناب مولوی مفتی محمد عنایت احمد مرحوم نے سرور عالم صلعم کے معجزات کو ایسی ترتیب کے ساتھ جمع فرمایا ہے جس سے ہر ایک قسم کے معجزات حضور کے علیحدہ علیحدہ ہو گئے کسی فصل مین پیشین گوئی کے معجزات ہین کسی مین معجزات متعلق ملائکہ کسی مین متعلق انسان کسی مین متعلق حیوان کسی مین متعلق اشجار واشیا وغیرہ ہین قیمت فی جلد ۵ر محصولڈاک ۱ر

تفسیر سورۂ فاتحہ

اردو زبان مین یہ مختصر تفسیر عام فہم لائق دید ہے قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

تفسیر سورۂ یوسف

اردو نظم مین یہ تفسیر قدیم تالیفات سے ہے قیمت فی جلد ۵ر محصولڈاک ۱ر

گلزار حقائق (شرح) چہل حدیث

یہ کتاب چہل حدیث کی شرح نظم اردو زبان مین ہے قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

ظفر جلیل (شرح) حصن حصین

یہ کتاب ادعیات اور عملیات مین ایسی معتبر ہے کہ دوسری کتاب اسکے مقابل نہین مولوی نواب قطب الدین خان مرحوم کو خدا غریق رحمت فرمائے جنہون نے اسکی شرح اردو مین فرماکے عام فہم کردیا قیمت فی جلد ۱۲ر محصولڈاک ۲ر

رسالہ تجہیز و تکفین

جو امور متعلق میت کے ہین وہ سب اس رسالہ مین درج ہین قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

زاد الآخرۃ

میت کی تجہیز و تکفین کے بیان مین ہے قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

مجموعہ خلاصۃ الفقہ

جسمین احکام الایمان و مسائل ثمانیہ تصحیح الایمان شامل ہے قیمت فی جلد ۱ر محصولڈاک ۱ر

فہرست مطالب نصاب الاحتساب

صفحہ	مطالب
۲	دیباچہ -
۳	باب ۱ معنی مین احتساب اور حسبۃ کے جو اس کتاب مین مستعمل ہین -
۷	باب ۲ - احتساب مین استخفاف اور خواری کا نخذ اور حروف کے بیان مین -
۹	باب ۳ - مخنث کے احتساب کے بیان مین -
۱۰	باب ۴ - فرق محتسب منصوب اور محتسب تطوع کے بیانمین -
۱۱	باب ۵ - تعزیر کے بیان مین -
۱۹	باب ۶ فقرا کے احتساب کے بیان مین -
۲۳	باب ۷ باعانت مظلوم ظالم کے احتساب کے بیانمین
۲۵	باب ۸ احتساب مین عورتون اور اونکے مددگارونکے بیانمین
۳۱	باب ۹ - احتساب بچون کے بیانمین -
۳۲	باب ۱۰ - احتساب کے کہانے اور دوا پینے کے بیانمین
۳۴	باب ۱۱ - احتساب لہو لعب اور کہیل کے بیانمین
۳۶	باب ۱۲ - قاضی اور اونکے اعوان اور مددگار کے احتساب کے بیان مین -
۳۷	باب ۱۳ - بیان مین احتساب کے اون لوگون کے جو قبرستان کی زمین پر تصرف کرتے ہین -
۳۸	باب ۱۴ - بیان مین احتساب کے اوس شخص کے جسنے محتسب کو منکرات کی خبر دی -
۳۹	باب ۱۵ - بیانمین اوس احتساب کے جو مسجد مین کیا جاوے
۴۹	باب ۱۶ - بیان مین احتساب کے اوس شخص کے جو واسطے تعزیت کے مسجد اور مقبرے مین بعد دو تین دن مرنیکے حاضر ہو اور تین امور مکروہ کے بیانمین
۵۱	باب ۱۷ - خطیبون کے بیان مین -
۵۳	باب ۱۸ - اوس شخص کے احتساب مین جو غیر اللہ کے قسم کہاتے -
۵۴	باب ۱۹ - اوس شخص کے احتساب مین جو کلمہ کفر کا بولے -
۵۶	باب ۲۰ - احتساب مین والدین کے اپنی اولاد پر -
۵۷	باب ۲۱ - احتساب خصومت ہمسایہ کے بیان مین -
۶۲	باب ۲۲ - بیان مین فضیلت منصب احتساب کے -
۷۱	باب ۲۳ - ستر کہولنے اور ستر دیکہنے کے احتساب مین
۷۸	باب ۲۴ - اوس شخص کے احتساب مین جو جہوٹی قبر بناکر کعبہ کے مقبرہ سے مشابہت دے -
؍؍	باب ۲۵ - گہرون مین تصویر رکہنے کے احتساب مین
۷۹	باب ۲۶ - احتساب درہم اور دینار وغیرہ کے بیانمین
۸۱	باب ۲۷ - اہل ذمہ کے احتساب مین -
۸۵	باب ۲۸ - مسافرون کے احتساب مین -
۸۶	باب ۲۹ - آلات لہو لعب کے جلانیکے احتساب مین -
۸۹	باب ۳۰ - محتسب اور متعنت کے فرق مین -
۹۰	باب ۳۱ - تعویذ لکہنے اور لکہوانے والے کے احتساب مین -
۹۱	باب ۳۲ - اوس شخص کے احتساب مین جو بعوض احتساب کے کوئی چیز لیوے -
۹۳	باب ۳۳ - علم اور متعلم کے احتساب مین -
۹۵	باب ۳۴ - ساحر اور افسون گر اور زندیق کے احتساب مین -
۹۶	باب ۳۵ - غیر ملک مین تصرف کرنے والیکے احتساب مین -
؍؍	باب ۳۶ - بہنگ استعمال کرنیکے احتساب مین -
۹۹	باب ۳۷ - سونا اور چاندی کے احتساب مین -

رسالہ کہ لائق پڑہنے کے نہو بلکہ ردی ہوگئی ہو تو اوسکو جاری اور بہتے پانی مین بہا دینا
چاہیئے یا زمین مین دفن کر دینا اور اوسکے جلانے کا ہرگز قصد کرین اسیطرح محمد بن
مقاتل رازی نے بھی اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے پس اس قیاس پر اگر اوسکو بہتے
پانی مین لیجاکر دھویا اور اوسکے تفلہ کا پھر دوسرا کاغذ بنایا تو کچھ حرج نہین ہی بلکہ افضل
اور اوسکے بہانے اور دفن کرنے سے ہے اور فتاوی خانیہ مین مذکور ہے کہ ابو بکر بن فضل
رحمہ اللہ نے بسم اللہ لکھے ہوئے کاغذ پر کسی چیز کے رکھنے کو مکروہ جانا ہے خواہ وہ کتابت
یعنی حروف اوسی طرف ہو یا نہو بخلاف کیسہ اور جیب کے کہ یہ واسطے رکھنے چیزون کے
موضوع ہے ہان اسپر نام خدا کا لکھنا البتہ بے ادبی ہے اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ
نے کتاب بستان مین لکھا ہے کہ زمین پر کتاب رکھنا نچاہیے اور محیط وغیرہ مین ہے کہ
قرآن مجید کی تختی اور جسم کو چھوٹا کرنا اور اوسکے حروف کو باریک قلم سے لکھنا مکروہ
ہے جیسا کہ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کے ہاتھ مین حمائل دیکھا
دریافت کیا کہ اسکو باریک قلم سے کسنے لکھا ہے اور اسکی تختی کسنے چھوٹی کی ہی اوسنے
کہا کہ ہمنے ایسا کیا ہے پس آپنے اوسی وقت درے سے اوسکی تہدید کی اور فرمایا کہ
قرآن مجید کو عظیم القدر جانو اور اوسکی عظمت اور تعظیم کرو اور اوسکی تختی بڑی کرو اور فقیہ
ابو اللیث رح نے بھی اسیطرح کتاب بستان مین لکھا ہے اور ذخیرہ مین لکھا ہے کہ جب قرآن مجید لائق
پڑہنے کے نرہے اور اوسکے ضائع ہو جانے کا خوف اور اندیشہ ہو تو اوسکو ایک پاک
کپڑے مین لپیٹ کر کسی جاے مامون اور محفوظ مین دفن کر دینا چاہیے اور اسیطرح اگر قرآن
مجید کہنہ اور پرانا ہو گیا ہو تو اوسکا دفن کرنا اولے ہے اس سے کہ وہ غیر مامون اور محفوظ
جگہ مین ہی اور وہان پر نجاست پڑنے کا خوف ہو یا بے ادبی کا مقام ہو تنبیہ
اوسکے دفن کرنے کے واسطے لحد کھودنا چاہیے نہ شق یعنی قبر اسواسطے کہ شق مین مٹی
ڈالنی کی احتیاج ہوگی اور اسمین ایک طرح کی بے ادبی ہے اور کلام اللہ کی سبکی بلکہ
بہتے پانی مین اوسکا دھونا سب سی افضل ہے اسواسطے کہ جمیع اجزا اوسکے دہونے سے
لاشی ہو جاوینگے اور اوسکا رکھنا ایسی جگہ پر کہ اوس تک بے وضو کا ہاتھ اور نہ گرد وغبار

پہونچتا ہو اور نہ ضائع جانے کا خوف ہو درست ہے اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ تعلیم قرآن مجید پر اُجرت لینا نہین جائز ہے اسواسطے کہ یہ باب احتساب سے ہے اور احتساب پر اُجرت لینا واجب نہین ہے لیکن ہمارے زمانے مین فتوی ہی وجوب اُجرت اور جواز اجارہ پر ہے بسبب ظاہر ہونے سُستی کے امور دینی مین اور موقوف اور منقطع ہو جانے وظائف اور کفاف مدرسین اور معلمین کے بیت المال سے اور کم ہو جانے مُروت کے تو انگرون مین لیکن ہمارے زمانے مین اصحاب رحمہ نے بسبب انکی حرص کے احتساب مین اور زیادتی امداد اور اعانت انکی بیت المال مین اور کثرت مُروتکی تجار اور سوداگرون مین اجرت لینا مکروہ رکھا ہے واللہ اعلم

تیسرا باب مخنث کے احتساب مین

مرد کا کاتنا مانند کاتنے عورت کے مکروہ ہے اسواسطے کہ اسمین عورتون کی مشابہت پائی جاتی ہے قاضی امام شعبی نے کتاب استحسان کفایہ مین اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعن اللہ المؤنثین من الرجال والمذکرات من النساء یعنی لعنت کرے اللہ تعالے اون عورتون پر جو اختیار کرتی ہین فعل مردونکا اور اون مردون پر جو اختیار کرتے ہین فعل عورتون کا اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ ہبہ نامے مخنث اُم سلمہ رضہ کے گھر مین آیا جایا کرتا تھا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہر طائف کو محاصرہ کیا تو ہبہ نے عمرو بن سلمہ رضہ سے کہا کہ جب اللہ تعالے ہمکو شہر طائف پر فتح دے گا تو تمکو نام بیٹی خیلان کا بتلاونگا کہ وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُنکر فرمایا کہ یہ خبیث عورتون کے حال کو جانتا ہے خبردار عورتون کے مکان مین نہ جایا کرے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابتدائے اسلام مین عورتون کے مکان مین مخنثون کا جانا درست تھا پھر یہ منسوخ ہو گیا پس لوگون کو لازم ہے کہ مخنث کو اپنے زنانے مکان مین نہ آنے دین اسواسطے کہ یہ سب بسبب شعور اور آگاہی کے حکم مردونکا رکھتے ہین اور احتساب کیا جاوے اوس شخص پر جو مخنث کو

اپنے گھر مین واسطے نوحے کے اپنی عورتون کے ساتھ بلاوے اور یہ احتساب بسبب دو وجہ کے ہے ایک بسبب محض داخل ہونے اوسکے عورت غیر محرم کے مکان مین اور دوسرے بسبب نوحہ کرنے کے مغرب مین مذکور ہے کہ ہبہ ساتھ باکے ہے بعد ہاے ہوز کے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ تصحیف ہے بلکہ ساتھ نون اور باے ابجد کے ہے اور قول آتی ہے ساتھ جار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے اس سے یہہ مراد ہے کہ عکن بطن یعنی شکن شکم کے چار ہین اور اوسکے گوشے آٹھ ہین کیونکہ ہر شکن کے گوشے دو دو ہین مسئلہ محتسب کو لازم ہے کہ مخنث کو گھرون سے نکالدے کیونکہ باب احتساب مین ساتھ نکالنے کے مروی ہے واللہ اعلم

چوتھا باب بیان مین فرق محتسب منصوب اور محتسب متطوع کے

فرق درمیان انکے چند وجہ سے ہے ایک یہ کہ جب محتسب متطوع یعنی نفل احتساب سے عاجز ہو تو وہ معذور رہے اور جب محتسب منصوب یعنی مقرر احتساب سے عاجز ہو تو وہ معذور نہین ہے اسواسطے کہ اسکو ممکن ہے کہ اپنے معاون اور مددگار سے مدد چاہے اور اگر انکی مدد بھی کافی نہو تو بادشاہ کے اعوان سے بھی مدد لیسکتا ہے اور محتسب متنفل کا حال اسکے خلاف ہے اگر اوسکی کوئی اعانت نکرے تو یہ معذور رہے یعنی بسبب ترک احتساب کے گنہگار نہین ہوتا ہے اور نہ مستحق اجر احتساب کا لیکن جب اوسنے اپنی زبان اور دل سے کہا کہ یہ کام منکر اور ممنوع ہے تو البتہ احتساب کے ثواب کا مستحق ہوسکتا ہے

جیسا کہ ابن مسعود رض نے کہا کہ وحتسب امر منکم اذا رای منکرا لایستطیع لہ تغییرا بیدہ ولسانہ فعلیہ ان یکرہ دبقلبہ ان اللہ یعلم من قلبہ انہ کارہ یعنی جب دیکھے کوئی آدمی ایسا منکر اور ممنوع کہ جسکو متغیر نکرسکتا ہو تو اوسکو اپنے دل سے جاننا کہ یہ کید اور مکر اللہ تعالے کا ہے کافی ہے اور بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص منکر اور ممنوع کو دیکھے اور اوسپر انکار نکرسکتا ہو تو اوسکو تین مرتبہ یہ کہنا کہ یہ کام منکر اور ممنوع ہے کافی ہے اور اجر اور ثواب اس کہنے کا مثل امر معروف اور نہی منکر کے ہے دوسری یہ کہ واسطے محتسب منصوب کے کفاف اور وظیفہ بیت المال سے مقرر کرنا واجب ہے کیونکہ یہہ

محتسب واسطے مسلمانون کے مقید ہو کر کام کرنے والا ہے پس انکا وظیفہ مثل وظیفہ والیان اور حکام ملک اور قاضیان اسلام اور غازیان با احترام اور مفتیان و مدرسین کرام کے ہوگا بخلاف محتسب فبقل کے اسلیے کہ وہ واسطے اس کام کے مقید نہین ہے تیسری یہ کہ محتسب غیر منصوب پر احتساب کا واجب ہونا دوسرے سبب سے ہے اسواسطے کہ جب وہ کسیکو فعل منکر کرتے ہوے دیکھے اور اوسکو باوجود قدرت ہونے کے منع نکرے تو گویا کہ اونے ودیعت مین دست اندازی کی دیکھیے مین مثال ظاہری دیکر کہتا ہون کہ ایک شخص کے پاس کوئی شے امانت رکھی گئی اور چور کو چُراتے ہوے دیکھا اور باوجود قادر ہونیکے اوسپر اوسکو منع نکیا یہانتک کہ وہ چرا کر لیگیا تو وہ اوس ودیعت کا ضامن ہوگا بخلاف محتسب منصوب کے کہ وہ اپنے تصرفات مین ضامن نہین ہے ورنہ لوگون کو تقلید اور پیروی کرنا منع ہوجاے گا اور یہ ضرر عام ہے اور اگر لوگ امانت رکھنے سے باز رکھے جائین تو اسمین ضرر خاص لازم آتا ہے اور انتظام ملکی مین فرق آتا ہے پس درمیان محتسب منصوب اور محتسب غیر منصوب کے یہی فرق ہے چوتھی جو کچھ کہ فصل چہارم ہوین مین جنایات ذخیرہ کے مذکور ہے جیسے کہ کسی نے شاہ راہ مین واسطے آرام مسافرون کے کنوان بنوایا اور ناگاہ کوئی مسافر اوسمین گر گیا تو وہ ضامن ہوگا اسواسطے کہ شاہ راہ کے حق کو لوگون پر باطل کرنا اور بغیر اجازت امام وقت کے راہ مین کنوان کھدوانا جنایت مین داخل ہے اور اگر امام نے راہ مین کنوان کھدوایا اور اچانک کوئی مسافر گر گیا تو وہ بسبب صاحب ولایت ہونے کے اس سے بری ہے واللہ اعلم۔

پانچوان باب تعزیر کے بیان مین

تعزیر مین اصل یہ ہے کہ بسبب واقع ہونے تہمت کے تعزیر کیا جاوے اور اسمین بہت مسائل ہین جب امام کسی شخص کو فاسقون کے ساتھ مجلس شراب مین بیٹھا ہوا دیکھے اوسپر تعزیر کرے اگرچہ وہ شراب نہ پیتا ہو اسیطرح جب امام کسی شخص کو چورون کے ساتھ دیکھے تعزیر کرے اور اگر کسی پر چوری کا دعوے کیا گیا اور اوسنے انکار کیا تو اسمین اختلاف ہے فقیہ ابو بکر اعمش رح سے روایت ہے کہ امام اپنی راے غالب پر

عمل کرے اگر اوسکے چور ہونے پر رائے غالب ہو اور اوسکے پاس مال بھی موجود ہو تو
تعزیر کرین اور یہ قیاس اس مسئلہ کے کہ اگر کسی نے ایک شخص کو دیکھا کہ میرے قتل کرنے
کے واسطے تلوار یا خنجر نکال کر آتا ہے اور اسی گمان پر اوسکو قتل کر ڈالا تو جیساکہ اسپر کچھ
مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے ویسا ہی اوسپر بھی کچھ مواخذہ اور محاسبہ نہین ہے اور بعضے
مشائخ رحمہم اللہ سے یہ روایت ہے کہ جب وہ مقام تہمت مین پایا گیا تو اوسپر تعزیر کرنی لازم ہوگی
اسیطرح ذخیرہ کی فصل سرقہ مین مذکور ہے مسئلہ درمیان حد اور تعزیر کے چند وجہ سے
فرق ہے اوّل یہ کہ شرعیت مین حد مقرر ہے اور تعزیر مقرر نہین بلکہ یہ امام کی رائے پر
چھوڑ دیا گیا ہے دوسری یہ کہ شبہہ کے سبب سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور یہ واجب
ہوتی ہے تیسری یہ کہ لڑکے نابالغ پر حد واجب نہین ہے اور تعزیر اوسپر جائز ہے
چوتھی یہ کہ حد کا اطلاق ذمی پر ہوتا ہے اور تعزیر کا اطلاق ذمی پر نہین ہو سکتا ہے اور
اسکا نام عقوبت بھی ہے اسواسطے کہ تعزیر اوس بُرائی سے پاک کر دینے کے واسطے
ہے اور اس بُرائی سے کافر کا پاک ہونا بذریعہ تعزیر کے غیر ممکن ہے پس تعزیر کا اطلاق
انپر کیسے درست ہوگا اور چونکہ عقوبت غیر مقدرہ ہے اسواسطے اسکا اطلاق اہل ذمہ پر
درست ہے اسیطرح مبسوط مین اہل ذمہ کے نکاح کے بیان مین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ علیہ
مذکور ہے اور وجوب تعزیر کے لیے بھی کئی سبب ہین ایک یہ کہ کسی نے دوسرے شخص کے
مدیون اور قرضدار کو زبردستی چھین لیا ہو تو اس سبب سے اوسپر تعزیر کرنی واجب
ہوئی نہ تاوان لینا اسواسطے کہ اسنے مال کا نقصان نہین کیا ہے اور دوسری وجہ تعزیر
کی یہ ہے کہ اسنے خیانت کی اور خائن پر تعزیر کرنی واجب ہے جیساکہ ہم تعزیر کی تفسیر
مین لکھ چکے ہین اور خانیہ مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کسی نے کہا کہ ہم علما کے فتوی پر عمل
نہین کرتے یا اونکا فتوی ہی دینا غلط ہے پس وہ اسیقدر کہنے سے لائق تعزیر کے ہوگیا
نہ لائق کفار کے اور شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تعزیر شبہے
سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسے کہ کسی شخص نے ایسی بات سے انکار کیا کہ جسکے سبب سے
اوسپر تعزیر واجب ہوتی ہے پس چاہیے کہ اوس سے قسم لیجاوے اگر اوسنے قسم کھالی

تو تعزیر واجب نہین ہوگی اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مقدار
تعزیر کی چالیس درہ تک نہین ہے اور امام ابویوسف رح کے نزدیک اسی درہ تک اور اسکے
بعد بہت سی روایتین مختلف امام ابویوسف رح سے مروی ہین بعضی روایت مین ہے کہ
مقدار تعزیر کی اوناسی درہ ہے اور بعضی مین پچھتر درہ لیکن قول اوّل اصح ہے اور امام محمد رح
کا قول اسمین مضطرب ہے بعضی جگہ ساتھ قول امام اعظم رح کے موافقت کرتے ہین اور بعضی جگہ
امام ابویوسف رح کے قول کی پیروی کرتے ہین فائدہ کبھی ساتھ حبس اور قید یا طمانچہ مارنے
یا گوشمالی کرنے یا سخت کلامی کے بھی تعزیر کیجاتی ہے یا بادشاہ کیطرف سے چھین لینے اوسکے
مال کے تاکہ اوسکو ایک قسم کی تنبیہ ہو جاوے اور فعل منکر کے کرنے سے باز رہے اور علما کا
بھی اسمین کچھ اختلاف نہین ہے اسواسطے کہ تعزیر مال کی درجہ حد تک نہین پہونچتی ہے اور
اسپر قول مخبر صادق علیہ السلام کا دال ہے کہ من بلغ حدا فی غیر حد فہو من المعتدین یعنی جو
شخص تعزیر مین حد کے درجے کو پہونچ گیا وہ مظلوم ہے بعد اسکے امام اعظم رح نے حد عبید
اور مملوک کو اختیار کیا ہے اور وہ پچاس دُرّے ہین اور کہا کہ ایک درہ اسمین سے واسطے
تعزیر کے کم کیا جاوے اور امام ابویوسف رحمہ اللہ نے احرار اور آزادون کی حد کو اعتبار
کیا ہے یعنی اسی دُرّے اور کہا کہ واسطے تعزیر کے اس سے ایک دُرہ کم کیا جاوے اور یہ
اختلاف انتہا درجے کی تعزیر کا ہے لیکن تعزیر کا ادنےٰ درجہ امام کی راے پر ہے جسقدر وہ
مصلحت دیکھے تعزیر کرے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ صحیح بخاری
مین ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے
زیادہ نہ مارے جائین مگر حد مین بحکم اللہ تعالے کیطرف سے مقرر ہے پس اس سے معلوم ہوا
کسی طرحسے تعزیر مین زیادتی درست نہین ہے لیکن فقہا نے زیادتی کے جواز پر اجماع
کیا ہے پس اگر انکے اجماع کے سبب سے بھی اوسپر اختصار کیا جاوے تو جائز ہے اور
منہ کا سیاہ کرنا جائز نہین ہے کیونکہ یہ مثلہ مین داخل ہے پس اگر منہ کے سیاہ کرنے پر
روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کہ سخم وجہ الشاہد الزور یعنی جھوٹی گواہی دینے والونکا
منہ سیاہ کیا جاوے دلیل لائی جاوے تو ہم کہینگے کہ شاید اونھون نے کوئی مصلحت دیکھی

اسکو اختیار کیا ہو اسیطرح شرح منظومہ مین جھوٹی گواہی والون کے مسئلہ مین مذکور ہے
لیکن اہل احتساب نے بعد تحقق اور ثابت ہونے جنایت اور خیانت کے بازار مین پھرانے
کو اعتقاد کیا ہے اوسکی اصل یہ ہے جو کہ شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول
ہے یعنی شاہد کاذب کو پھرانا مسئلہ اگر کوئی شخص حالت تعزیر مین مرجاوے تو اوسکا
تاوان تعزیر دینے والے پر واجب ہے یا نہین **جواب** اوسپر کچھ تاوان نہین ہے
جامع صغیر خانی مین مذکور ہے کہ اگر کسی آدمی پر چار شخصون نے ایسی گواہی دی جس سے
اوسپر تعزیر واجب ہوتی ہے اور امام اور حاکم وقت نے اونکی گواہی پر اوسکو تعزیر دی
اور وہ اوسی تعزیر مین مر گیا کہا گیا کہ اوسپر کچھ تاوان نہین ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک
اوسپر تاوان ہے اور جو چیز کہ تاوان مین لیجاے اوسکو بیت المال مین داخل کرنا چاہیے
اور اگر ایسی گواہی دی کہ جس سے حد واجب ہوتی ہو اور اوسپر حد جاری کی گئی یہانتک
کہ وہ اوسی حد مین مر گیا تو اوسپر کچھ تاوان نہین ہے اور اسی پر فقہا کا اجماع ہے لیکن شافعیؒ
نے حد اور تعزیر مین فرق کیا ہے کہ تعزیر واسطے ادب دینے کے مشروع ہے جیسے اولاد
اور بی بی کا ادب دینا پس بر تقدیر اس معنی کے تعزیر مباح ہوئی اور ساتھ شرط سلامتی
کے مقید اور ہمیری دلیل یہ ہے کہ تعزیر مثل حد کے واجب ہے کیونکہ تعزیر فعل ممنوع کی جزا
ہے بخلاف تادیب کے کہ یہ مباح ہے نہ واجب اور ابو یوسفؒ سے ذخیرے مین منقول
ہے کہ ایک حاکم نے کسی کو تعزیر مین ننلو دُرّے مارے یہانتک کہ وہ مر گیا تو کہا گیا کہ اوسپر
کچھ تاوان نہین ہے کیونکہ اکثر حد تعزیر کی سو دُرّے ہین اور اکثر تعزیر مین نہ مرتے تھے پھر اگر
اس اکثر تعزیر پر بھی زیادتی کی اور مر گیا تو اوسپر نصف دیت ہے کیونکہ اوسپر زیادتی کرنے
والے کی خطا ہے پھر اگر معلوم ہوا کہ حاکم یا والی نے قصدًا یہ کیا ہے تو خطا نہی اور یہ حکم ساتھ
تعزیر کے تلف ہونے مین ہے لیکن جبکہ دوڑانے سے تلف ہوا پس اوسپر تاوان اور دیت
ہے کیونکہ یہ خطا ہے اور دوڑانا اور پھرانا مباح ہے اور ساتھ شرط سلامتی کے مقید کرنا اسیطرح
سے شرح ادب مین قاضی خصاف رح سے منقول ہے اور جامع صغیر خانی مین شہادت کے
بیان مین مذکور ہے کہ جھوٹی گواہی دینے والے کے منہ کو تشہیر کے وقت سیاہ کرنا نہ چاہیے

کیونکہ یہ تشہیر مین خلل انداز ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالےٰ اوسکے عمل کو کہ تشہیر کے
وقت سر اور منہ کھولنے کو اسی سے اخذ کیا ہے اور منجملہ اسباب تعزیر کے ایک یہ بھی ہے
کہ جب کوئی شخص اجنبی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت مین پایا جاوے اور سوا ے جماع اوسکے ساتھ
دوسرا فعل کرتے ہوئے دیکھا جاے تو اوسپر ساتھ زیادتی کے تعزیر کرنے مین کچھ حرج
نہین ہے بلکہ تعزیر مین سخت مار مارنا چاہیے اور اگر اول مرتبہ تعزیر کا جاری کیا جاوے
تو ایک ہی عضو پر مارا جاوے اور ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اوسکی پیٹھ یا چوتڑ
کو ننگا کر کے دُرّے مارین اور جب کسی مسلمان نے مسلمان کے شہر مین سور یا شراب داخل
کی اور امام نے اوسکو داخل کرتے دیکھ لیا اور ساتھ چابک یا دُرّے کے اوسکو ادب دینا
مصلحت جانا تاکہ وہ مجبور ہوکر اس فعل سے توبہ کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ فعل ممنوع کے
کرنے سے مستوجب تعزیر کا ہوتا ہے اور اگر اوسی تعزیر پر اختصار کیا تو بھی جائز ہے اور
کبھی تعزیر ساتھ دو عقوبت کے بھی ہوتی ہے اور کبھی ساتھ ایک کے بھی اور اگر صدور
اس فعل کا ایسے ذمی سے ہو جو اسکی حرمت سے ناواقف ہے تو چھوڑ دیا جاوے اور
سمجھا دیا جاوے اور اگر وہ جانتا ہے تو بدرجۂ اولے وہ مستحق اور مستوجب تعزیر کا ہے
اب امام یا حاکم وقت کو اختیار ہے کہ ساتھ قید یا مارنے دُرّے کے تعزیر کرے یا ساتھ
ماسوا اسکے کے جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے اور اگر ذمی مسلمانون کے ساتھ مشابہت
کرتا ہے احتساب کے لائق ہے پس اس بنا پر صالحین اور علما کے لباس پہننے سے
اور مانند مسلمانون کے گھوڑون پر سوار ہونے سے منع کرنا درست ہے مگر بضرورت
گدھے کی سواری سے نہ منع کرنا چاہیے اسواسطے کہ بعضے اوقات چلنے پر قادر نہین ہوتے
ہین اور نیز خچر کی سواری سے کیونکہ یہ بھی گدھے کی نسل سے ہے اور مانند مسلمانون کے
سامان اور خوگیر کسنے سے منع کیے جاوین اور گدھے یا خچر پر پالان کسکر سوار ہونے کو
حکم کیے جائین پس اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ چادر اور عمامہ اور دراعہ یعنی پشواز وغیرہ بھی پہننے
سے منع کیے جائین کیونکہ اسکو شرف ہے اور علما اور صلحا اسکو استعمال کرتے ہین اور مانند
اہل اسلام کے موزہ پہننے اور شراک اور دوال رکھنے سے منع کیے جائین کیونکہ اسمین

مشابہت ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمین کافر کی اہانت اور مسلمانون کی تکرمت ہر
اور اگر کوئی مشابہت ایسی پائی جاے جو دونون کو شامل ہو تو اونمین سے ایک کو چھوڑنا
لازم ہے اسواسطے کہ اگر کافر ہمارے مشابہ ہونگے تو لامحالہ وہ بھی اونکے مشابہ ہونگے کیونکہ
مشابہت دونون طرف ہوتی ہے اور ہمکو مشابہت سے ممانعت ہے جیساکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جنے جس قوم کی مشابہت کی آسی مین
اوسکا حشر ہوگا پس اگر مسلمان عورت نے عورت ہنود کے ساتھہ لباس مین مشابہت
کی تو ایسے لباس ممنوع کے پہننے سے منع کی جائین تین نشانیون کے ہونے مین علما نے
اختلاف کیا ہے خواہ وہ نشانی سر مین ہو یا پاؤن مین یا دونون ہاتھون مین پس شیخ ابوبکر
محمد بن فضل رح نے کہا ہے کہ نصرانی مین ایک نشانی ہونی چاہیے اور یہود اور مجوس مین تین
کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ میرے ملک کے کافر مجوس سے بھی بدتر
ہین انپر تینون نشانیون کا ہونا ضرور ہے جیساکہ مجوس پر ضرور تھا مسئلہ ہم لوگ کافرون
کے ساتھہ کھانا کھائین یا نہین جواب اونکے تالیف قلوب اور اسلام کیطرف مائل کرنے
کے لیے ایک دو مرتبہ کھا لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہے جیساکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک مرتبہ کافرون کے ساتھہ کھانا کھالیا ہے پس ہمنے محمول کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا یہ فعل اسی نیت سے تھا کہ وہ اسلام کیطرف مائل ہوکر اسلام قبول کرلین لیکن انکے ساتھہ
ہمیشہ کھانا کھانا مکروہ ہے جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من الجفاء ان
یاکل مع غیر اہل دینہ یعنی غیر دین والون کے ساتھہ کھانا کھانا ظلم ہے پس ہمنے اسکو مداومت
اور ہمیشگی پر محمول کیا اسیطرح ذخیرہ کی فصل اٹھارہوین مین منقول ہے اور شرح ادب
مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ترش روئی بھی تعزیر مین داخل ہے اور شرح کرخی
مین مذکور ہے کہ حضرت عمر رض نے ایک قوم کو حریر پہنے ہوے دیکھکر اپنے منہ کو اوسکی
طرف سے پھیر لیا کیونکہ یہ بھی احتساب ہے اور منجملہ موجبات تعزیر کے جھوٹے لسکات اور
خطوط کا لکھنا ہے اور چھوٹے بچے کو شراب پلانا ہے لیکن احکام شرعیہ کے ساتھہ مزاح
اور ہنسی کرنا پس یہ سب ہم باب الاحتساب علی القاضی مین ذکر کرینگے اور کتاب خیریہ

متفرقات حدود مین منقول ہے کہ اگر کسی نے باکرہ لڑکی کو اوٹھایا اور اس سبب سی
زوال اوسکی بکارت کا ہوا بالاتفاق اوسپر تعزیر واجب ہی لیکن مہر کے واجب ہونے
مین اختلاف ہے ذخیرے کے جنایات مین منقول ہے کہ ابن رستم نے امام محمدؒ سے
پوچھا کہ جو شخص گھوڑے تازی یا لڑکی نابالغ کے بالون کو کاٹ ڈالے اور اسوجہ سی
اونمین نقصان آجاوے تعزیر کرنے اوسپر درست ہے یا نہین کہا کہ لاشئے علیہ یعنی
اوسپر کچھ نہین ہے مگر ساتھ زجر اور غضب کے ادب دینا سو اسطے کہ اگر ہمنے واسطے تاوان
کے حکم کیا اور اوسنے تاوان دیدیا اور پھر بعد بڑہ آنے بالونکے اوسی مقدار تک ہمنی
تاوان پھروا دیا تو میرا حکم کرنا مفید نہوا اور فضول ہوا اور منجملہ موجبات تعزیر کے باب
اکراہ مین کتاب کفایہ کے منقول ہے کہ اگر بادشاہ نے کسی شخص کو واسطے قتل کرنے کسی
دوسرے آدمی کے مجبور کیا اور ڈرایا کہ اگر تو اوسکو قتل نکریگا مین تجکو قتل کرونگا شخص
مجبور نے بادشاہ کے جبر سے اوسکو قتل کر ڈالا نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ اور امام محمدؒ کے
بادشاہ پر قصاص اور مجبور پر تعزیر واجب ہے کیونکہ اوسنے ارتکاب فعل منکر کا کیا ہے
اور بھی اوسمین منقول ہے کہ جب کوئی شخص زنا پر مجبور کیا جاے یہانتک کہ اوسنے
جبر کے سبب سے زنا کر لیا تو تعزیر کرنی اوس جبر کرنے والے پر واجب ہوئی اور زنا کی
حد زانی پر امام محمد اور زفر رحمہما اللہ کے نزدیک اور سابق مین امام اعظم کا بھی اسی قول پر
اتفاق تہا لیکن اوس سے رگردانی کرکے کہا کہ شبہہ کے سبب سے حد واجب نہین ہوتی ہی مگر تعزیر
کرنا اور عقر یعنی بہاے وطی اور منجملہ اوسکے ایک یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو فاسقون کے
ساتھ شراب کی مجلس مین بیٹھے ہوے دیکھے یا چورون کے ساتھ جاتے ہوے تو اوسپر
تعزیر کرنی واجب ہے اگرچہ شراب پیتے یا چوری کرتے ہوے نہ دیکھا جاے اسیطرح
اگر کسی نے دوسرے پر چوری کا دعوے کیا اور اوسکے پاس چوری کا مال بھی نکلا
لیکن اوسنے اوس سے انکار کیا اور اوسکی چوری پر کوئی گواہ بھی نہین ہے تو عام
مشایخ کے نزدیک اوسپر تعزیر جائز ہے کیونکہ وہ مقام تہمت مین پایا گیا ہے جیسا کہ
ہم پہلے لکہ چکے ہین اور سیر محیط مین مذکور ہے کہ جب کسی مدعی نے اپنے مخالف کے

پاس ائمہ اور علما کا فتوے لاوے اور وہ کہے کہ یہ فتوے صحیح نہین ہے یا ہم اسپر عمل نہین کرتے اوسپر تعزیر واجب ہے کیونکہ وہ امر ممنوع اور فعل منکر کا مرتکب ہوا ہے مسئلہ ذخیرہ کی چوبیسوین فصل کتاب الشہادت مین مذکور ہے کہ بعضے فسق سے تعزیر واجب نہین ہوتی ہے جیسے جھوٹی قسم یا بیع فاسد یا اجارہ فاسد مسئلہ حد تعزیر مین قید بھی شامل ہے اور جامع خانی کے باب کراہت مین مذکور ہے کہ مفسد اور تہماً کا قید کرنا جائز ہے مسئلہ جنایت خانیہ کے باب قتل مین مذکور ہے کہ اگر کسی کو زہر پلایا اور وہ مرگیا تو یہہ دو وجہ سے خالی نہین ہے اگر اوسکو زہر دیا اور اوسنے جانکر کھالیا اور مرگیا پس اوسوقت نہ قصاص اور نہ دیت اور نہ خون بہا ہے بلکہ اوسکو قید کرنا یا اوسپر تعزیر جاری کرنی چاہیے اور اگر اوسکے پینے کی چیز مین زہر دیا اور وہ اوسکے پینے سے مرگیا تو اوسپر دیت واجب نہین ہے کیونکہ اسنے اس فعل کو اپنے اختیار سے کیا ہے لیکن پلانیوالے نے فریب کیا پس اسمین بجز تعزیر کے کچھ واجب نہین ہے مسئلہ موجبات تعزیر سے زہد بارد یعنی زہد ظاہری ہے یواقیت مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے کھجور مدینہ طیبہ کے بازار مین پڑی پائی زمانے مین حضرت عمر بن خطاب رض کے اوسکو اوٹھا کر آواز دینا اور پکارنا شروع کیا کہ یہ کھجور کسکی گم ہوئی ہے یا کون آدمی بھول گیا ہے اور اس پکارنے سے اوسکی غرض محض زہد اور تقوی اور دیانت کا اظہار تھا حضرت عمر رض اوسکی غرض اور مقصد کو سمجھکر فرمانے لگے کہ اے زاہد بارد اسکو تو کھا جا اسواسطے کہ ایسا تقوے اللہ کے نزدیک بہت برا ہے اور اوسکو درہ مارا اور منجملہ موجبات تعزیر کے غلام یا مملوک کا بھاگنا ہے ذخیرہ مین مذکور ہے کہ اگر امام کسی گریختہ کو پاوے تو اوسکو قید کرلینا چاہیے جبتک کہ اوسکا طالب کوئی نہ آوے اسواسطے کہ یہ قید کرنا قائم مقام تعزیر کے ہے بلکہ عین تعزیر ہے اور اسی سے فرق درمیان مغرور اور گم ہوے کے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ قاضی گم شدہ کو قید نہین کرسکتا ہے کیونکہ شریعت مین واسطے گم شدہ کے تعزیر کا حکم نہین ہے مسئلہ شیخ ابو بکر رازی جو جصاف کرکے مشہور ہین کتاب احکام القرآن مین تفسیر مین آیۂ فقاتلوا التی تبغی حتے تفئ الے امر اللہ کے ذکر کرتے ہین اور واسطے جواز تجاوز

حد کے تعزیر سے ساتھ آیۃ فان بغت احدیٰہما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفئ الیٰ امر اللہ کے حجت پکڑتے ہین کیونکہ قتل کا حکم حق کیطرف رجوع ہونے تک ہی پس وجوب تعزیر پر بدرجہ اولیٰ دال ہے اور اگر تعزیر واسطے ڈرانے اور زجر کرنے کے ہو تو قتال واجب ہے تاکہ ڈرین اور باز رہین کیونکہ اسکا اندازہ عادۃً معلوم نہین ہے جیسے باغیون کا قتل ڈرانے کے لیے آبوبکر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نہین ہے مگر قصر اور اختصار اور یہ اوس شخص پر ہے کہ جو بسبب تعزیر کے حد کو نہ پہونچا ہو اسلیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے کہ من بلغ حدا فی غیر حد فھو من المعتدین یعنی جو شخص کہ ایسی حد کو پہونچے کہ وہ حد سے نکلگیا ہو تو وہ اہل اعتدا یعنی حد سے گذرنے والون مین ہی واللہ اعلم

چھٹا باب فقرا کے احتساب مین

واسطے اہل بدعت کے ایک مقام ٹھہرا دینا کہ اوسمین وہ لوگ اپنی بدعت کیا کرین جائز ہے یا نہین **جواب** فقیہ ابو اللیث کے فتاوی مین مذکور ہے کہ جو شخص مسلمانون کے لیے لنگر خانہ اس شرط پر بناے کہ وہ تا مدت زیست اوسکے قبضہ اور تصرف مین رہے تو کسی کو اوسکے قبضہ سے نکال لینا جائز نہین ہے ہان جبکہ اوس سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو کہ جس سے نکال لنا واجب ہوجاوے البتہ درست ہے جیسے اوسمین شراب پینا یا فسق و فجور کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا کہ موجب رضامندی اور خوشنودی خدا کا نہو کیونکہ وقف مین وقف کرنے والے کا اعتبار شرط ہے جب اوسکا اعتبار جاتا رہا تو کس صورت سے اوسکے قبضہ مین رہنا درست ہوگا اور بضرورت اوسکا چھوڑنا جائز ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ جب خانقاہ بسبب جاتے رہنے اعتبار کے قبضہ اور تصرف سے نکال لیا جاتا ہے تو خانقاہ یا رباط یعنی لنگر خانہ فاسق اور بدعتی کے قبضہ مین چھوڑنا کب درست ہوگا **مسئلہ** لوہا پہننا مانند فقیر اور قلندر کے جائز ہے یا نہین **جواب** نہین جائز ہی کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوے دیکھا آپ نے فرمایا کہ مالی اری علیک حلیۃ اہل النار یعنی مین نہین دیکھتا کہ تو دوزخیون کا زیور پہنے کتاب شرعۃ الاسلام کے باب اللبس مین مذکور ہے کہ سونا مشرکون کا زیور ہے

اور چاندی مسلمانون کا اور لوہا دوزخیون کا **مسئلہ** سونا پہننا زیادہ گناہ ہے یا لوہا
جواب لوہے کا پہننا زیادہ گناہ ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اوسکے ہاتھ مین سونے کی انگوٹھی تھی آپ نے فرمایا کہ تو اسکو نکال کر پھینک
دے اوسنے اوسکو پھینک کر لوہے کا حلقہ پہن لیا آپنے فرمایا کہ اسکو بھی پھینک دے کہ یہہ
اوس سے بھی بدتر ہے کیونکہ یہ دوزخیون کا زیور ہے اسیطرح فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے
اپنی بستان مین انگشتری کے بیان مین ذکر کیا ہے پس ہر برادر مسلمان کو چاہیے کہ اسپر احتساب
کرے تاکہ بدعت اور فعل ممنوع کو ہر شخص چھوڑ دے اور پھر اسکا مرتکب نہو اور جو لوگ باتین
بناتے ہین اور کہتے ہین کہ شیخ قطب الدین حیدر رحمہ اللہ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے یہ محض
افترا اور تہمت اونپر ہے بلکہ وہ تو نہایت بیزار اور رنجیدہ اس سے رہتے تھے اور اگر یہ فعل
اونسے حالت مغلوبیت مین ثابت بھی ہوا ہو تو اللہ تعالی کا دین مغلوب نہین ہوسکتا ہی
اور نہ شرع متین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسلوب کسی ایسے مغلوب الحال کی مخالفت سے
کہ جس سے احکام کا قلم ساقط ہوگیا ہو اور گناہ وعصیان مرفوع اور اوسکو لوگ دیوانون مین
شمار کرتے ہون اور وہ جنگل اور پہاڑون مین رہتا ہو اور ہلاک کرنے والی سردی اور جلانے
والی گرمی کو محسوس نکر سکتا ہو پھر جو کچھ کہ شیخ کے حال کو نقل کرتے ہین کہ وہ لوہار کی بھٹی
سے گرم لوہا لیکر اپنے گلے مین ڈال لیتے تھے اور اوسکا ضرر اور صدمہ اونکو کچھ معلوم نہین
ہوتا تھا ہم کہتے ہین کہ اس بنا پر اونکو بھی چاہیے کہ وہ بھی ایسے حال کو پہونچکر لوہا ڈال لین
پس اگر انکو بھی اونکی طرح سے صدمہ اور ضرر نہ پہونچے تو سچے ہین **مسئلہ** ڈاڑھی کا مونڈنا
جائز ہے یا نہین **جواب** ہدایہ کی کتاب کراہت تجنیس اور جنائت مین مذکور ہے کہ جائز
نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی موچھونکو چھوٹا کرو اور ڈاڑھی کو
گھنی اور اپنے حال پر چھوڑ دو اور مقدار مسنون یعنی قبضہ سے کم نکرو **مسئلہ** فقیرون اور
قلندرون کو جوالق اور کملی پہننا جائز ہے یا نہین **جواب** حدیث مین وارد ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس مین دو شہرتون سے منع فرمایا ہے ایک نرم اور باریک
دوسرا بہت موٹا کیونکہ اس سے اپنے کو مسلمانون مین مشتہر اور ممتاز کرنا ہے اور فرمایا

کہ تم عام لوگونکے مانند کپڑا پہنو بس اگر کہا جاوے کہ پیوند دار اور پورانا کپڑا پہنا محبوب اور پسندیدہ ہے اسکو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام و نیز علما و صلحا پہنتے تھے حالانکہ اسمین بھی ایک طرحکی شہرت ہی ہم کہتے ہین کہ اگر اس لباس کا اختیار کرنا بسبب زہد اور تقوی اور نیک نیتی کے ہو تو درست ہی کیونکہ ہر کام نیت ہی کے ساتھہ متعلق ہے جیساکہ مروی ہے کہ عیسے علیہ السلام جب بالرسالت مبعوث ہوے فرشتون نے انکے خرقہ کو چارون طرف طرح طرحکے پیوند لگے ہوے دیکھکر تعجب کیا اللہ تعالی نے اُن سب سے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ چار ہزار پیوند ہوتے تو انکے واسطے بہتر تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس سوا اس مرقع اور مٹی کے پیالے کے کچہ نہ تھا پھر جبکہ اونھونے ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے تو اوس پیالے کو بھی پھینکدیا اور کہا کہ مجکو اسکی کچہ حاجت نہین ہے اور یہ مرقع معہود جو فی زماننا مروج ہے محض واسطے شہرت کے ہے اور اسکے ناپسند ہونے کی یہی وجہ ہے **مسئلہ** سماع مین رقص کرنا اور ناچنا جائز ہے یا نہین **جواب** نہین جائز ہے ذخیرہ مین مذکور ہے کہ سماع مین ناچنا گناہ کبیرہ ہے اور جن مشائخ نے اسکو مباح کیا ہے وہ بسبب بے اختیاری اور مغلوبی کے ہے اور شرح متین مین اسکی اجازت نہین ہے اور عوارف المعارف مین مذکور ہے کہ سماع مین ناچنا لائق منصب مشائخ رحمہم اللہ کے نہین ہے کیونکہ یہ لہو و لعب کے ساتھہ مشابہ ہے اور یہ متمکن کی حالت سے مباین ہے **مسئلہ** مشائخ رحمہم اللہ کو سماع جائز ہے یا نہین **جواب** اگر قرآن مجید یا وعظ کا سماع ہے تو جائز اور مستحب ہے اور اگر راگ اور غنا کا سماع ہے تو حرام ہے کیونکہ راگ کا سُننا یا خود گانا حرام ہے اور اسی پر علما کا اجماع اور اتفاق ہے اور اسمین تاکید کے ساتھہ بہت مبالغہ کیا ہے اور جس مشائخ صوفیہ کرام رحمہم اللہ اجمعین نے سماع کو مباح کیا ہے وہ ہوا و ہوس سے خالی تھے اور تقوے اور پرہیزگاری سے آراستہ اور جسطرح بیمار طرف دوا کے محتاج ہوتا ہے ویسا ہی یہ لوگ غنا کیطرف محتاج ہوتے تھے تنہائی اور علامت ایسے مشائخ کی یہ ہے کہ شہوتون سے بری ہون اور اللہ تعالے کے ذکر مین مستغرق اور فریفتہ ہون اور صاحبدل و سخی ہون اور برائی بھلائی سے بے پروا اور اپنی واردات کے چھپانے والے ہون

اور لمشائخ کبار کے ذات اور نفیس صفات سے فیض یاب ہوتے ہون اور اونکی درد کا
علاج وہی شخص کرتا ہو جو اللہ تعالی کے ذکر مین مستغرق اور اوسکے دیدار کے شوق
مین محو ہو پھر معلوم کرنا چاہیے کہ سماع کے واسطے شرع سے بھی اجازت ہے جبکہ سماع
کی محفل ان شروط کے ساتھ مقید ہو ایک یہ ہے کہ اوس محفل مین کوئی امرد اور بے ریش
نہو دوسرے یہ کہ اوس محفل مین غیر جنس اور فاسق اور دنیا دار اور کوئی عورت نہو
تیسرے یہ کہ قوال کا گانا بہ نیت مزدوری کے نہو چوتھے یہ کہ اوس محفل مین لوگ بہ نیت طعام
یا پوری ہونے امید کے جمع نہون پانچوین یہ کہ اہل محفل کھڑے نہون مگر بسبب مغلوب
ہونے کے چھٹے یہ کہ وجد کو ظاہر نکرین مگر راست اور صادق بعضون نے کہا ہے کہ
جھوٹا وجد ظاہر کرنا غیبت سے بھی بدتر ہے اور اسکی تفصیل بڑی بڑی کتابون مین مذکور
ہے من شاء فلینظر پس اس بنا پر میرے زمانے مین سماع کی اجازت نہین ہے کیونکہ
سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمنے سماع سے توبہ کی بسبب پائے
جانے اصحاب طریقت و معرفت اور قوال مخلص کے کہ جو طمع سے مبرا اور منزہ ہو مسئلہ
اگر کسی فقیر نے سوال کیا اور چاہا کہ مسئول عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیوے تو آیا مسئول عنہ کو
اپنا ہاتھ واسطے بوسہ کے دینا چاہیے یا نہین جواب محیط مین مذکور ہے کہ اگر بغرض
حصول دنیا کے مسئول عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دینا چاہتا ہو تو مکروہ ہے ہرگز اپنے ہاتھ کو
واسطے بوسے کے نہ دیوے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ جب
اپنا ہاتھ سائل کو دینا مکروہ ہوا تو اوسے نہ دینا بطریق اولی افضل ہوگا بلکہ اوسکو اس امر سے منع
کرنا چاہیے اور اسکے مسئلہ سے آگاہ کر دینا کیونکہ یہ امر دنیا کے چیز دینے سے بہتر ہے
اسلیے کہ اسمین نفع دنیا کا ہے اور اوسمین آخرت کا مسئلہ سائلونکو دروازے پر طبلہ
اور دف بجانا جائز ہے یا نہین جواب طبلہ یا دف بجانا سوائے جہاد یا سفر کے جائز
نہین ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ میرے نزدیک ایسے
سائلون کو کچھ دینا بھی نہ چاہیے اور اسی بنا پر مطرب کو بھی کیونکہ یہ لوگ فعل منکر اور ممنوع کرتے
ہین حدیث شریف مین وارد ہے لاتاکل الاطعام تقی ولا یاکل طعامک الا تقی یعنی سوائے

آدمی پرہیزگار کے تیرا کھانا کوئی نہ کھاوے اور تو بھی سوا مرد پرہیزگار اور صالح کے کسیکا کھانا نہ کھا پس اگر کہا جاوے کہ اسی منع کرنے کے سبب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالے کا عتاب ہوا تھا تو ہم کہینگے کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام اوسوقت تک ساتھ تبلیغ کے مامور نہونگے اور اُمت محمدیہ ساتھ امر معروف اور نہی منکر کے مامور ہے اور فاسقون کو صدقہ اور خیرات دینے مین فعل نہی منکر سے انکار نہین ہوتا ہی بلکہ وہ لوگ جس برائی اور قباحت مین ہین اوسپر اونکو مدد دینا ہے مسئلہ بعضے سائل شاہ راہ مین بیٹھتے ہین اور وہ کپڑا کہ جس مین بزرگان دین کی قبرون کی صورت بنی ہوتی ہے بطور تبرک کے پیش کرتے ہین اور باجا بجاتے ہین اور جہلا اور بیوقوف جمع ہوتے ہین تو اونکے ساتھ کسطور سے پیش آنا چاہیے **جواب** اس فعل سے اونکو منع کرنا چاہیے اور اگر امام کچھ مصلحت جانکر اوس کپڑے کو پھاڑ ڈالے تو اوسپر کچھ تعزیر نہین ہی اسلیے کہ وہ مجتہد ہے اور اسکا پھاڑنا حکم مین توڑنے باجون کے ہے **مسئلہ** جو فقرا کہ اپنے بالون کو پراگندہ رکھتے ہین اور نہ اوسمین کبھی تیل لگاتے ہین اور نہ کنگھی کرتے ہین اور نہ اونکو مونڈاتے ہین یہانتک کہ اوسمین جوئین اور کیڑے پڑجاتے ہین مبتدعی ہین اسلیے کہ وہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کرتے ہین اور بعضی بت پرستونکے طریقے پر چلتے ہین اور فعل مستحب مین دست اندازی کرتے ہین وہذا کلہ فی باب الاحتساب علی مدع شعر الراس **مسئلہ** اگر کسی فقیر نے کہا کہ درویشی بدبختی ہے تو یہ کہنا خطا ہے **فائدہ** جو فقرا واسطے اظہار اپنے فقر کے صوف پہنتے ہین گناہ کبیرہ کرتے ہین جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اربعۃ من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء محبۃ الصالحین وترک فعلہم وذم الاغنیاء والاخذ منہم ورجل لایری الکسب یاکل من کسب الناس یعنی صوف پہننا واسطے طلب کرنے دنیا کے اور صالحون کے محبت کا دعوے کرنا اور اونکے فعل کو چھوڑ دینا اور توانگر اور مالدار کی برائی کرنا اور اونسے لینا اور کسب کو حقیر جاننا اور لوگون کے کسب سے کھانا گناہ کبیرہ ہی سب تفسیر کشاف مین سورہ ہود مین منقول ہی واللہ اعلم

ساتوان باب باعانت مظلوم ظالم کے احتساب مین

یہ باب عجیب اور غریب ہے امام محمد رحمہ اللہ سے شرح کرخی مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے کسیکو دیکھا کہ اپنے باپ کو قصداً قتل کرتا ہی اور قاتل نے قتل کرنے سے انکار کیا یا اوسکے بیٹے سے کہا کہ ہمنے تیرے باپ کو قصداً قتل کیا ہے اسلیے کہ اوسنے بھی میرے باپ کو قصداً قتل کیا تہا یا اسواسطے کہ اسلام سے پھر گیا تھا تو ہمنے اوسکا قتل کرنا حلال جانا حالانکہ اوسکا بیٹا قاتل کے بیان سے بالکل ناواقف تھا اور بجز بیٹے کے مقتول کا کوئی وارث نہ تھا تو واسطے قتل کرنے قاتل کے وہ لڑکا مجاز ہے اگر اوسکے قتل کا ارادہ رکہتا ہوا اور جس شخص نے کسی کو دیکھا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کرتا ہے تو اوسکو بھی اوسکے قتل پر اعانت کرنے کی گنجایش ہی اور اسیطرح اگر قتل کرتے ہوئے نہ دیکھا لیکن قاتل نے اوسکے روبرو اقرار کیا یا بعض حالات مذکورہ کا دعوے کیا تو اوسکے قتل کی اوسکو گنجایش ہے اور جو شخص دیکھے یا سُنے اوسکا مدد کرنا تو اوسکے بھی قتل کی اوسکو گنجایش ہے اسواسطے کہ اوسنے اوسکے باپ کو قتل کرتے دیکھا تو بنا برظاہر کے اوسپر قصاص واجب ہے اور استحقاق قتل کا دعوی کرنا جائز ہے یا نہین جواب صرف احتمال سے استحقاق واجب نہین ہوتا ہے پس اسیواسطے قتل کرنا جائز ہے اور اسیطرح حکم ہے اوسکا کہ نہین دیکھا لیکن اوسنے اقرار کیا اسواسطے کہ اقرار سے حکم بنفسہ ثابت ہوتا ہے تو گویا کہ اقرار مثل دیکھنے کے ہوا اور معاون اور مددگار کا بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ یہ اعانت ہے اوپر حق رسانی اور امر معروف کے اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ساتھ قضاء قاضی کے ہو تو حکم اوسکا مثل حکم گذشتہ کے ہے یعنی قتل کرنا اور اگر قاضی کا حکم نہو تو بیٹے کو اوسکا قتل کرنا جائز نہین ہے اور اسیطرح مدد کرنا اوس شخص کو نہین جائز ہے کہ جس نے گواہی سُنی ہے اسواسطے کہ گواہ کو گواہی بنی بغیر قضاء قاضی کے کچھ استحقاق نہین پہونچتا ہی کتاہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ جب ہر ایک مسلمان کو اعانت اور مدد کرنی جائز ہے تو محتسب ساتھ مدد کرنے مظلوم کے لائق اور بہتر ہے اور شرح کرخی رحمہ اللہ مین مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام یا مال یا کپڑا کسی شخص کے قبضہ مین تھا اور دو آدمیون نے گواہی دی کہ یہ مال یا کپڑا یا غلام فلان شخص کے باپ کا ہے اور اس قابض نے اوس سے غصب کیا ہے اور قابض اسکا منکر ہے اور اوس چیز کے اپنے ہونے پر دلیل اور ثبوت پیش کرتا ہے پس وارث کو نچاہیے کہ اوس چیز کو اوسکے قبضہ سے لیلیوے

جب تک کہ قاضی اون دونون گواہون کی گواہی پر حکم نہ دے اسلیے کہ بغیر حکم قاضی کے گواہی سے
استحقاق متعلق نہین ہوتا ہے اور کہا کہ اگر وارث نے اوس شخص کو چیز لیتے ہوئے اپنے باپ
دیکھا تو اوسکو لینا اور قتال کرنا اوسپر جائز ہے اور جس شخص نے اوسکو دیکھا تھا اوسکو بھی اوسکی مدد کرنا
جائز ہی اور اگر یہ وارث خود اوس چیز تک پہنچا اور وہ اسکو مانع ہوا اور وہ ایسی جگہ مین تھا
کہ وارث اوسکے لینے کی طاقت نہ رکھتا تھا تو موجب بنی حجت کے اوس سے مواخذہ کرے اسلیے
کہ جب وہ سنے غصب کرتے ہوئے اوسکو دیکھا تھا اوسی وقت استحقاق اوسکا ثابت ہو چکا
تھا اور اسیطرح اگر اوسنے اوس شخص سے اقرار کیا کیونکہ ہم بیان کر چکے ہین کہ حکم اقرار کا سبب
ثابت ہوتا ہے اور اوسکا قتل کرنا جائز ہے اسواسطے کہ وہ ظالم ہے جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے من قتل دون مالہ فہو شہید یعنی جو شخص کہ اپنے مال کیلیے مارا جاوے شہید ہے
کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اس سے معلوم ہوا کہ محتسب کو دو تہائی
اور ثلث اوسکا لینا کہ جو قاضی کو ہر معاملہ مین سے تہا سا چند وجھون سے جائز ہے ایک یہ کہ جب
محتسب سبب کو معاینہ کرے اوسکو حکم کرنا اوسکے ساتھ جائز ہے دوسرے یہ کہ جب محتسب
اقرار کو سن لے تو جائز ہے کہ موافق اوسکے حکم کرے اور وہ ثلث کہ جو محتسب کو جائز نہین
ہے یہ ہے کہ جب سامنے اوسکے دو گواہ کسی حق کے واسطے گواہی دین تو اسکو موافق اوسکی
حکم کرنا جائز نہین ہے جبتک کہ قاضی نہ حکم کرے واللہ اعلم

آٹھوان باب بیان مین احتساب کے عورتون اور اونکے مددگارون پر

سفر کرنا آزاد عورت کا بغیر محرم کے جائز نہین ہے اور اپنے غلام اور اجنبی کے ساتھ سفر
کرنا بھی ایسا ہی حکم رکھتا ہے خواہ وہ غلام اجنبی مرد ہو یا نامرد مسئلہ آزاد عورت اپنے منہ
اور ہتھیلی اور قدم کھولنے سے منع کیجاوے اسلیے کہ وہ عضو واسطے دیکھنے والون کے
شہوت سے بیخوف نہین ہے مگر جو عورت کہ بوڑھی ہو تو دیکھنا اوسکے منہ کو جائز ہی اور
مصافحہ کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ بیخوف ہو شہوت سے اور شرح کرخی مین مذکور ہے
کہ وقت حاجت کے عورت نامحرم کیطرف دیکھنا حرام نہین ہے اور بغیر حاجت کے
مکروہ ہے اور عورتون کے لیے بہتر ہے کہ سواے قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

دوسری قبرون کی زیارت نکرین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لعن اللہ زوارات القبور یعنی لعنت کرے اللہ تعالی اون عورتون پر جو زیارت کرتی ہین قبرونکی یہ حدیث اگرچہ حرمت زیارت پر دال ہے لیکن اس حدیث سے کہ کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا ولا تقولوا ہجرا اسے منسوخ ہے یعنی ہمنے تمکو قبرون کی زیارت سے منع کیا تھا سو اب خبردار ہو کہ تم قبرون کی زیارت کرو لیکن فحش نہ بولو اور جب عورت کسی ایسی قبر کی زیارت کرے کہ اوسکی موت کے وقت وہ حاضر نہ تھی تو آپین معذور رہے کیونکہ مروی ہے کہ عبد الرحمن بن ابوبکر رضہ باہر مکہ معظمہ کے فوت ہوے تھے اور وہانسے نقل کرکے مکہ معظمہ مین دفن کیے گئے ایام حج مین حضرت عائشہ صدیقہ رض بہ نیت حج اور عمرے کے مکہ معظمہ مین گئین اور اونکی قبر کی زیارت کی اور کہا کہ خدا کی قسم اگر مین تمہاری موت کے وقت حاضر ہوتی تو آج تمہاری زیارت نکرتی امام سرخسی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عائشہ صدیقہ کی مراد اس سے یہ ہے کہ زیارت کا ترک کرنا اولے ہے لیکن چونکہ اونکا زیارت کرنا موت کے وقت فوت ہوا تھا اسواسطے اونھون نے اونکی قبر کی زیارت کی قائم مقام ملاقات کے ہوجاوے اور یہ واسطے عام عورتون کے دلیل ہوگئی اور جبکہ عورت بغیر حکم اپنے شوہر کے نکلے تو اوس پر احتساب کرنا واجب ہے لیکن جبکہ وہ اپنے شوہر کے حکم سے ساتھ پاکیزگی اور بے ریائی کے نکلے تو وہ معذور رہے اور اگر عورت بیمار یا حالت نفاس مین ہو تو بعد گزرنے مدت نفاس کے حمام مین جانا مباح ہے اور اگر بے عذر اپنے شوہر کی اجازت سے نکلے تاہم مباح ہے اور اسی کی طرف سرخسی رح نے بھی میل کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مباح نہین ہو کیونکہ مروی ہے کہ عورتین شہر حمص کی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئین تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ حمام کو جایا کرتی ہو کہا کہ ہان پس آپ نے اونکو مجلس سے نکالنے کا حکم دیا اور اگر عورت گھوڑے بے سامان پر بسبب عذر کے جیسے حج اور عمرہ یا جہاد مین بن پہنکر سوار ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہے اسواسطے کہ مہاجرین کی عورت اکثر گھوڑون پر سوار ہوتی تہین اور واسطے جہاد کے نکلتی تہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو بارہا دیکھتے تھے لیکن منع نکرتے تھے اور اسیطرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیٹیان جہاد مین گھوڑون پر سوار ہوتی

نہین اور مجاہدین کی صفون مین جاکر مدد کرتی تہین اور زخمیونکی دوا کرتی تہین اور جو عورت
کہ گھونگرو بناکر پہنے تو اوسپر بہی احتساب کیا جاوے کیونکہ بچون کے پانون مین گھونگرو پہنا مکروہ
ہے تو عورت بالغہ کو پہنا بدرجہ اولی مکروہ ہوگا اسواسطے کہ عورت کو ستر پوشی کے لیے سخت
تاکید آئی ہے اور گھونگرو کے پہنے مین گویا کہ اپنے حال کا ظاہر کرنا ہے اور جبکہ مرد اجنبی تنہا عورت غیر
محرم کے ساتھہ ایک خلوت مین پایا جاے تو اوسپر احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ اسمین نہی
اور منع مکرر وارد ہوا ہے اور اگر مرد اجنبی کو اوسپر کوئی حق ہے تو اوسکے ساتھہ بیٹھنا اور اوسکے
کپڑے کو پکڑنا جائز ہے پہر اگر عورت بھاگ جاے اور ویرانے مین داخل ہوا اور مرد نے
بہی اوسکا پیچھا کرکے داخل ہونا چاہا تو بشرط شہوت سے بیخوف ہونے کے کچھ مضائقہ نہین ہے
اور اگر اسکا خوف ہو تو اوس سے دور رہے لیکن اپنی آنکھون سے اوسکی نگہبانی کرے سوال
اگر کہا جاے کہ میرے ملک مین مروج ہے کہ معاون محتسب اپنے ہاتھہ سے زانیہ عورت کو
پکڑکر تعزیر کرتے ہین اور حال یہ ہے کہ عورت غیر محرم کا چھونا حرام ہے پس وہ بسبب دفع کرنے
حرام غیر یقینی اور موہوم اور مظنون کے حرام یقینی مین پڑتے ہین جواب ہم کہتے ہین کہ مس کے
معنی ہاتھہ کا بغیر پردے کے پہونچانا ہے اور جبکہ عورت پر ڈپٹے کے ساتھہ بضرورت مس
کی جاے تو جائز ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ جب عورت کیچڑ مین پہنس جاوے تو مرد اجنبی کو
ساتھہ پردے کے اوسکا ہاتھہ پکڑنا اور نکالنا حلال ہے اور واسطے خانگی خدمت کے خوجہ کرے
مقرر کرنا جائز ہے نہ غلام بالغ اسواسطے کہ اسمین فساد کا اندیشہ ہے بہ نسبت افغانی غلام
اجنبی آزاد کے اور خدمت خانگی کے لیے اوس عضو بریدہ کی کہ جسکا پانی ہنوز خشک نہین
ہوا ہے مقرر کرنا جائز نہین ہے اسلیے کہ اوسکو ملنے اور گھسنے سے انزال ہوتا ہے لیکن اوس
عضو بریدہ کے واسطے کہ جسکا پانی خشک ہوگیا ہے بعض مشائخ رحمہ اللہ نے اجازت دی ہے
اور قول اللہ تعالے کا والتابعین غیر اولے الاربۃ من الرجال مین بعضے مفسرین کا یہی قول
ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ حلال نہین ہے اسلیے کہ آیۃ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم
ذالک ازکے لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمومنات یغضضن من ابصارہن الخ محکم ہے اور قول
اوّل مجمل ہے اور بہ نسبت مجمل کے محکم پر عمل کرنا اولے اور افضل ہے اسواسطے کہ اصول مین

مین مذکور ہے کہ جہانتک محکم پایا جاوے مجمل پر عمل کرنا نہ چاہیے اور لڑکی بالغہ کے فروخت
کے وقت اوسکے پیٹ کو چھپائے رکھنا چاہیے کہ یہ ستر ہے اور خانیہ مین ہے کہ مثلاً کسی شخص نے
کسی کی منکوحہ کو گناہ کرتے دیکھا اور ارادہ کیا کہ مین اوسکے شوہر کو خبر دون پس اگر جانے
کہ اوسکا شوہر اوسکو فعل بد سے باز رکھ سکتا ہے تو خبر دینا اوسکو حلال ہے **سوال** پھر اگر
کوئی کہے کہ اکثر وقت تعزیر کے سر یا قدم یا ہاتھ اونکا کھلجاتا ہے یا چادر گر پڑتی ہے تو اسمین کیا
کیا جاوے اسواسطے کہ یہ فعل منکر ہین **جواب** مروی ہے کہ ایک عورت نواح مدینہ
مین نوحہ کرتی تھی کسی نے حضرت عمرؓ کو اوس سے خبر دی آپنے جاکر اوسکو دُرے سے
اسقدر مارا کہ اوسکے چادر گر پڑی لوگون نے کہا کہ حضرت خبردار پیچھے ہو تب آپنے فرمایا کہ شریعت
مین اسکی حرمت نہین ہے پس اب جاننا چاہیے کہ حرمت کے لفظ مین علمانے اختلاف کیا
ہے بعضون نے کہا ہے کہ جب کسی نے فعل منکر کو اختیار کیا تو حرمت اوسکے نفس سے جاتی رہی
اور چھوکریون کے حکم مین داخل ہوگئی اور اسکی دلیل شرح ادب کے بیسوین باب مین مذکور ہی
یعنی حضرت ابوبکر اعمشؒ نے کسی گانون مین نہر کے کنارے عورتون کو سر اور بازو
کھولے دیکھا آپنے اونکی طرف دیکھنے سے پرہیز نہ کیا ہمراہیون نے کہا کہ حضرت ایسے
وقت مین دیکھنا منع ہے آپنے فرمایا کہ جسنے اپنے نفس کی حرمت کو کھودیا اونکی طرف
نگاہ کرنی حرام نہین ہے اور کفایہ شعبی مین مذکور ہے کہ عدت والی عورت کو بغیر حکم شوہر
کے اوسکے گھر سے نکلنا جائز نہین ہے بجامع ہے کہ وہ عدت موت کی ہو یا طلاق بائن کی
اور اسیطرح مرد اجنبی اور غیر اجنبی کے ہمراہ سفر کرنا واذا فعلت وخلت فی لعنۃ اللہ وملائکتہ اور
فتاوی ظہیریہ مین ہے کہ عدت والی عورت کو باریک کنگھی کرنا اور زیور اور لباس رنگین
پہننا اور خوشبو اور تیل اور وسمہ لگانا منع ہے مگر جبکہ وہ لباس رنگین دھویا ہوا ہو **مسئلہ**
جب کوئی مرد عورت غیر محرم کے ساتھ راہ مین باتین کرتے ہوئے پایا جاوے تو اوسپر حد
تعزیر جاری کرنا چاہیے جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو راہ مین عورت
سے باتین کرتے پایا آپنے اوسکو دُرہ مارا اوسنے کہا کہ حضرت یہ میری بی بی ہے فرمایا کہ تو
اسکو گھر لیجاتا تاکہ اس تہمت سے بچتا اور آپ شرمندہ اور نادم ہوکر ابی بن کعب کے پاس گئے اور

اپنی ندامت کا حال بیان کیا کعبؓ نے کہا کہ آپ مسلمانون کو ادب سکھانے والے ہین
اونکی حفاظت کرنے والے ہین اگر وہ عورت اوسکی بی بی تھی اپنے گھر کیون نہ لیگیا پس
آپ خوش ہوے اور ابی بن کعب رونے لگے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اب تمہارے رونے
کا کیا سبب ہے اونھون نے کہا کہ ایک حدیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجکو
یاد آئی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب قیامت کے دن گروہ لوگون کے جمع کیے جائینگے
تو اسلام سائتہ خوبصورتی کے آئے گا اور کہے گا کہ ای عمر تجکو آج اللہ تعالی عزت دے
جیسی تو نے مجکو عزت دی تھی پس عمرؓ نے سجدۂ شکر کیا اور وارث کے حصہ سے سات
غلام آزاد کئے اور بعد اس گفتگو کے ابی بن کعب نے واسطے استراحت عمرؓ کے تکیہ رکھدیا
آپ نے منع کیا تب وںھون نے کہا کہ آپ مجکو اس نعمت سے کیون باز رکھتے ہین اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو آرام دیتا ہے
تو قبل آرام پانے اوسکے اللہ تعالے دونون کے گناہ کو بخش دیتا ہے **مسئلہ** جو عورت
قبرون کی زیارت کرتی ہین اونپر احتساب کیا جاوے یا نہین اور وہ ثواب پاتی ہین یا نہین
جواب کفایۂ شعبیہ مین باب خروج النساء الے المقابر مین مذکور ہے کہ قاضی سے کسی نے
پوچھا کہ عورتون کو پنجشنبہ کے دن زیارت قبرون کے واسطے جانا جائز ہے یا نہین قاضی
نے کہا کہ تو اسکا جواز اور عدم جواز نہ پوچھ بلکہ اسکی لعنت کا حال پوچھ پس جان تو کہ عورتین
جسوقت زیارت قبور کی نیت کرتی ہین تو اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اونپر لعنت
بھیجتے ہین اور جب واسطے زیارت کے نکلتی ہین تو شیطان اونکو گھیر لیتے ہین اور جب قبر
پر آتی ہین تو میت کی روح اونپر لعنت کرتی ہے اور پھرتے وقت پھر لعنت خدا مین شامل
ہوتی ہین حدیث شریف مین وارد ہے کہ ایما امرأۃ خرجت الی مقبرۃ تلعنھا ملائکۃ
السموات والارض فمشی فی لعنۃ اللہ وایما امرأۃ دعت للمیت فی دارھا یعطیھا اللہ تعالی
ثواب حجۃ وعمرۃ یعنی عورت جسوقت قبر کی زیارت کیلئے نیت کرتی ہے اور نکلتی ہے
تو اللہ تعالے اور اوسکے فرشتے اوسکے پہونچنے تک اوسپر لعنت کرتے ہین اور جو عورت
کہ اپنے گھر مین واسطے میت کے دعا کرتی ہے اوسکو حج اور عمرے کا ثواب اللہ تعالے

عطا کرتا ہے اور سلمانؓ و ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد
نماز کے مسجد سے نکلکر حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے کہ فاطمہؓ تشریف لائین آپنے پوچھا
کہ کہانسے آتی ہو فرمایا کہ فلان موتے کے گھرسے پھر آپنے پوچھا کہ کیا تم اوسکی قبر پر بھی گئی تہین
فرمایا کہ معاذ اللہ خلاف حکم آپکے کرتی پس آپنے فرمایا کہ اگر تم جاتین تو تمکو جنت کی خوشبو ہرگز
میسر نہوتی پس اسی بنا پر عورتونکو جنازے کے ساتھ بھی جانا مباح نہین ہوا اور مروی ہی
کہ پہلی مرتبہ حضرت کو مدینہ مین جنازے کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو عورتون کو پیچھے
جنازے کے جاتے ہوے دیکھا پس اون لوگون سے پوچھا کہ آیا تم جنازہ اوٹھاتے ہو یا
جماعت کے ساتھ اوسکی نماز پڑھتے ہو کہا کہ ہم کچھ نہین کرتے ہین پس آپنے کہا کہ اے
گنہگار و اپنے گھر پھر جاؤ مسئلہ شرح طحاوی مین ہے کہ عورت موتے کو قبر مین رکھنے کے
لیے اوسکا ذو رحم محرم اولے ہے اور بشرط نہونے اونکے اجنبی کا ہونا کچھ مضائقہ نہین ہی
مسئلہ اگر کوئی عورت کسی مکان مین بغیر حکم اوسکے مالک کے داخل ہووے تو وہ مستوجب
احتساب ہی یا نہین جواب اگر وہ عورت مالک مکان کی قرابت مین ہے تو اوسکا جانا
حلال ہے اسیطرح اگر شوہر اوسکا ذو رحم ہے تو اوسکی عورت کو بھی بغیر اجازت کے جانا
حلال ہے اور محیط مین ہے کہ اسی سبب سی نزدیک امام اعظمؒ کے ہاتھ کاٹنا اوس عورت کا
جسنے اپنے شوہر کے محرم کے گھر مین چوری کی ہو درست نہین ہے اور سوائے اس صورت کے
سب پر احتساب درست ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم
حتی تستانسوہ یعنی جب تک کہ اجازت نہو مسئلہ عورتون کو اپنے منہ پر برقع ایسے طور سی
ڈالنا چاہیے کہ وہ منہ سے علیحدہ رہے پس یہ مسئلہ دلالت کرتا ہے کہ بغیر ضرورت کے
اونکو منہ کھولنا درست نہین ہے جیسا کہ ایام حج مین انکو منہ چھپانے سے ممانعت ہی کتاب
النکاح مین نوازل کے مذکور ہے کہ ابو بکر رحمہ اللہ پوچھے گئے اوس عورت کے حال سے
جو اپنے بالونکو کاٹ ڈالتی تھی تو کہا کہ اس فعل سے توبہ کرے پھر پوچھا گیا کہ اپنے شوہر
کی اجازت سی اگر کاٹ ڈالے تو کہا کہ طاعت مخلوق کی خالق کی نافرمانی مین نہین ہی اسلیے
کہ اسنے اپنی جان کو مردون کے ساتھ مشابہ کیا اور مشابہت کرنے والون پر خدا نے لعنت

کی ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کیونکہ بال عورت کے لیے مثل مرد کی ڈاڑھی کے ہین
پس جسطرح سے مرد کو ڈاڑھی منڈانا حلال نہین ہی ویسا ہی عورت کو بال کاٹنا حلال نہین ہے
اور اپنے بالون کو غیر کے بال مین وصل کرنا حلال نہین ہی اور اسی جگہ سے مشاطہ پر احتساب
کرنا درست ہوا ہے تاکہ وہ ایسا فعل نہ کرنے پاوے اور معرب مین مذکور ہے کہ بال چننے والے
اور چنوانے والے اور دانت بنانے والے اور بنوانے والے اور بال ملانے والے اور ملوانے
والے اور گدنا لگانیوالے اور لگوانے والے پر خدا کی لعنت ہی واللہ اعلم

نوان باب بیان مین احتساب کے بسبب بچون کے

بچون کے پانون مین گھونگرو پہنانا اور مہندی لگانا مکروہ ہے اور لڑکون کے سامنے شراب
پینا اور مزار کھانا گناہ ہے اور اونکو ان سب کا کھلانے والا اور پلانے والا گنہگار ہی اور
ملتقط ناصری مین ہی کہ نابالغ لڑکے کو گھونگرو پہنانا مکروہ ہے اور آئین ہی کہ لڑکا جب کہ
بلوغیت کو پہونچے اور خوبصورت اور صبیح نہو تو اوسکا حکم مثل حکم مردون کے ہی اور اگر وہ حسین
اور خوبصورت ہی تو اوسکا حکم مثل عورتون کے ہے یعنی اوسکی طرف بھی دیکھنا حرام ہے لیکن سلام
کرنا اور بغیر شہوت کے دیکھنا کچھ مضائقہ نہین ہے اور اسیوجہ سے وہ پردے اور نقاب کے
ساتھ مامور نہین ہے آستحسان کفایۂ شعبی مین ایک حکایت ہی کہ کسی نے ایک عالم کو بعد
مرنے کے خواب مین دیکھا کہ منہ اوسکا کالا ہے اوسنے پوچھا کہ حضرت یہ کیا وجہ ہے تو کہا
کہ مین نے فلان مقام مین ایک لڑکے کو بری نظر سے دیکھا تھا اس وجہ سے میرا منہ آگ مین جل
گیا ہے اور اخبار مین مروی ہے کہ کسی نے ایک عابد سے بعد مرنے کے خواب مین پوچھا کہ
اللہ تعالی تمھارے ساتھ کسطور سے پیش آیا پس جواب دیا کہ جس گناہ سے ہمنے توبہ کی تھی وہ بخش
دیے گئے اور جس سے شرمایا اوسکے عوض مجھپر عذاب کیا گیا پھر پوچھا کہ وہ کون گناہ تھا کہا کہ
مین نے ایک لڑکے کیطرف بری نظر سے دیکھا تھا اور اخبار مین مذکور ہے کہ ایک روز حضرت
عبداللہ بن عمرؓ اپنے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک خوبصورت لڑکے پر نظر پڑی تو آپ مجرد دیکھنے کے اندر گھر
کے تشریف لیگئے جب وہ لڑکا چلا گیا تو پھر آپ باہر آئے تو لوگون نے پوچھا کہ آپ کے گھر مین
جانے کا کیا باعث تھا تو کہا کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ مرد حسین اور

خوبصورت کی طرف دیکھنا اور اوس سے بات کرنا حرام ہے قاضی نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ امام فرماتے تھے کہ عورتوں کے ساتھ دو شیطان اور امرد صبیح کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہین مسئلہ کراہت خانیہ مین ہی کہ اگر لڑکا حسین خوبصورت حصول علم کیلئے باہر جانا چاہتا ہو تو اوسکے باپ پر واجب ہی کہ باہر جانے سے اوسکو باز رکھے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے کہ محتسب لوگون کو بے ضرورت ایسے امردون کی ہمنشینی سے منع کرے **نقل** محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ حسین اور خوبصورت تھے اور امام صاحب باوجود اتقا اور پرہیزگاری کے وقت تدریس کے پیچھے انکو بٹھاتے تھے تا اونپر نظر نہ پڑے اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اپنے بستان مین ذکر کیا ہے کہ ہمنشینی لڑکے حسین اور خوبصورت کی اور بیوقوفونکی مکروہ ہے کیونکہ اس سے رعب جاتا رہتا ہو اور شرح طحاوی مین مذکور ہے کہ ریشم اور حریر اور سونا اور چاندی پہنا مردون اور لڑکون کو حرام ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے اور چاندی کو لیکر فرمایا کہ یہ دونو میری امت پر حرام ہین اور لفظ امت کا عام ہے خواہ مرد ہو یا لڑکا اور حضرت جعفر نے عبد الملک بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ وہ روایت کرتے ہین عمرو بن دینار سے بواسطہ حضرت جابر کے کہ ہمکو اس امر کا مجاز ہے کہ اگر لڑکون کو ریشم پہنے ہوے دیکھین تو اونسے چھین لین اور چھوکرونکو پہناوین اسیطرح ملتقط مین منقول ہے اور جو کوئی اپنے چھوٹے بیٹے کو شراب پلادے تو وہ مستوجب تعزیر ہے نہ مستوجب حد اور سیر محیط مین منقول ہے کہ جب فاسق نے اپنے لڑکے کو شراب پلائی اور اوسکے تشکر پے مین اوسکے اقربانے روپیہ نثار کیا تو یہ سب کافر ہوی واللہ اعلم

دسواں باب بیان مین احتساب کے کھانے اور دوا پینے پر

جو شخص کہ روٹی کے کنارے کو ضائع کرے اور ماسوا کو کھاوے تو مکروہ ہے اور اگر کنارہ روٹی کا واسطے کھانیکے دوسرے کو دے تو مکروہ نہین ہے اور جس روٹی سے انگلی یا چاقو یا چھری وغیرہ پوچھے اور پھر اوس روٹی کو نہ کھاوے تو یہ بھی فعل مکروہ ہے **مسئلہ** ہاتھونکا دہونا بغیر آٹے کی بھوسی سے مکروہ نہین ہے اور آٹے سے ہاتھ دہونا مکروہ ہے اور نزدیک امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے مکروہ نہین ہے اور اگر تکبر سے تکیہ لگا کر کھانا کھاوے تو مکروہ ہے وگرنہ مضائقہ نہین ہے اور مٹی کا کھانا مکروہ ہے اور حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ اگر ضرر دینے

تو مکروہ ہے اور اگر کبھی کبھی کھائے تو کچہ مضائقہ نہین ہے کہتا ہو بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکی عمل کو یہ پان کے ساتھ چونا کھانے پر قیاس کیا گیا ہے کہ وہ مباح ہے کیونکہ وہ تھوڑا اور مفید اور نافع ہے آور نمکدان کا روٹی پر رکھنا مکروہ ہے نہ نمک کا رکھنا روٹی پر آور روٹی کو خوان پر لٹکانا اور نیچے پیالے کے رکھنا مکروہ ہے اوبھی کہا گیا ہے کہ مکروہ نہین ہے آور مشرکون کے بغیر دہوے ہوئے برتنون مین کھانا پینا مکروہ ہے اور بسبب احتمال آلودگی اونکے برتن کے حرام نہین ہوتا ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل اوسکا کہ ہم لوگ گھی اور سرکہ اور دودہ اور چھاچھ وغیرہ کے خریدنے مین ہندؤن سے مبتلا ہین حالانکہ اونکے برتنون کی آلودگی کا احتمال ہے کیونکہ اونکی عورتین گوبر اور جس جانور کو یہ لوگ مارتے ہین اونکے کھانے سے پرہیز نہین کرتین ہین پس محتسب کو لازم ہے کہ اگر اوسے رہائی کا کوئی چارہ دیکھے تو ان سب باتون سے پرہیز کی تاکید کرے پہر حسب اپنے وثوق اور اعتماد ہو جاوے تو اونکو حکم کرے کہ اپنے برتن مسلمانون کو دہونے کے لیے دین اور وہ بھی اپنا ہاتھ مسلمانونکے سامنے دہولین اگر یہ سب نہوسکے تو اسکے اباحت پر فتویٰ ہے اور اس سے بچنا تقویٰ ہے قال اللہ تعالی یسألونک ماذا احل لہم اس قول تک وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم بغیر فرق درمیان ذبیحہ وغیرہ کے اور اسیطرح مجوس کے طعام مین کچہ مضائقہ نہین ہے مگر انکا ذبیحہ حرام ہی مسئلہ پس خوردہ اور چھوڑا ہوا کھانا بغیر اجازت صاحب ضیافت کے حرام ہے مسئلہ جس حرام چیز پر کہ شفا کا یقین نہوا وسکے ساتھ علاج کرنا جائز نہین ہے اور اگر شفا کا یقین ہوا اور اوسکا بدل بہی دوسری دوا ہو تو اوس دوا متعین کے ساتھ بھی علاج کرنا نہین جائز ہے اور اگر کوئی دوسری دوا اوسکا بدل نہین ہے تو بعضے عدم جواز کے قائل ہین موافق قول ابن مسعود کے کہ اللہ تعالے نے حرام چیز مین شفا نہین دی ہے اور بعضون نے حالت پیاس مین شراب کے پینے پر قیاس کرکے جائز کہا ہے اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ جب وہ حالت ضرورت مین حرام نہین ہے تو شفا حرام مین نہوئی پس محتسب کو چاہیے کہ واسطے تاکید کے طبیبون پر امین مقرر کرے تاکہ لوگون کے معالجے مین حرام چیز کے استعمال کرانے سے باز رہین اور جب پچھنے لگانے والے اور فصد کھولنے والے اور کیڑیان لگانیوالی عورت جائکہ کے ساتھ قبل

تحرک جنین مضغہ کے یا قریب ولادت کے اپنا فعل کرین تو احتساب کئی جاوین کیونکہ اسوقت مین جنین کی ضائع ہوجانیکا خوف ہی لیکن بعد اسکے قبل زمانہ ولادت کے کچھ مضائقہ نہین ہے اور جسوقت کہ روٹی دستارخوان پر رکھی جاوے تو سالن وغیرہ کا انتظار کرنا نچاہیے بلکہ قبل آنے سالن وغیرہ کی تعظیما روٹی کھانا شروع کرے کیونکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ اکرموا الخبز فانہا من برکات السماء والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کہ وہ آسمان اور زمین کی برکت ہی کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ یہ حکم گھر مین کھانے کا ہے لیکن ضیافت مین اجازت کا انتظار کرے مسئلہ نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے اور جو شخص کہ اوسکا گوشت کھاوے مستوجب احتساب بالزجر کا ہے نہ مارنے اور قید کرنے کا کیونکہ یہ محل خلاف ہی اور ملتقط مین ذابح کے بیان مین ابوالقاسم سے مذکور ہے کہ بکری حاملہ کو قریب ولادت کے ذبح کرنا مکروہ ہے اور باب اللحم مین بستان فقیہ ابواللیث کے مذکور ہے کہ ہشام بن عروہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گوشت کو چھری سے مثل عجمی کے کاٹ کر نکھاؤ بلکہ دانتون سے کاٹ کر کھاؤ کیونکہ یہ خوشگوار اور مزہ دار زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت چھری سے کاٹنے کے پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ نہی نہی شفقت ہی نہ نہی تحریم اور منع مشابہت سے ساتھہ عجمیون کے ہے

گیارہوان باب بیان مین احتساب کے لہو لعب اور کھیل پر

شطرنج و چوسر وغیرہ کھیلنا مکروہ ہے اور کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے نہ کراہت تنزیہی اور جامع صغیر خانی مین مذکور ہے کہ شطرنج جب ساتھہ شرط کے ہو تو حرام ہے اور جب اس سے خالی ہو تو فعل عبث ہی اور فعل عبث حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا یعنی ہمنے تمکو واسطے فعل عبث کرنے کے نہین پیدا کیا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لہو المومن باطل الا فی الثلث تادیبہ لفرسہ ورمیہ عن قوسہ وملاعبتہ مع اہلہ یعنی مومن کا کھیل باطل ہی مگر مین کھیل ایک اپنے گھوڑے کو ادب اور سواری سکھانا دوسرے تیراندازی سیکھنا تیسرے اپنی بی بی سے خوش طبعی اور ظرافت کرنا اور دوسری روایت مین ہے کہ کل لعب المومن حرام الحدیث یعنی مومن کا ہر کھیل حرام ہے

وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انا من الدد ولا الدد منی یعنی مین بازی کھیلنے والا نہین ہون

اور نہ بازی کھیلنے والا مجھسے ہے یعنی مین اوس سے بری و بیزار ہون وقال النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ما الہاک عن ذکر اللہ تعالے فہو میسر یعنی جو چیز کہ اللہ تعالے کے ذکر سے باز رکھے وہ
جوا ہے اور عطار رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہر قمار جوا ہے نہایت تک کہ لڑکون کا ساتھ کعب کے
بھی کھیلنا جوا ہے اور مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شطرنج کھیلنے والون کیطرف سے
گذرے تو فرمایا کہ ما ہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون اور اکثر حال بازی شطرنج کا یہہ ہے
کہ نماز سے باز رکھتی ہے اور اگر کہا جاوے کہ اس سے قواعد لڑائی کے معلوم ہوتے ہین
تو ایسا کہنا جائز نہین اسواسطے کہ فعل لعب سے قربت مراد ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تتخذوا آیات اللہ ہزوا یعنی اللہ تعالے کی آیتون کو مذاق نہ ٹھراؤ اور
بستی رحمہ اللہ نے وان تستقسموا بالازلام کی تفسیر مین ذکر کیا ہے کہ ازلام شطرنج ہے اور اسی پر سفیان
ثوری و وکیع رحمہما اللہ نے بھی موافقت کی ہے اور سیر ذخیرہ مین مذکور ہے کہ ابو بکر عیاض
رحمہ اللہ سے اوس شخص کا حال پوچھا گیا کہ وقت شطرنج کھیلنے کے اوسکی بی بی نے اوس سے
کہا کہ ہمنے علما سے سنا ہے کہ شطرنج کا کھیلنے والا خدا کا دشمن ہے اور منع کیا تو شوہر نے
فارسی مین کہا کہ وون کہ من دشمن خدا ام نشکیبم و نیارم یعنی جب مین دشمن خدا ہون تو آرام
اور صبر مین نہین کرتا پس ابو بکر رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ بموجب قول علما کے یہ سخت امر ہی چاہئے
کہ اوسکی عورت باین ہو جاوے اور نکاح کی تجدید کرے اور بعضون نے کہا کہ کافر نہین
ہوتا ہے اور منجملہ لعب کے کبوتر بازی ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو شخص ساتھ کبوتر بازی
اور جوا اور حسد کے مشغول ہو وہ سفلہ اور کمینہ ہے مسئلہ شطرنج کھیلنا بنیت تیزی ذہن اور
زیادتی فہم کے جائز ہے یا نہین جواب نہین جائز ہے تجنیس اور مزید مین مذکور ہے کہ
ایک شخص نے عربی مین کہا کہ تیزی ذہن اور زیادتی فہم کے واسطے شطرنج کھیلنا حرام نہین ہے
اور پھر فارسی مین کہا کہ اگر کتاب یا خبر یا قیاس سے یہ بازی حرام ہے تو اپنی عورت کو تین
طلاق ہے پس بمجرد اس کہنے کے اوسکے عورت پر طلاق واقع ہوئی اسواسطے کہ خبر سے
ثابت ہو چکا ہے کہ شطرنج کھیلنا حرام ہے پھر اگر کوئی کہے کہ نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کے اسکا کھیلنا

کچھ مضائقہ نہین ہے اور مین نے اوسکی تقلید اور پیروی کی ہے پس محتسب کو اوسپر احتساب
کرنا کسی صورت سے جائز نہوگا پس کہا جائیگا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنے خلاصے مین
ذکر کیا ہے کہ نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی مکروہ ہے پس اب وہ بیشک مستوجب
احتساب کا ہوگا اسلیے کہ امام غزالی رحمہ اللہ صاحب ثقہ اور مقلد امام شافعی رحمہ اللہ کے
تھے ہرگز خلاف قول امام کے بیان نہین کرسکتے ہین۔

بارہوان باب قاضی اور اوسکے اعوان و مددگار کے احتساب مین

قاضی کو دعوت قبول کرنا ہر شخص سے نہین جائز ہے مگر اپنے ذی رحم محرم سے یا اوس شخص سے
کہ پہلے قاضی ہونے کے ضیافت کرتا رہا ہو اور قاضی کے دربار مین مقدمہ خصومت کا اوسکا
پیش نہو اور اسیطرح دعوت قبول کرنا والی اور حاکم کا کہ جسنے اسکو متولی کیا ہے جائز ہے اسلیے
کہ یہ بات ظاہر ہے کہ والی اور حاکم ہدیہ نہین دیتا ہے اپنے تابع کو تاکہ امور اور معاملات قضایا
مین رغبت کرے کیونکہ قاضی حاکم اور اہل ولایت پر دست درازی نہین کرسکتا ہے اور
شرح ادب مین قاضی خصاف رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اختیار کرنے مین قضایا کے باختیار
خود لوگون نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ قضا مین داخل ہونا رخصت ہے اور نہ
داخل ہونا عزیمت ہے اور ظہیریہ مین مذکور ہے کہ قاضی کو قرض اور عاریت لینا اور اپنے ہاتھ
سے کوئی چیز بیچنا جائز نہین ہے بلکہ واسطے بیچنے کے دوسرے کو سپرد کرے اور امام محمد رح
سے مروی ہے کہ علیحدہ مجلس قضا سے یہ کام کرنا درست ہے اور صحیح یہ ہے کہ کسی وقت مین
نکیا جاوے کیونکہ لوگ اسمین مساہلہ اور سہل انکاری تصور کرینگے اور جھگڑے مین کسی متخاصمین
کی اعانت اور طرفداری نہ کرے اور نہ فتوے دے اور قاضی کے دربان کو بھی نہین جائز
ہے کہ لوگون کے جانے دینے کے بدلے مین اونسے کچھ لیوے اور آخر اعتاق ملتقط مین مذکور
ہے کہ جس شخص نے کسی غلام کی جھوٹی فارغخطی اور اوسپر چند آدمی بدچلن کی جھوٹی گواہی
اور غلام بھاگ گیا تو اوسپر بجز تعزیر کے تاوان نہین ہے نقل نیز ملتقط مین مذکور ہے کہ
قاضی سے نسبت ایک آدمی کے کہ اوسنے جولاہے کو قتل کیا تھا دریافت کیا گیا پس قاضی
نے اجلاہے کا حکم دیا پس جب یہ خبر خلیفہ مامون کو پہونچی تو اوسنے قاضی سے کہا کہ تم کلام اللہ

کے ساتھ مزاح کرتے ہو اور پھر اوسکو اسقدر مارا کہ وہ مرگیا پس فقیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ فقط
تعزیر کافی تھی مسئلہ خطوط مہر مین شرائط مقرر کرنا گویا کہ غیر اللہ تعالے کے ساتھ قسم کھانا ہے
اور یہ حرام ہے اور اسکے ساتھ حلف لینے والا گنہگار ہے اور لکھنے والا معصیت پر اعانت
کرنے والا ہے پس بموجب حکم شرع کے کاتب مستوجب احتساب ہو تاکہ پھر ایسے لوگون کی
اعانت نکرے اور وجہ حرام کی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک روز مین نے
اپنے باپ کی قسم کھائی تھی کہ سنا مین نے کہ کوئی کہتا ہے کہ ساتھ غیر اللہ کے قسم نہ کھاؤ
پس جب اس آواز کا تجسس کیا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پھر مین نے
کبھی قسم نہین کھائی اور بعوض کتابت حکمنامون کے قاضی کو زیادہ اجرت لینا نچاہیے مگر
بمقدار غیر کے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ قاضی کو بلاد اسلام مین بابت اجازت نکاح کے متولیان
زوج اور زوجہ سے کچھ لینا حرام ہے اور دینے والے کے واسطے اگر کوئی حیلہ نہین ہے تو
کچھ مضائقہ نہین اور باوجود حیلہ ہونے کے اگر قاضی کو کچھ دیا تو گنہگار ہے اور حکم اسکا مثل
حکم رشوت کے ہے یعنی اگر دفع ظلم کے واسطے دیا تو مضائقہ نہین ہے وگرنہ گنہگار ہوا اور
ہدایہ مین مذکور ہے کہ تقسیم زمین کے لیے درمیان فریقین کے ایک آدمی کو بعوض اجرت
مقرر کرنا منع ہے اور قاضی بھی لوگون پر ایسی تقسیم کے واسطے جبر نہ کرے اور محتسب کو لازم ہے
کہ جب قاضی کو فعل غیر مشروع پر دیکھے تو احتساب کرے

تیرھوان باب بیان مین احتساب کے اون لوگون پر جو قبرستان کی زمین مین تصرف کرتے ہین

ملتقط مین ہے کہ گورستان مین مکان بنانا اور چارپایہ چرانا اور اوس زمین سے نفع لینا
نہین جائز ہے خواہ قبر کا نشان اوسمین باقی ہو یا نہو اور اوسی کے وصایا مین مذکور ہے کہ
مثلاً اگر کوئی جگہ ایسی ہو کہ اوسمین قبر ہونے اور نہ ہونے پر شبہہ ہے اور اوسی جگہ پر قبر کھودی
جاوے اور اوسمین سے ہڈی نہ نکلے تو دفن کیا جاوے اور اگر نکلے تو اوس ہڈی کو نہ نکالین
اور نہ اوسمین مردہ دفن کرین اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے قبر کو روندنے اور اوسی قبر مین دوسرا مردہ دفن کرنے سے منع فرمایا ہے اور
اسکی تفصیل اوپر گذر گئی ہے اور فتاوے خانیہ کی کتاب الحظر والاباحت مین مذکور ہے کہ مثلاً

کسی شخص نے واسطے دفن کرنے مردے کے زمین غیر ملک مین قبر کھودی اور دوسرے نے اپنی
میت کو اوسمین دفن کیا تو اوسکو اجرت کھدائی قبر کی لینا جائز ہے نہ نکالنا اوس مُردیکا تا اوسی
اجرت سے دوسری قبر کھدوا کر دفن کرے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب
کوئی شخص مردے کو زمین غیر مملوکہ مین دفن کرے تو اوسکے مالک کو اختیار ہے کہ مردے کو
نکال ڈالے اور اوس زمین کو برابر کرکے کھیتی کرے اور امام محمد رحمہ اللہ نے وقف ذخیرہ مین
ذکر کیا ہے کہ جس زمین کو قبرستان قرار دیا گیا تو اوسمین مالک کی اجازت کی کچھ ضرورت نہین ہے
جب چاہے دفن کرے اور بعد نہ باقی رہنے زمین کے پھر اوسمین دفن کرنا نہین جائز ہے
مسئلہ مجوس کے قبرستان مین مسلمانون کا قبرستان بنانا جائز ہے جبکہ نشان قبرونکا اوسمین
باقی نہو اور اگر ایسا نشان باقی ہو کہ اوسکے کھودنے سے ہڈیان نکلین تو اوسکو دور کرکے
اپنا قبرستان بنالین کیا تمکو نہین معلوم ہے کہ پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تھی مجوس کا
قبرستان تھا اوسکو کھودکر مسجد نبوی بنائی گئی اور کتاب الصلوۃ مین شرح طحاوی کے مذکور ہے
کہ نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قبر کو روندنا یا اوس جگہ قضای حاجت کرنا یا نماز پڑہنا یا
اوسپر سونا مکروہ ہے **مسئلہ** واسطے خواب کے قبر پر سر رکھنا جائز ہے یا نہین **جواب** قبر پر سر
رکھنے سے میت ایذا پاتی ہے اسلیے اوسپر سر رکھکر سونا نہین جائز ہے جیسا کہ ابو قلابہ نے
احیا مین کہا ہے کہ ہم شام سے بصرے کو آئے اور خندق مین اوتر کر طہارت کی اور نماز پڑہی
اور رات کو قبر پر سر رکھکر سو رہا پس ناگاہ صاحب قبر نے ندا دی کہ بیشک تونے مجکو ایذا دی

چودھوان باب بیان مین احتساب کے اوس شخص پر جسنے محتسب کو منکرات کی خبر دی

اگر کسی نے کسی کے گناہ کرنے پر بادشاہ کو خبر دی تا اوسکو باز رہنے کے واسطے تنبیہ اور منع کرے تو
کچھ مضائقہ نہین ہے اور خانیہ مین مذکور ہے کہ اگر جانے کہ بادشاہ اوسکے منع کرنے پر قادر ہے
تو بادشاہ کو اوسکے حال سے خبر دینا جائز ہے اور اگر جانے کہ وہ قادر نہین ہے تو نہ کہے
اور کفایۂ شعبی مین مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور شکایت
کی کہ ایک شخص میرے مال کے چھین لینے کے واسطے آیا کرتا ہے تو اسلیے آپ نے کیا حکم فرمایا آپنے فرمایا کہ
اوسکو اللہ تعالے کا خوف دلا اور اگر نہ ڈرے تو بادشاہ سے مدد مانگ اور اگر بادشاہ نہو تو

ہمسایے کے مسلمانون سے مدد مانگے اور اگر مسلمان نہون تو اوس سے قتال کرتا تو شہید ہوتے یا اپنے مال سے نفع پاوے

پندرہوان باب بیان مین اوس احتساب کے جو مسجد مین کیا جاے

جو شخص کہ تعویذ مین تورات یا انجیل یا قرآن مجید لکھکر مسجد مین فروخت کرے اور کہے کہ مین ہدیہ دیتا ہون اور بعوض اوسکے مال لیوے تو اوسکو مال لینا نہین جائز ہے اور ہدیے پر مال لینے مین کچھ مسجد کی تخصیص نہین ہے بس مسجد اور غیر مسجد مین احتساب عام ہے **مسئلہ** مسجد کی بچھی ہوئی مٹی یا بوریے پر مسح کرنا حلال نہین ہے لیکن وہ مٹی کہ گوشہ مسجد مین جمع ہو اوسپر کچھ مضائقہ نہین ہے **مسئلہ** مسجد مین بیٹھکر معلم یا کاتب کو باجرت پڑہانا یا لکھنا جائز نہین ہے اور خانیہ مین محمد بن سلمہ سے مروی ہے کہ کوئی شخص حفاظت کے واسطے مسجد مین بیٹھکر سیتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے اور قبل نماز عید کے نفل پڑہنا یا اوس مسجد مین کہ نماز پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو جنازے کی نماز پڑہنا مکروہ ہے اور پڑہنے والا مستوجب احتساب ہے اور مسجد کی چھت پر چڑہنا موجب احتساب نہین ہے اور مسجد کے اندر کنوان بنانا نچاہیے اور اگر پرانا کنوان موجود ہو تو اوسکو بند کرنا بھی نچاہیے اوسکا حکم مثل چاہ زمزم کے ہو **مسئلہ** درزیون کو مسجد مین بیٹھکر کپڑا سینا مکروہ ہے اور اگر مسجد مین سیتے ہوے پائے جائین تو نکالدینا جائز ہے **مسئلہ** جو آدمی پورب کیجانب منہ پھیرکے بیٹھا ہو تو اوس کے سامنے ہوکر نماز پڑہنا مکروہ اور غیر مشروع ہے کیونکہ یہ مثل کعبہ کے ہو جاتا ہے **مسئلہ** مسجد مین یا مسجد کے بوریے پر تھوکنا نچاہیے کیونکہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان المسجد لینزوی من النخامۃ کما تنزوی الجلد من النار یعنی مسجد کو کھکھار سے پاک رکھنا چاہیے جیسے کہ چمڑا آگ سے بچایا جاتا ہے اور وجہ نہ ڈالنے تھوک کی بوریے پر یہ ہے کہ وہ مسجد کے تابع ہین اور متبوع اپنے تابع کے حکم مین ہمیشہ رہتا ہے اور اگر نماز مین کھکار آجاوے تو اپنی آستین یا کپڑے مین لیلے اور اگر اوس سے مضطر ہو تو اوپر بوریے کے تھوکدے کیونکہ بوریا عین مسجد نہین ہے **مسئلہ** مسجد مین درخت لگانا واسطے سایے اور آرام پانے آدمیونکے درست ہی بشرطیکہ اوس سے صفوف مین تفرقہ ہو اور اگر اپنے نفع کے لیے ہو اور صف مین بھی

موجب نفرت کا ہو یا درخت کا لگانا ایسی جگہ ہو کہ ساتھ معبد نصارے کے مشابہت رکھتا
ہو تو نہین درست ہے اور اوس سائل کو صدقہ دینا مکروہ ہے جو صفونکو پھاڑکر اگلی صفین
جا بیٹھے اسواسطے کہ گویا یہ گناہ پر اعانت کرنا ہے اور ملتقط مین ہی کہ جامع مسجد کے فقیرونکو
صدقہ دینا مکروہ ہے تو فقیہ نے کہا کہ یہ تخطی پر اعانت کرنا ہے اسواسطے مکروہ ہے او خلف
ابن ایوب نے کہا ہے کہ اگر مین قاضی ہوتا تو جامع مسجد مین خیرات کرنے والے کی گواہی قبول
نہ کرتا اور فقیہ ابو بکر بن اسمعیل نے کہا ہے کہ ایک پیسہ مسجد مین خیرات کرنا ستر پیسے کے برابر
ہے اور اوسکے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے اور ملتقط ناصری مین ہے کہ مسجد سے ابابیل اور چمگادر
کے گھونسلے کو دور کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور کفایہ شعبی مین ہے کہ کسی نے قاضی سے
پوچھا کہ وقت خطبہ کے یا پہلے اوس کے جامع مسجد مین خیرات یا صدقہ دینا جائز ہے یا نہین
تو کہا کہ نہین جائز ہے اگرچہ سائل کی ہلاکت کا خوف ہو اسلیے کہ خطبہ جمیع عبادات کا سر ہے
اور اسوقت مین تسبیح اور تہلیل یا تلاوت قرآن مجید جائز نہین ہے پس بدرجہ اولے خیرات
دینا منع ہے لیکن پہلے خطبے کے پس اگر سائل اپنی جگہ پر بیٹھا ہے اور صفون مین نہین پھرتا ہے
تو اوسکو خیرات دینا جائز ہے لیکن جو کہ صفونکو چیرتے ہین اور تخطی مین مشغول ہین تو ایسونکو
دینا حرام ہے اور وہ ملعون ہے کیونکہ یہ ذکر اور فکر مین تشویش ڈالنا ہے مروی ہی کہ حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذا کان یوم القیمۃ نادی مناد الا یا قوم اعداء
اللہ فلا یقوم الا سوال المسجد لان المسجد انما بنیت للصلوۃ والذکر لا للکسب والشکایۃ من اللہ تعالی
یعنی قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا کہ اے اللہ تعالے کے دشمن کھڑے ہو پس کوئی
نہ کھڑا ہوگا مگر سائل جامع مسجد کا اسواسطے کہ مسجد نماز کے لیے بنائی گئی ہے نہ واسطے کسب اور
شکایت کے قال اللہ تعالی وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا پس جان تو کہ دنیا اور آخرت
اور مافیہا سب واسطے اللہ تعالے کے ہے لیکن فقط مسجد کا ذکر کرنا اور اپنی طرف نسبت کرنا
بسبب اشرفیت اور فضلیت کے ہے اور مسجد خانہ خدا ہے اور مومنین اللہ کے دوست
ہین پس جبکہ اوسکا دوست اوسکے دربار مین آوے اور اللہ تعالے اپنے دوستون کے
ساتھ دربار مین ہو اور کوئی شخص آسکے اور اوسکی سلطنت کی اوسکے سامنے شکایت کرے

تو اوسوقت اوسپر کیا ہوگا ضرور ہے کہ اوسپر بادشاہ غصہ کریگا کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ قیاس یہ ہے کہ جامع مسجد مین صدقہ کرنا کسی صورت سے جائز نہین ہے لیکن تخطی کرنے والونکو صدقہ دینا استحسان سمجھا ہے کیونکہ نصوص عامہ سے تصدق اور حق سائل کے بیان مین ثابت ہوچکا ہے اور خانیہ کے کتاب الحظر والاباحت مین ابونصر عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سوال کرنے والون کو جامع مسجد سے نکالے تو مین امیدوار ہون کہ اللہ تعالے اوسکے گناہ کو بخشدے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اس سے ثابت ہوا کہ محتسب کو جائز ہے سوال کرنے والون کو جامع مسجد سے نکالدینا اور منفعت اوسکی اور اوسکے مددگارون کی ثابت ہوئی اور تجنیس و مزید مین مذکور ہے کہ جب سائل صفونکو نہ چیرتا ہوا اور نہ سامنے نمازیون کے گذرتا ہوا اور بسبب الحاف اور تعفف کے لوگون سے سوال نہ کرتا ہو یا حاجت ضروری کے لیے سوال کرتا ہو تو اوسکے دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین لوگ مسجد مین سوال کیا کرتے تھے یہانتک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی انگوٹھی حالت رکوع مین صدقہ دیدی پس اللہ تعالے نے اونکی مدح کی اور فرمایا کہ ویؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون اور اگر سائل ایسا نہو جیسا کہ ہم بیان کر چکے تو صدقہ دینا مکروہ ہے اور خلاصہ مین مذکور ہے کہ حالت خطبہ مین کلام نکرے اگرچہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو لیکن ہاتھہ یا آنکھہ کے اشارے سے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کرنا درست ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل کو اوسکے کہ محتسب کے مددگار کو چاہیے کہ حالت خطبے مین فقیرونکو ساتھہ کلام کے دفع نہ کرین بلکہ اشارے سے اوسیطرح ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہمنے جمعے کے دن حالت خطبے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے اشارے سے سلام کا جواب دیا اور وہ چیزین کہ جنپر مسجد مین احتساب کیا جاوے چند ہین کہ جسکو شیخ ابو بکر خصاف نے کتاب احکام القرآن مین تفسیر مین فی بیوت اذن اللہ ان ترفع کے روایت کی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی مسجدون کو لڑکے اور دیوانے اور آواز بلند کرنے اور خرید و فروخت اور حدود کے قائم کرنے سے بچاؤ کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ ہمنے اسی حدیث پر عمل کیا اور جمعے کو دن

مسجد مین پانی اور پنکھے اور مسواک وغیرہ کے بیچنے اور لڑکے اور دیوانے کے آنے سے منع کیا
اور خانیہ مین ہے کہ معتکف کو مسجد مین خریدنا اور بیچنا کسی چیز کا بارادہ حاصل کرنے طعام اور
اشیای ضروری کے درست ہے اور اگر بارادہ نفع اور تجارت کے ہو تو مکروہ ہے اور
تفسیر امام المعانی مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اپنی مسجدون کو
بچون اور دیوانون اور کھینچنے تلوار اور بلند کرنے آواز اور قائم کرنے حدود اور خرید فروخت
اور خصومت اور جھگڑون سے بچاؤ اور جمعے کے دن مسجدون کو خوشبودار کرو اور دروازے
کے اوپر مقام طہارت اور غسلخانہ بناؤ اور ظہیریہ مین مذکور ہے کہ مسجد مین وضو کرنا مکروہ ہی
مگر وہ جگہ کہ واسطے وضو ہی کے بنائی گئی ہو اور مسجد مین راستہ بنانا مکروہ ہے مگر بعذر
اور بغیر ضرورت نماز کے مسجد مین بیٹھنا کچھ مضائقہ نہین ہے لیکن اگر بسبب اوسکے کوئی چیز
مسجد کی ضائع ہو جاسے تو بیشک وہ ذمہ وار ہے اور مسجد مین سوگ کے واسطے بیٹھنا مکروہ
ہے اور غیر مسجد کے لیے رخصت اور اجازت ہے اور اسکا ترک کرنا بھی اولے و فضل ہے
اور محیط مین ہے کہ کعبہ پر نماز پڑہنا یا اوسکی چھت پر چڑہنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے اور
اسیطرح سے ہر مسجد کی چھت پر چڑہنا مکروہ ہے اور اسی وجہ سے شدت گرمی مین چھت پر
چڑہکر نماز پڑہنا جماعت کے ساتھ مکروہ ہوا مگر جبکہ مسجد تنگ ہو تو چھت پر چڑہ جانا مکروہ
نہین ہے اور شدت گرمی بھی جب ضرورت نہین ہو سکتی لہذا منع ہوا بلکہ سختی گرمی کی باعث
زیادتی اجر اور ثواب کی ہے اور محیط کے باب الوقف مین مذکور ہے کہ ایک مسجد ایسی تنگ
تھی کہ اوسمین محلے کے نمازی نہین سما سکتے تھے پس بعضون نے کہا کہ یہ مسجد ہمسایہ کو دیدو
کہ وہ اس تنگی کو دیکھکر شاید اپنا مکان دیدے تا جگہ مسجد کی فراخ اور کشادہ ہو جاوے پس
امام محمدؒ نے کہا کہ یہ درست نہین ہے اور ملتقی مین ہے کہ مسجد کے بنانے والے اور قبضہ
رکھنے والے کو مسجد پر دریچہ بنانا درست ہے اور اگر اوسنے اپنے قبضے سے نکالدیا اور
دوسرے کے قبضے مین ہو گئی اور پھر اوسنے چاہا کہ مین کچھ بناؤن تو پھر اوسکو بنانا نہین
درست ہے اور مثلاً کسی نے اپنی زمین کو مسجد قرار دیا اور اوس سے منفعت لینا چاہا تو یہ
صحیح نہین ہے اور وقف محیط کی فصل بائیسوین مین مذکور ہے کہ کسی نے امام شمس الاسلام اور

جندی سے پوچھا قبرستان بنانے مین اوس مسجد کے کہ متولی اوسکا مرگیا تھا اور بسبب بے پروائی امیرون کے شکستہ اور ویران ہوگئی تھی تو جواب دیا کہ نہین جائز ہے اور مسجد مین جانماز بچھانے سے منع نہ کیا جاوے اسواسطے کہ فتاوے مین مذکور ہے کہ جو کوئی جانماز مسجد مین بچھاوے یا مسافرخانے مین ٹھہرے اور بعد اوسکے پھر کوئی دوسرا آدمی آوسے تو اگر مکان مین گنجایش ہو تو مسافر اوس سے مزاحمت نہ کرے کیونکہ اسمین وحشت دلانا ہے اور اگر گنجایش نہو تو مزاحمت کرنی روا ہے پس اسنے اسبات پر دلالت کی کہ یہ منع اور منکر نہین ہے اور باوجود ہونے گنجایش کے اوّل سے مزاحمت کرنی بالاکراہ جائز ہے اور یہ اس مسئلہ پر قیاس کیا گیا ہے کہ کسی نے زمین مباح مین قبر کھودی اور باوجود گنجائش ہونے کے دوسرے نے آکر اوسی مین دوسرے مردے کو دفن کیا تھوڑا اور کھود کر تو اسکا دفن کرنا بالاکراہ جائز ہے اور مسجد مین چونا یا سونے کے پانی سے نقش بنانا واسطے زینت دنیا اور ریا کے مکروہ ہے لیکن جبکہ تعظیم مسجد کے واسطے ہو تو درست ہو کیونکہ عثمانؓ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو منقش کیا تھا اور باوجود ہونے بہت اصحابؓ کے کسی نے اوسپر انکار نہ کیا پھر اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب یہ اُمّت مسجد اور قرآن کو زینت دیگی تو مسخ اور قذف اور خسف اسمین نازل ہوگا پس جواب دیا جائیگا کہ ہم اس حدیث کو وجہ اوّل پر حمل کرتے ہین اور فعل عثمانؓ کا واسطے تعظیم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا نہ بہ نیت ریا اور زینت دنیا کے اور نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی مکروہ ہے پس کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اسیطرح مسجد مین اوس مردے کو رکھنا مکروہ ہے کہ جو رات کو مرگیا ہو اور بوجہ وقت کے قبرستان مین نہ لیجاسکتے ہون اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنبوا مساجدکم صبیانکم لانہ لایومن منہ النجاستہ یعنی اپنی مسجدون کو لڑکون سے بچاؤ اسواسطے کہ انسے پلیدی کا خوف ہے اور یہی تاتارخانیہ مین بھی ہے مسئلہ اور غسل وضو کے مسجد مین کلّی کرنا بھی مکروہ ہے اور مسجد مین جھگڑا کرنا منع ہے اسلیے کہ مسجد واسطے ذکر اور عبادت اللہ کے بنائی گئی ہے نہ واسطے خصومت اور جھگڑنے کے اور اسی پر فتوے ہے اور بعضے سلف رحمہ اللہ نے

مسجد مین سونے کو بھی مکروہ جانتا ہے جیسا کہ فرمایا ابن عباسؓ نے کہ لا تتخذوہ مبیتا ولا مقیلا یعنی مسجد کو شب باش اور خوابگاہ نہ بناؤ اور بعضون نے اجازت دی ہے اور اصح یہ ہے کہ مسجد مین سونا مکروہ ہے اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی ہے اور مسجد مین فضول بات اور شور و غل کرنا مکروہ ہے اور احتساب واجب ہے اوس شخص پر کہ تخطی سے الرقاب کرتا ہو اور صفون کو چیرتا ہو کفایہ شعبی مین مذکور ہے کہ تخطی فی الرقاب یعنی لوگون کو پھاندکر آگے جا بیٹھنا نہین جائز ہے اسواسطے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ لان اشرب قدحا من الخمر احب الی ان اترک صلوۃ الجمعۃ ولان اترک صلوۃ الجمعۃ احب الی من ان اتخطی رقاب الناس یعنی ایک پیالہ شراب کا پینا مجکو محبوب ہے اس سے کہ نماز جمعہ کی چھوڑ دون اور نماز جمعہ کی چھوڑنا مجکو محبوب ہے زیادہ اس سے کہ تخطی فی الرقاب کرون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ من تخطی رقاب الناس یوتی یوم القیمۃ ویجعل قنطرۃ حتی یمر الناس علیہ یعنی جو کوئی لوگون کو جمعہ مسجد مین پھاندے وہ دن قیامت کے آئے گا اور بجاے پل کے رکھا جاے گا تاکہ اوسپر سے لوگ گذرین مسئلہ جمعے کے دن قصہ خوانون کے نزدیک بیٹھنا مکروہ ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلقہ کرنے سے پہلے نماز جمعے کے منع فرمایا ہے مگر عالم کو کہ منع کرے فعل منکر سے اور ڈراوے اللہ تعالے کے عذاب سے اور قوت القلوب مین مذکور ہے کہ قصہ خوانی بدعت ہے اور قصہ خوان کو جمعہ مسجد سے نکالنا درست ہے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ مسجد مین آئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے اور ایک قصہ خوان کو قصہ خوانی کرتے دیکھا پس فرمایا کہ اسکو نکالو قصہ خوان نے کہا کہ مین نہین جاتا اسلیے کہ مین تمسے پہلے آیا ہون پس آپنے حکم دیا پیادہ سپہ بازارہ کو کہ نکالدے اسکو اور نکالدیا پس اس حدیث نے بہت چیزون پر دلالت کی ایک یہ کہ اگر قصہ سنت ہوتا تو کیون ابن عمرؓ اوسکے اوٹھانے مین اوس جگہ سے کوشش کرتے حالانکہ وہ پہلے اونسے آیا ہوا تھا اور مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لایقمن احدکم اخاہ من مجلس ولکن تفسحوا یعنی ہرگز کوئی اپنے بھائی کو مجلس سے نہ اوٹھاوسے بلکہ مجلس کو کشادہ کردے اور یہی حال تھا اون حضرت کا بھی کہ جب مجلس سے کوئی اوٹھ جاتا

توآپ اوسکی جگہ پر نہ بیٹھتے تھے یہانتک کہ وہ واپس آتا تھا اور ساتھہ اس قصہ خوان کے
ایسا نہ کیا دوسرے یہ کہ انکی مجلس مسجد مین مقرر تھی اور بعضون نے اسکو مکروہ کہا ہے اور
دلیل اسکی اوپر گذر چکی ہے تیسرے یہ کہ ظالم کی شکایت کو توال سے کرنا درست ہو
اور قوت القلوب مین مذکور ہے کہ ایک قصہ خوان نزدیک حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
کے بیٹھکر قصہ کہا کرتا تھا یہانتک کہ اوس سے آپکو ایذا ہوتی تھی پس آپنے حضرت عمرؓ کو
اس سے خبر دی پس حضرت عمرؓ نے اوسکو اسقدر مارا کہ آنکی لکڑی ٹوٹ گئی اور پھر اوسکو
بھگا دیا اس حدیث نے بھی بہت احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ قصہ خوانی بدعت ہو
دوسرے یہ کہ شکایت ظلم کی محتسب سے کرنی جائز ہے تیسرے یہ کہ قصہ خوانکو لکڑی سے
مارنا درست ہو چوتھے یہ کہ قصہ خوان کو نکالدینا درست ہو بلکہ سنت ہو اور فقیہ ابو اللیث
رحمہ اللہ نے تنبیہ مین ذکر کیا ہے کہ بعض زاہدون سے مروی ہے کہ مجلس مسجد مین ہمنے
کسی چیز سے تکیہ نہ لگایا اور اپنا پانون کبھی دراز نہ کیا اور نہ دنیا کی بات کی اور روجہ ذکر
کرنے روایت زاہد کی یہ ہے کہ اسپر اقتدا کیا جاوے اور فقیہ نے بھی تنبیہ مین ذکر کیا
ہے کہ حرمت اور عظمت مسجد کی پندرہ چیزون سے ہے ایک یہ کہ وقت داخل ہونے
کے مسجد مین سلام کرے جبوقت کہ لوگ ذکر اور فکر مین نہ بیٹھے ہون اور اگر اوسمین کوئی
نہو یا نماز مین مشغول ہون تو اسطرح سے کہے کہ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین
دوسرے یہ کہ پہلے بیٹھنے سے دو رکعت نماز پڑہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لکل شئ تحیۃ وتحیۃ المسجد رکعتان یعنی ہر چیز کے واسطے تحیت
ہے اور تحیت واسطے مسجد کے دو رکعت نماز ہے تیسرے یہ کہ مسجد مین خرید و فروخت
نہ کرے چوتھے یہ کہ مسجد مین تلوار میان سے نہ نکالے پانچوین یہ کہ مسجد مین جو چیز گم ہو
اوسکو نہ ڈھونڈے چھٹے یہ کہ بغیر ذکر اللہ تعالے کے مسجد مین آواز بلند نہ کرے ساتوین
یہ کہ مسجد مین دنیا کی باتین نہ کرے آٹھوین یہ کہ تخطی فی الرقاب نہ کرے نوین یہ کہ مسجد مین
جھگڑا نکرے دسوین یہ کہ صف مین جگہ کو تنگ نہ کرے گیارہوین یہ کہ نمازی کے سامنے
ہوکر نہ گذرے بارہوین یہ کہ مسجد مین نہ تھوکے تیرہوین یہ کہ انگلیان مسجد مین نہ چٹکاوے

چودھوین یہ کہ مسجد کو نجاست سے پاک رکھے اور بچے اور دیوانے کو آنے نہ دے اور مسجد
مین حدود شرعیہ قائم کرنے پندرھوین یہ کہ اللہ تعالے کا ذکر کرے اور سیر ذخیرہ کی
کتاب الکفر مین مذکور ہے کہ شیخ عبد الکریم رحمہ اللہ سے اوس شخص کا حال پوچھا گیا کہ جس سے
ایک اشرفی واسطے مرمت مسجد کے طلب کی گئی تھی یا مسجد مین حاضر ہونے کو کہا گیا تھا تو اوسنے
جواب دیا کہ مجکو مسجد سے کیا کام ہے نہ مین اشرفی دونگا نہ مسجد مین آونگا تو فرمایا کہ اس
کہنے سے کافر نہین ہوتا ہے بلکہ اوسپر تعزیر واجب ہی **مسئلہ** جب مسجد کثرت حاضرین سے
تنگ ہو اور کوئی شخص نماز پڑہنے کے لیے آیا اور کوئی ایسی جگہ خالی نہ پائی کہ وہ نماز پڑہے
مگر نزدیک اوس شخص کے کہ وہ ذکر خدا مین مشغول تھا تو آیا محتسب کو جائز ہے کہ اوس شخص کو
اوس جگہ سے ہٹائے یا نہین تا وہ نماز پڑہ لے **جواب** محتسب کو ہٹانا اوسکا جائز ہی جیسا
کہ جنایات ذخیرے کی فصل چھبیسوین مین مذکور ہی کہ جب نمازی صحن مسجد تنگ ہو تو نمازی کو اوٹھانا
اوس شخص کا اپنی جگہ سے جائز ہے تاکہ نماز پڑہ لے اگرچہ وہ اللہ تعالے کے ذکر مین یا قرآن
مجید کی تلاوت یا اعتکاف مین مشغول ہو **مسئلہ** مسجد مین بیٹھنا عبادت کیواسطے شرعا درست
ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اہل صفہ جو ملازم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اوس مین
سوتے تھے اور ایسی باتین کرتے تھے جنمین گناہ نہین ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکو
منع نہ کرتے تھے **مسئلہ** مسجد مین پیشاب کرنے والے کو عین حالت پیشاب مین منع کرنا جائز
ہے یا نہین **جواب** جبتک کہ وہ پیشاب سے فارغ نہو منع نہ کیا جاوے کیونکہ مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای اعرابیا یبول فی المسجد فقاموا علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لاتزرموہ ثم دعا بدلو من ماء فصبّ علیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
اعرابی کو مسجد مین پیشاب کرتے دیکھا پس بہت سے آدمی اوسپر جمع ہوے تو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسپر غصہ نکرو پھر آپ نے ایک ڈول پانی منگواکر اوسپر بہا دیا۔

سولھوان باب بیان مین احتساب کے اوس شخص پر جو واسطے تعزیت کے مسجد اور مقبرہ مین بعد تین دن مرنیکے حاضر ہو اور نیز امور مکروھہ کے بیان مین

ازانجملہ ایک ترک ہونا سجدۂ تلاوت کا مجمع مین شرح طحاوی کبیر مین ہے کہ نماز وغیرہ مین سجدے کا
ترک کرنا وقت تلاوت کے مکروہ ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اذا قرئ علیہم القرآن
لا یسجدون پس گویا کہ وقت تلاوت کے ترک سجدے پر اونکی مذمت اور برائی بیان کی گئی
اور عام ہونا وجوب سجدے کا مقتضی ہے تمام قرآن مجید مین وقت تلاوت اسکے خواہ وہ محل
سجدے کا ہو یا نہو پس جاننا چاہیے کہ تمام مجتہدوں کا سقوط سجدے پر اتفاق ہے مگر اون
مقامات سے جو خاص کئے گئے ہین پھر اگر کہا جاوے کہ جو کچھ کہ بیان کیا گیا ہے ترک سجدے کے
متعلق ہے لیکن جبکہ تلاوت کرنے والا بعد زمانے کے سجدہ کرے تو یہ ترک نہین ہے بلکہ تاخیر
ہے تو اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ سجدے کا ترک کرنا تلاوت کے وقت مطلق ہے خواہ
بعد مین ادا کرے یا نہ کرے حکم اوسکا ترک کا ہوگا اور یہ مکروہ ہے اور علاوہ اسکے سجدے
مین تاخیر کرنی بھی مکروہ ہے خواہ نماز مین ہو یا غیر نماز مین اسی طرح سے شرح طحاوی مین منقول
ہے دوسرے بسبب مصیبت کے مسجد مین بیٹھنا مکروہ ہے اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کے نزدیک
مکروہ نہین ہے اور غیر مسجد مین بھی بیٹھنا مکروہ نہین ہے لیکن اسکا ترک کرنا افضل ہے انشاء اللہ
احتساب مین باب موتے کے ہم بیان کرینگے تیسرے ایام تعزیت مین فرش بچھانا تمام برائیوں سے
بدتر ہے اسکو بھی باب موتے مین بیان کرینگے اسواسطے کہ یہ مقید گھر اور خطیرے کے ساتھ نہین
ہے چوتھے یہ کہ عین تلاوت قرآن مجید مین کسی کی تعظیم کے واسطے اوٹھنا مکروہ ہے مگر باپ اور
استاد کی تعظیم کے لیے درست ہے پانچوین یہ کہ بطور بدعت کے قرآن پڑھنا مکروہ ہے اسواسطے
کہ نظم قرآن کو بطور غنا اور راگ کے تغیر دینا اور پڑھنا حرام ہے چھٹے یہ کہ صورت ذی روح
بنی ہوئی انگیٹھیان مہیا کرنا مکروہ ہے کیونکہ جس جگہ پر کہ تصویر رہتی ہے وہان فرشتے
نہین آتے ہین اور کراہت محیط مین مذکور ہے کہ کپڑون پر یا مکانون مین صورت بنانیکا حکم
دو طرح پر ہے اگر ایسی جگہ ہو کہ اونکی تعظیم پائی جاوے تو مکروہ ہے ورنہ نہین اور اسی بنا پر
فرش مین صورت بنانا مکروہ نہین ہے اسواسطے کہ اسمین پامالی اور تحقیر ہے اور اگر پردے
مین ہو تو مکروہ ہے اور جامع خانی مین مذکور ہے کہ اگر صورت بنی ہوئی پیچھے یا نیچے قدم کے
ہو تو اس سے نماز مکروہ نہین ہوتی ہے کیونکہ اسمین اوسکی اہانت اور تحقیر ہے لیکن تصویر بنانے

اور رکھنے کی کراہت باقی ہے پہر اگر کہا جاوے کہ اگر مجمر غیر مصور یعنی صورت بنی نہو تو کیا اوسمین
بھی کراہت ہوگی ہم کہتے ہین کہ یہ بھی مکروہ ہے جیسا کہ جنائز محیط مین مذکور ہے کیونکہ
مروی ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنازے مین تشریف لے گئے تھے تو ایک
عورت کو ہاتھ مین مجمر اور عود دان لیے دیکھا پس آپنے اوسکو دھمکایا اور نکالدیا پس اس سے
معلوم ہوا کہ تصویر بنی ہوئی مجمر مین کراہت کے لیے دو وجہ ہین اور تغیر صورت والے مین ایک وجہ
ہے ساتوین وقت فارغ ہونے صدر مجلس کی قرأت سے لوگون سے مصاحفت کا لیلینا تاکہ
لوگ پڑہنے سے باز رہین اور صدر مجلس کے جاہ کا لحاظ رکھین منع ہی اور عمل کے ترک کرنیمین
لوگون کے واسطے خطر عظیم ہے آٹھوین واسطے زیارت کے عورتون کا آنا مکروہ ہے اور
ہم اوپر بیان کر چکے ہین نوین قبر پر سماع اور رقص کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی اہل اباحت کے
احتساب مین بیان کر چکے ہین دسوین جھوٹھ بولنا کہ ہم واسطے زیارت المیت کے آئے
ہین بلکہ انکا آنا صریحا بسبب محافظت جاہ اور خاطر داری اولیای میت کے ہے نہ زیارت
اہل میت کے پہر اگر کہا جاوے کہ اونکے ارادہ باطنی کو تمنے کیونکر جانا تو ہم کہتے ہین کہ اسکی
بہت علامتین ہین ایک یہ کہ جب کوئی امیر مرتا ہے تو بہت لوگ اوسکی قبر پر جمع ہوتے ہین
اگرچہ وہ برا اور بدبخت ہو بخلاف فقیر نیکبخت اور صالح کے اسلیے کہ اگر یہ معاملہ واسطے اللہ تعالی
کے ہوتا تو برعکس ظہور مین آتا دوسرے یہ کہ جب قبر میت پر کوئی شخص نہین آتا ہی تو اقربای
میت بہت ناراض ہوتے ہین اور ایذا پاتے ہین پس اگر یہ کام انکے واسطے نہوتا تو کیون اوس
سے ایذا پاتے تیسرے یہ کہ جب انسے کوئی عذرخواہی کرتا ہے تو یہ اوسکو اپنے حق مین منت
اور احسان سمجھتے ہین پس اگر یہ کام للہ ہوتا تو انسے عذرخواہی کیون ہوتی گیارہوین قبر پہ
شربت پینا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ علامات قسوۃ القلوب الاکل فی المقابر اور
دوسری حدیث مین ہے کہ الاکل فی المقابر یقسی القلب بارہوین درختونکی پتی توڑکر اور اوسکے
کوئی چیز مثل درخت کے بناکر کنارہ قبر کو زینت دینا منع ہے اور بغیر ضرورت گھانس بھی
کاٹنا منع ہے کیونکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب اور عشا کے درمیان
مین گھانس اوکھاڑنے سے منع کیا ہے اور پھر یہ آیت پڑہی کہ ان من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن

لا تفقهون تسبيحهم اور قيد ساتھ عشا کے اسواسطے ہے کہ ما بین مغرب اور عشا کے نباتات کو او کھیڑنا
بچاہیے مگر ضرورت سے کیونکہ آیت مطلق ممانعت پر دال ہے لیکن مباح ہونا بسبب ضرورت کے ہے
اور خلاصۃ الافتخار مین مذکور ہے کہ لکڑی اور گھاس تر کا کاٹنا بغیر حاجت کے مکروہ ہے تیرہوین
اہل مصیبت پر ساتھ آواز کے قرآن پڑہنا خواہ بعد ختم کے ہو یا قبل ختم کے مکروہ ہے اسواسطے
کہ اہل مصیبت ساتھ گروہ آدمیون کے مشغول رہتے ہین اور یہ خلاف تعظیم ہے اور محیط مین
مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قبر پر قرآن پڑہنا مکروہ ہے اور نزدیک محمد رح
کے مکروہ نہین ہے اور اسی پر فتوی ہے اور صدر الشہید شیخ الجلیل ابو بکر بن محمد فضیل رحمہ اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ قبرستان مین قرآن پڑہنا ساتھ آواز کے مکروہ ہے اور آہستہ سے پڑہنے
مین کچھ مضائقہ نہین ہے اور شیخ محمد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ قبرستان مین سورہ ملک کا
پڑہنا درست ہو نہ دوسری سورتون کا خواہ آواز سے ہو خواہ چپکے سے چودہوین بعض
حاضرین کو مجمع مین آواز سے قرأت کرنا مکروہ ہے اور محیط مین مذکور ہے کہ جن مشائخ رحمہ اللہ
نے سیپارہ خوانی کو آواز سے مجمع مین مکروہ کہا ہے تمسک پکڑا ہے ساتھ حدیث رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ تلاوت قرآن مجید کو آواز بلند سے مکروہ جانتے تھے پندرہوین
خوشبو لگانا تیسرے روز مشابہت ہی ساتھ عورتون کے اور یہ مشابہت منع ہے کیونکہ عورتکو اپنی
میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع آیا ہے اور ما بین سوگ خوشبو بھی لگانا حرام ہی
لیکن اپنے شوہر کے سوگ مین تیسرے دن خوشبو لگانا اسلیے درست ہے کہ سوگ تین دن سے
زیادہ نہونے پائی کیونکہ اگر چوتھے روز خوشبو لگائے گی تو البتہ سوگ کے دن کچھ زیادہ ہو جاوینگے
حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ مروی ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے روز خوشبو منگوا کر اپنے
منھ پر لگائی اور کہا کہ اگر مین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنتی تو بیشک مین
اس سے محروم رہتی اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ
والیوم الآخر ان تحد علی میت فوق ثلثة ایام الا علی زوجها فانها تحد علیه اربعة اشهر وعشرا یعنی عورت
مومنہ کو تین دن سے زیادہ اپنی میت پر سوگ کرنا حلال نہین ہے مگر اپنے شوہر پر اسواسطے کہ
سوگ اپنے شوہر کا چار مہینے اور دس دن ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے

عمل کو کہ اسیطرح تیسرے روز سونگھنے مین بھی ساتھ عورتون کے مشابہت ہو تو اس کو بھی بچنا چاہیے پندرھوین یہ کہ میت کے حق مین شاعر کا ایسی مدح کرنا کہ جو میت نے اپنی زندگی مین نہین کی ہے منع ہے اسواسطے کہ یہ جھوٹھ ہے اور جھوٹھ کا سننا حرام ہے سترھوین یہ کہ معرف کا ادنٰی صف مین کھڑے ہوکر سورۂ اخلاص اور سورۂ فاتحہ پڑھنا منع ہے اسواسطے کہ یہ بدعت اور خلاف تعظیم ہے کہ لوگ بیٹھے رہتے ہین اور پڑھنے والا کھڑا رہتا ہے اور بھی یہ طریقہ سلف رحمہم اللہ سے ثابت نہین ہے اور جو شخص کہ اسکا دعوی کرے اوسکو دلیل بھی بیان کرنا لازم ہے اسواسطے کہ قاری کا حال حالت قرأت مین مثل خدام کے ہے اور اسمین اہانت قرآن مجید کی ہے کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ وہ کسطور سے سامنے اونکے کھڑے رہتے ہین مثل نماز کے ہاتھ باندھ اور اونکے حکم کے بیانتک منتظر رہتے ہین کہ اگر حاضرین مجلس واسطے بجالانے خدمت مقررہ کے حکم کرین تو اوسکو چھوڑ کر خدمت ادا کرنے مین مشغول ہو جائینگے اور یہ سخت بے ادبی ہے اور پھر دیکھو کہ آیات کو مثل راگ کے پڑھتے ہین اور یہ صریح بدعت ہی اور پھر یہ کہ اہل میت سے پڑھنے کی اُجرت لیتے ہین گویا کہ یہ اونکا مزدور ہے اور یہ اوس سے بڑھکر بدعت ہے اور اوسکے منع ہونے کی یہی وجہ ہے اٹھارھوین یہ کہ میت کی قبر کو حریر اور پشمینہ سے چھپانا منع ہے اسواسطے کہ یہ اوسکے فعل کا جو حالت زندگی مین اوس سے واقع ہوا ہی ظاہر کرتا ہے اونیسوین صالحون کی قبر پر سورۂ اخلاص لکھا ہوا کپڑا ڈالنا منع ہے اسواسطے کہ اسمین اہانت سورۂ اخلاص کی ہے بیسوین یہ کہ مصحف قبرستان مین لانا اور مجلس مین رکھکر صدر مجلس کے آنے کا منتظر رہنا اور قبل آنے صدر مجلس کے اوسکو پڑھنا نچاہیے اور اگر اثنا تلاوت قرآن صدر مجلس آجاوے اور بسبب تعظیم نہ کرنے لوگون کے اونپر غصہ کرے تو یہ بے ادبی ہے اور ایسی مجلس مین انکا آنا گویا اس گناہ اور بے ادبی پر اعانت کرنا ہے اسواسطے کہ اگر وہ لوگ اس مجلس مین نہین آتے تو یہ اپنے جاہ کا کسپر دعوی کرتا اور یہ عین اعانت ہی معصیت پر جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی سرکشی اور گناہ پر اعانت نہ کرو اور کیا اسنے نہین سنا ہے کہ تلاوت سے باز رکھنا اور اونکو اس سے منع کرنا طریقہ کفار کا ہے پھر اگر کہا جاوے کہ یہ لوگ زبانی پڑھنے سے معذور رہین تو ہم کہتے ہین کہ قرآن

دیکھکر پڑہنا عبادت ہی اور قرآن کا رکھنا بھی عبادت ہی تو بزبان پڑہنا دو عبادتون سے
باز رہنا ہے اور واسطے پڑہنے کے مجلس مین بھی قرآن مجید کا لانا اور نہ پڑہنا یہ بھی ایک قسم کا استخفاف
ہے جیساکہ کہا گیا ہے کہ جب کھانا موجود ہو تو کھاوے اور منتظر سالن وغیرہ کا نہ ہو کیونکہ اسمین
حقارت کھانیکی ہوتی ہے اکیسوین یہ کہ جب کسی میت کی قبر بعضے آدمی کے مکان سے دور ہو
تو واسطے ہمراہی قریب والے لوگون کے نماز فجر سے پہلے بعد طلوع صبح صادق کے گھر سے نکلنا
مکروہ ہے جیساکہ خلاصہ کی فصل پندرہوین امامت اور اقتدا کے بیان مین مذکور ہے کہ جو
شخص امامت کی صلاحیت رکھتا ہے اور اپنے محلہ مین امامت نہیں چاہتا بلکہ ماہ رمضان
مین دوسرے محلہ مین امامت کرتا ہے تو اوسکو چاہیے کہ قبل آنے وقت نماز عشا کے اس
محلے سے نکلجاوے اسواسطے کہ بعد آنے وقت نماز عشا کے دوسرے محلہ مین جانا واسطے
امامت کے مکروہ ہے اور یہ قیاس کیا گیا ہے مسائل سفر پر یعنی بعد داخل ہونے وقت جمعہ
کے سفر کرنا مکروہ ہے بائیسوین دوسرے اور تیسرے روز حاضر ہونا نماز کی جگہ پر بیٹھنے کو
ترک کرنا ہے اور یہ مستحب ہی اور دونون کو اسطور پر جمع کرنا ممکن ہی کہ وقت طلوع آفتاب تک
بیٹھے اور پھر واسطے زیارت کے جاوے اگر نیت زیارت کی رکھتا ہو اور اگر ریا اور اپنے کو
دکھلانا مقصود ہو تو یہ عار ہے اور بعد نماز فجر کے طلوع آفتاب تک مقام نماز پر بیٹھنا مستحب
ہی جیساکہ تجنیس اور مزید مین ہے بلکہ چاہیے کہ یہ سنت ہو جیساکہ قوت القلوب مین مذکور ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز پڑہتے تھے تو آفتاب نکلنے تک بیٹھتے تھے
اور دو رکعت نماز پڑہتے تھے تیئسوین یہ کہ تیسرے دن یا ایام زیارت مقررہ مین مردونکی
قبر کو کپڑے سے چھپانا غیر مشروع ہے اور اسیطرح بعد برابر ہوجانیکے عورتونکی قبر کو بھی چھپانا غیر مشروع
ہے جیساکہ روایت مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شخص کی قبر پر گذرے اور
دیکھا کہ قبر اوسکی چھپائی ہوئی ہے تو آپنے اوس سے منع فرمایا اور کہا کہ قبر مرد کی ہی واللہ اعلم

سترہوان باب خطیبون کے احتساب مین

روایت ہی حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم معراج مین ایک قوم پر گذرے کہ اونکے ہونٹھ اور زبان کاٹی جاتی تھی اور

پھر بار بدستور ہو جاتا تھے تو آپنے پوچھا کہ اے اخی جبرئیل یہ کون لوگ ہین تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ خطیب ہین اور شرح کرخی مین مذکور ہے کہ ابوالحسن رحمہ اللہ نے کہا ہر کہ خطبہ کو دراز نکرنا چاہیے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتھ اختصار خطبہ کے حکم کیا ہے اور حسن رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہین کہ خطبہ چھوٹا پڑہنا چاہیے اور ساتھ حمد وثنا اور کلمہ شہادت اور درود نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شروع کرنا چاہیے اور بعد اسکے لوگون کو کچھ نصیحت اور پند کرکے ایک چھوٹی سورت پڑہکر ایک لحظہ بیٹھکر پھر کھڑا ہو اور بعد حمد وثنا وتشہد ودرود کے واسطے مومنون کے دعا کرکے خطبہ تمام کرے اور یہ دونون خطبہ برابر سورۂ طوال مفصل کے ہو اور قوۃ القلوب مین مذکور ہے کہ جو شخص اپنے نزدیک ہونے مین امام سے آفت اور فساد کا خوف کرے مثلاً جس چیز سے انکار کرنا چاہیے اوسکو سنے یا ایسی چیز دیکھے کہ جسپر امر اور نہی واجب ہو تو اوسکو صفوف متقدمہ سے دور بیٹھنا واجب ہے کیونکہ اوسکے دل کے لیئے صالح اور ہمت اور عزم کے لیے جامع ہے اور اس زمانے مین خطیبون کے منکرات دو طرح ہین ایک یہ کہ وہ خطبہ مین ایسی بات کہتے ہین کہ جسپر نہی واجب ہو دوسری یہ کہ وہ ایسا کپڑا پہنتے ہین کہ جو مردون پر حرام ہے یعنی خالص ریشمی اور سیر محیط مین امام الہدی ابومنصور ماتریدی سے منقول ہے کہ اونھون نے کہا کہ جو شخص ہمارے زمانے کے بادشاہ کو عادل کہے وہ کافر ہے اور بعضون نے کہا کہ کافر نہین ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ خطیبون کو واجب ہو کہ ایسے کلمات زبان پر لانے سے پرہیز کرین تا ایمان مین خلل نہو مروی ہے کہ حضرت علیؓ سوال کیے گئے اون خطیبون سے کہ جو منبر پر چڑہکر ساتھ ان الفاظ کے بادشاہون کی تعریف کرتے ہین کہ السلطان العادل والسلطان العالم الاعظم شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم سلطان ارض اللہ مالک بلاد اللہ ناصر عباد اللہ معین خلیفۃ اللہ تو آیا یہ تعریف جائز ہے یا نہین پس آپنے فرمایا کہ نہین جائز ہے اسواسطے کہ انمین بعض الفاظ کفر کے ہین اور بعض جھوٹ اور ابوالمنصور ماتریدی سمرقندی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شخص بادشاہ ظالم کو عادل کہے وہ کافر ہے خواہ وہ بالکلیہ ظالم ہو یا بعض افعال مین

ایسا ہوا ور لفظ شاہنشاہ کا اللہ تعالی کے خاص نامون سے ہی پس بندہ کو اس نام کے ساتھ تعریف کرنا نہین جائز ہے اور لفظ مالک رقاب الامم انس اور جن اور ملائکہ اور جمیع مخلوقات کو شامل ہی حالانکہ یہ جمیع کا مالک نہین ہی پس یہ صریحا جھوٹ ہی اور اللہ تعالی کی زمین کا بادشاہ کہنا مطلقاً جھوٹ ہی اور عموم احوال پر جھوٹ بولنا نہین جائز ہی تکلیف تحوّز فی مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہا امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ نے کہ اگر انسان مبتلا ہوا ور بادشاہ کو سلطان الاعظم یا سلطان العادل کہے اور دل مین اسکا بطور لقب یا مجاز کے اعتقاد کرے تو امید ہی خدا سے کہ وہ گنہگار نہو گا اسواسطے کہ سپید کا سیاہ اور اندھے کا بینا نام رکھنا مجازاً جائز ہے اور اسکی شریعت سے رخصت ہی اور ایسے کلمات کا ترک کرنیوالا افضل ہی اور ہمارے زمانے کی بادشاہت مین ایسے گناہ سے بچنا غیر ممکن ہی پس ایسی صورت مین خطابت اور خطیب ہونے کا ترک کرنا اور تقوی اور پرہیز گاری مین مشغول ہونا بہتر ہی کیونکہ جاہ آور آرایش اخروی زیادہ پائدار ہی جاہ اور آرایش دنیوی سے اور اسپر اطمینان اور بھروسہ کرنا سوای شقی اور بدبخت کے کسی مومن کو نہیں سجتا ہے معاذ اللہ منہا واللہ اعلم

اٹھارہوان باب اوس شخص کے احتساب مین جو غیر اللہ کی قسم کھائے

مسئلہ کسی کی زندگی یا عزت کی قسم کھانا جائز نہین ہے اور حانث اسکا گنہگار ہی اور جس بات پر قسم کھائی تھی اور پھر اوسکو کیا تو یہ گناہ کبیرہ ہی اور بعضون نے کہا کہ کفر ہے اور اوسکی ساتھ قسم کھانا نہین جائز ہے پس جسنے کہ قسم کھائی تو موجب اوسکے عمل کرنا جائز نہین ہی بلکہ اوسکے برخلاف اور برعکس کرنا واجب ہی اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھ جھوٹی قسم کھانا مجکو زیادہ محبوب ہی اوس سے جو کہ ساتھ ماسوای اللہ تعالی کے سچی قسم کھائی جائے اور بھی ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ غیر اللہ تعالے کے ساتھ قسم کھانا شرک کرنا ہے اور اسی طرح ابن عمرؓ سے مروی ہے اور حاکم کو نہین جائز ہے کہ ساتھ طلاق یا عتاق یا حج کے کسی کو قسم کھلاوے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ اس بنا پر تعلیق اور شرط قسم قرار دیا گیا اور ناجائز رکھا گیا ہی اور قسم کھانے والا اور قسم دینے والا ساتھ اوسکے گنہگار ہی اور ہدایہ اور کفایہ کے باب الایمان مین

مذکور ہے کہ جب مدعی قاضی پر ساتھہ قسم کے اصرار کرے تو قاضی کو قسم لینا ساتھہ طلاق کے
حقوق رسانی کے واسطے جائز ہی اور جامع صغیر اور سیر محیط مین مذکور ہے کہ علی رازی نے
کہا کہ مجکو اوس شخص سے خوف کفر کا ہے کہ جو اپنی زندگی یا دوسرے کی زندگی کی قسم کھاوے
اور اگر یہ بات عام نہوتی اور لوگ اسکو نہ جانتے تو البتہ مین کہتا کہ یہ شرک ہی اسواسطے
کہ قسم نہین کھائی جاتی مگر ساتھہ اللہ کے اور جبکہ ماسوای اللہ کے قسم کھائی تو شرک کیا

اوئیسوان باب اوس شخص کے احتساب مین جو کلمہ کفر کا بولے

اور اس مسئلہ مین چند امر ہین بعضے مفتی کے متعلق ہین اور بعضے محتسب کے متعلق اور بعضے قائل
کے متعلق ہین بس جو کہ محتسب کے متعلق ہین وہ ہر بات ہی کہ ہر طرح سے موجب کفر کا ہے یا کسی
ایک وجہ سے موجب کفر کا ہے نہ دوسری وجہ سے یا کسی طور سے موجب کفر کا نہین ہی لیکن کہنا
خطا ہے بس محتسب کو چاہیے کہ بقدر جرم کے ہر بات سے منع کرے اور جو مفتی اور قائل کے متعلق ہی
وہ یہ ہے کہ جب مسئلہ مین بعضے وجوہ موجب تکفیر اور بعضے وجوہ مانع تکفیر ہون تو مفتی کو
چاہیے کہ وجہ مانع تکفیر سے طرف حسن ظن کے مائل ہو پہر اگر نیت قائل کی وہ وجہ ہے کہ جو
مانع تکفیر ہے تو مسلم ہے اور اگر وجہ موجب تکفیر ہے بس مفتی ساتھہ توبہ کرنے اور تجدید نکاح
کے حکم کرے اور جو جانکر لفظ کفر زبان پر لایا وہ کافر ہوا لیکن جو شخص کہ نہین جانتا تہا مگر اوسنے
قصداً کہا تو عام علما کے نزدیک کافر ہوا اور نادانستگی کا عذر نہ مانا جاوے گا اور اگر اوسنے
قصداً نہ کہا مثلاً اوسنے الفاظ بدل کر بولنے کا ارادہ کیا اور اوسکی زبان سے بغیر قصد کے
کفر کا کلمہ نکل آیا تو کافر نہین ہوا اسکی مثال اسطور سے ہی کہ کسی نے چاہا کہ لا الہ الا اللہ کہون
اور اوسکی زبان سے مع اللہ الہا آخر نکل آیا یا اوسنے چاہا کہ کہے بحق آنکہ تو خدائی و ما بندگان تو
اور اوسکی زبان سے برعکس نکلا تو اس سے کافر نہو گا کیونکہ یہ قصداً اوسنے نہین کہا ہی اور
امام محمد سے اجناس مین مذکور ہے کہ کسی شخص نے ارادہ کیا کہ لفظ اکلت کہی اور اوسکی زبان سے
لفظ کفرت نکل آیا تو وہ کافر نہو گا اور جس شخص نے چاہا کہ لا الہ الا اللہ کہے اور اوسکی زبان سے
فقط لفظ لا الہ نکلا اور الا اللہ تک نہ پہونچا تو کافر نہو گا اسواسطے کہ وہ اللہ کی وحدانیت پر
معتقد ہو چکا تہا بسبب کسی دوسری وجہ کے بقیہ لفظ اوس سے نہ نکلا لیکن جو شخص کہ کسی بات سے

ناخوش ہوکر کفر کا کلمہ زبان پر لایا اور قلب اوسکا ایمان سے مطمئن ہی تو وہ کافر ہوگا اور اطمینان قلب اوسکو کافی نہوگا اسواسطے کا فر کا امتیاز مومن سے بھی ہے کہ جو زبان سے نکلے پس جبکہ وہ کلمۂ کفر زبان پر لائے گا تو بیشک وہ نزدیک اللہ اور اوسکے بندون کے کافر ہوگا اور اگر کسی نے کہا کہ کل اگر ایسا ہوگا تو مین کفر کرونگا تو ابوالقاسم رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ شخص اوسوقت سے کافر ہوجائیگا اور سیر الاجناس مین ہے کہ جس شخص نے ارادہ کیا کہ غیر کو ساتھہ کفر کے حکم کرے تو اس قصد کرنیسے کافر ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسا خیال گذرے کہ جو موجب کفر ہو اور اوسکو زبان پر نہین لایا اور مکروہ جانا تو یہ اوسکو مضر نہوگا اور اسیطرحسے جس شخص نے دلمین چوری یا زنا کا ارادہ کیا لیکن ہنوز اوس سے صدور فعل نہین ہوا ہی تو اوسپر مواخذہ نہوگا اور جس شخص نے کلمۂ کفر زبان پر جاری کیا اور سُننے والا اسکو منہا تو سُننے والا اور کہنے والا دونون کافر ہوئے اور اگر کلمۂ کفر بولا اور لوگون نے اوسکو قبول کرلیا تو سب کافر ہوئے اور جو شخص کہ کفر سے خوش ہوگا کافر ہوگا اور جو شخص کہ غیر کے کفر سے خوش ہوا وسمین مشائخ کا اختلاف ہی تفسیر کبیر مین ہے کہ غیر کے کفر پر خوش ہونا کفر مین داخل نہین ہی اور اسکو اسپر قیاس کیا کہ اخذوا

اسیرا وخافوا ان یسلم فکلموه ای شدوا فمه بشی حتی لایسلم او ضربوا حتی یشتغل بالضرب فلا یسلم فقد ساوا

فی ذلک ولم یقل فقد کفروا یعنی لوگون نے کسی جوتنے کو پکڑا اور اوسکے اظہار اسلام سے ڈرے پس اوسکے منہ کو کسی چیز سے بند کردیا تا اظہار اسلام نکرسکی یا اوسکے درد مین مشغول ہوا و اظہار اسلام کی اوسکو مہلت نملے تو لوگون نے برا اور خطا کی اور اسپر لوگون نے لفظ کفروا کا نکہا اور امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ اسطرحپر بیان کیا ہے کہ یہ مسئلہ دلیل کی صلاحیت نہین رکھتا ہے اسواسطے کہ اس مسئلہ کی تاویل اسطرحسے ہی کہ اہل اسلام جانتے ہین کہ وہ حقیقت مین مسلمان نہین ہے لیکن منہ سے اسلام ظاہر کرنے کا خوف ہی تا کہ قتل ہونے سے بچے اور جب اسکی تاویل اسطرحپر ہے تو اس سے راضی ہونا غیر کے کفر پر نہین ہوا اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے سیر مین اسطور سے ذکر کیا ہے کہ راضی ہونا غیر کے کفر پر اوسوقت کفر ہے کہ جب اوسکو مستحسن جانے لیکن جبکہ وہ اوسکو مستحسن نہین جانتا ہی اور موت یا قتل کو زیادہ محبوب رکھتا ہی تو وہ کفر نہین ہے اور جیسے اس قول اللہ تعالی ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا مین

تامل کیا کافر ہوا اور جسوقت کہ ظالم پر بڑ عا کی کہ اماتک اللہ علی الکفر یا کہا سلب اللہ عنک الایمان یا فارسی مین کہا کہ خدا جان تو بکافری ستاند بس اس کہنے سے کافر نہین ہوگا اسواسطے کہ اوسمین اچھا جاننا کفر کا شرط ہے لیکن جب کسی کے سلب ایمان کی تمنا کی یہانتک کہ اللہ تعالے نے بدلہ ظلم یا ایذای خلق کا اوسکے لیا تو کافر ہوگا اسلیے کہ اسمین وہ شرط پائی جاتی ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا بغیر فصل کے کفر ہے اور موجب ضائع ہونے عمل کا ہے یہانتک کہ اگر اوسنے حج کیا ہے تو اوسکو اعادہ حج کا لازم ہے اور اپنی عورت کے ساتھ وطی کرنا داخل زنا ہے اور جو لڑکا اس حالت مین پیدا ہوگا وہ ولد الزنا ہے تجدید نکاح اوسپر ضرور ہے اور اگر اوسنے کلمہ شہادت کا موافق عادت کے پڑھا لیکن اوس قول سے نہ پھرا تو مسلمان نہوگا اسواسطے کہ موافق عادت کے کلمہ شہادت پڑھنا کفر کو دور نہین کرسکتا ہے اور خطاءً ایسے الفاظ کا منہ سے نکالنا موجب کفر نہین ہے اور نہ اوسپر تجدید نکاح لازم ہے لیکن واسطے استغفار اور باز رہنے کے حکم کیا جاوے

بیسوان باب احتساب مین والدین کے اپنی اولاد پر

جان تو کہ امر معروف اور نہی عن المنکر ساقط نہین ہوتی ہے باپ اور مان ہونے سے اسلیے کہ ہر باب مین نصوص مطلق وارد ہین اور اسواسطے کہ امر معروف اور نہی عن المنکر مین منفعت ہے اور والدین زیادہ مستحق اس امر کے ہین کہ اولاد اونکو نفع پہونچاوے قصہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا سنو کہ اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ساتھ آیت یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا کے خبر دی اور بطور تعریض اور کنایہ کے باطل ہونے پر اونکے دین کے حجت بتادی کہ وہ اپنے باپ سے دین باطل کا سوال کرین پس جبکہ عاجزی اپنے باپ کی اور قبح اور بطلان اونکے دین کا ظاہر ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے نفس کی حالت سے ساتھ آیت یا ابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک کے خبر دی جب آپکا عالم ہونا اور باپ کا جاہل ہونا ثابت ہوگیا تو اونکو واسطے امر بالمعروف کے حکم کیا اور چند نیکیون کا وعدہ کیا اور تبعیت شیطان سے منع فرمایا اور کہا کہ فاتبعنی اہدک صراطا سویا اور فعل منکر سے منع کیا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ

یا ابت لا تعبد الشیطان ان الشیطان کان للرحمن عصیا اور پھر وعید مخالفت کا بیان کیا اور کہا کہ یا ابت انی اخاف علیک ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیا پس جاننا چاہیے کہ جب اولاد اپنے باپ کو واسطے اختیار کرنے ... کام کے حکم کرے تو تبعیت قول خلیل اللہ علیہ السلام کے کرے لیکن فی تبعیت کے آگے کی عبارت سے معلوم ہونگے اور مثل انکے دلیل بیان کرے اور ہدایت کرے پھر اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مان جاوے تو بہتر ورنہ اوس سے منہ پھیر لے اور کبھی تعرض نہ کرے اور استغفار اپنے گناہونکی چاہیے اسواسطے کہ جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے باپ کی شان مین یہ آیت لئن لم تنتہ لارجمنک واہجرنی ملیا سنی پس سلام علیک کہکر منہ پھیر لیا اور بموجب آیت سأستغفر لک ربی کے واسطے بخشایش گناہ کے وعدہ کیا اور درگاہ خدا مین دعا کی کہ واغفر لابی انہ کان من الضالین اسیواسطے شریعت الاسلام مین مذکور ہی کہ مان باپ کو پہلے ایک مرتبہ امر بالمعروف کرے اگر قبول کرین بہتر ورنہ خاموش ہو رہے اور اونکے لیے استغفار مین مشغول ہوتا اللہ تعالے اونکے ارادہ مین ... ہووے اور جو شخص کہ کسیکو مرتکب معصیت کا دیکھے تو اوسکے باپ کو اوسکے حال سے خبر دینا واجب ہے اگر جانتا ہو کہ اوسکا باپ منع پر قادر ہی اور اگر قادر نہو تو منع کرے لیکے کہ اوسمین خوف عداوت کا ہے اور ملتقط مین مذکور ہی کہ والدین پر واجب ہی کہ اپنی اولاد کو جاہلونکی صحبت سے باز رکھین اور اگر وہ منع کرنے سے باز نرہین تو پھر نہ منع کرین اسواسطے کہ بعضی اولاد منع کرنے سے اوس فعل کی زیادتی مین کوشش کرتی ہین اور یہہ مین وجہ ... ہے

اکیسوان باب بیان احتساب مین خصومت ہمسایہ کے

جس شخص نے اپنے مکان کو واسطے بنانے کے گرایا اور پھر اوسنے نہ بنایا اور اسوجہ سے محلہ والونکو ضرر ہوا تو بشرط قدرت کے ہمسایہ کو جبر کرنا اوسپر جائز ہے اسواسطے کہ دفع ضرر پر انکو اختیار ہے اور مختار یہ ہے کہ نہین جائز ہے اسواسطے کہ اپنی ملک کی تعمیر کرنے پر آدمی مجبور نہین کیا جاتا ہے مسئلہ ایک شخص نے چاہا کہ اپنے گھر کو بلند کرے لیکن ہمسایہ اوسکو منع کرتا ہے تو یہ منع کرنا اوسکو جائز ہے یا نہین جواب یہ دو حال سے خالی نہین ہے

اگر اوسکا منع کرنا بسبب بند اور موقوف ہو جانے روشنی کے ہے تو جائز ہے کیونکہ روشنی
حوائج اصلیہ ضروریہ سے ہے اور اگر اوسکا منع کرنا بسبب حاجب ہونے آفتاب اور ہوا کے
ہے تو جائز نہین ہے اسواسطے کہ یہ حوائج زائدہ سے ہی اور اصل آمین یہ ہی کہ جب اپنے
ملک مین تصرف کرنے سی ہمسایہ کو حالت ضرر مین دیکھے تو تصرف سے باز رہے وگرنہ نہین اور
اسیر فتویٰ ہے اور دوسرے اصل بالاخانے اور نیچے والے گھر مین یہ ہے کہ اگر بالاخانے
والے کے تصرف کرنے سے نیچے والے کو ضرر بالیقین یا بالشک پہونچتا ہے تو اوسکو بغیر
اجازت اسکے تصرف کرنا نہین جائز ہے اور اگر بالیقین اوسکو کچھ ضرر نہین ہے تو آمین
اختلاف ہی اور مختار اور راجح یہ ہے کہ بالاخانہ والا واسطے تصرف کے ہی اور دوسری
اصل یہ ہی کہ اپنے ملک مین تصرف کرنے سے مالک نہ روکا جاوے اگرچہ اس سی ہمسایہ
کے نفع کا نقصان ہو اور اوسکی صورت یہ ہی کہ محلہ مین ایک درخت ہی اور ہمسایہ کے
لوگ اوسکے سایہ مین بیٹھتے ہین اور مالک نے کاٹنا چاہا تو آیا مالک کاٹنے سے باز رکھا جاے
یا نہین اور دوسری اصل یہ ہی کہ دوسرے کی ملک سی نفع لینا اوسوقت جائز ہے کہ مالک
اوسکو منع نکرے اور ہوا مالک ہے مالک زمین اور صاحب مکان کی اور وارث اور خریدار
قائم مقام مالک کے ہین یعنی حکم مالک کا حکم وارث اور خریدار کا ہی اور مثال اوسکی یہ ہے
کہ کسی نے زمین خریدی یا میراث مین پائی اور کسی کے باغ کے درخت کی شاخ اوس زمین
مین لٹکی ہوئی تھی تو آیا خریدار یا وارث کو خالی کرنا اپنی زمین کا جائز ہی یا نہین کہتا ہے
بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی طرح جائز ہے ہمسایہ کو واسطے فراغت ہوا
اور توڑنے دیوار کے مواخذہ کرے جبکہ بلند یا ٹیڑہی دیوار ہو طرف گھر ہمسایہ کے اور روکنا
ہوا کا اگر خوف گرنے کا نہو اور اس قیاس پر قبرستان مین گھر یا مسجد بنانا نہین جائز ہے
اسواسطے کہ یہ حق مدفون کا ہی اور اسیواسطے قبر کا کھودنا نہین جائز ہی جبکہ قبر اوسکی ملک مین
ہو اور اسیطرح سے کسی وارث اور ہمسایہ کو ہوا ئی قبر مین تصرف کرنا نہین جائز ہے اور مسئلہ
درخت کا اسطرح بھی ہے کہ جب صاحب درخت نے اپنے درخت کی شاخ کو نہ کاٹا بلکہ
شاخ کو رسی سے باندہ کر اپنے باغ کی سمت مائل کر لیا تا اوسکی زمین خالی ہو جاوے اور

اوسکی ہوا اسکے تصرف مین نہ رہے مگر تاہم اوسکا مقصد حاصل نہوا اور ہنوز ہوا اوسکی تصرف
مین رہی تو آیا ہمسایہ کو کاٹنا اوس شاخ کا جائز ہے یا نہین جواب نزدیک امام محمدؒ
کے بغیر حکم مالک درخت کیے شاخ درخت کا کاٹنا ہمسایہ کو جائز ہی اور بعضون نے اس مسئلہ
مین دو طریقہ بیان کئے ہین پہلا یہ ہی کہ اگر ہوا کا خالی کر دینا بغیر کاٹنے کے ممکن ہو تو
نہ کاٹا جاوے برابر ہے کہ ہوا کا خالی کرنا رسی باندہ کر ہو یا دوسرے طور سے ہو پھر
اگر اوسنے رسی سے بھی باندہ کر ہوا کو خالی نکیا تو حاکم کے اجلاس مین مقدمہ پیش کری
اور اوس سے حکم اسکا دلوا دے اور اگر رسی کے باندھنے سے بھی تفریغ ہوا ممکن نہو تو مالک
سے اجازت چاہی اگر اوسنے کاٹنے کی اجازت دی فبہا ورنہ معاملہ حاکم کے اجلاس مین
پیش کرین تاکہ اوسکو کاٹنے کا حکم دے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر اوسنے خود اپنی راے
سے کاٹ والا تو یہ دو طرح پر ہے اگر کاٹنا ایسی جگہ سے ہو کہ بہ نسبت دوسری جگہ کے نفع نہین
ہے تو ضامن نہوگا اور اگر بر خلاف اسکے ہی تو ضامن ہوگا اور اگر مالک درخت کی طرفسے
کاٹنے مین کم ضرر ہے تو ہمسایہ کو کاٹنا نہین جائز ہے بلکہ معاملہ کو قاضی تک پہونچانا لازم ہی
تاکہ وہ واسطے کاٹنے کے حکم کرے پھر اگر قاضی کے حکم سے انکار کیا تو قاضی کو چاہیے کہ کاٹنے
کے واسطے ایک امین بھیجے تاوہ مالک درخت کیطرفسے قطع کرے اور اگر دونون نے آپسمین
اتفاق کرکے کاٹ لیا تو یہ احسان ہے مسئلہ ایک مکان ہے کہ جسکا دروازہ ایک گلی
مین ہی اور وہ گلی آمد و رفت کی راہ نہین ہی اور اوسی کے ہمسایہ مین کسی نے ایک مکان
خریدا کہ جسکا دروازہ دوسری گلی مین تھا اور پشت اوس مکان کی اس گلی مین اور اس
خریدار نے چاہا کہ اپنے مکان کا دروازہ اس گلی مین کھود دے تو آیا اسکو کھودنا جائز
ہے یا نہین جواب خریدار کو اس گلی مین دروازہ کھودنا نہین جائز ہے اور ہمسایہ
اول کو منع کرنا جائز ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ جائز ہے اور اگر چاہا کہ اس گھر کا دروازہ
اپنے گھر مین کھولے تا اپنے گھر سے اس گھر مین آمد و رفت کرے اور اس گھر سے ہوکر گلی
مین آوے تو اہل کوچہ کو نہین جائز ہے کہ اسکو منع کرین مگر جبکہ ایک مکان کو کرایہ پر دیدیا
اور دوسرے مکان کو واسطے اپنی آمد و رفت کے رکھا تا اس کوچہ اور رستا جسکے مکان سے

ہوکر اپنے مکان مین آوے تو اہل کوچہ کو منع کرنا درست ہی اور اگر دونون گھر کرایہ پر دیدیے
تو حکم مالک مکان اور مستاجر کا ایک ہی اور اسکو منع کرنے کا کچھ استحقاق نہین ہی مسئلہ ایک
کوچہ غیر نافذہ ہی اور اوسکے چند مالک ہین اور بعضون نے اوسکو تقسیم کرلیا اور اکثر شرکا نے
چاہا کہ اوسمین دروازہ کھولین تو آیا بعضے شرکا کو منع کرنا درست ہی یا نہین **جواب** منع کرنا
نہین درست ہی **مسئلہ** ایک شخص نے اپنے مکان کو کہ جسکا دروازہ تھوڑے دنون سے
کوچہ نافذہ مین تھا اور قدیم دروازہ کوچہ غیر نافذہ مین تھا بیع کر ڈالا اور خریدار نے بعد
خریدنے کے کوچہ مین دروازہ کھولنا چاہا تو آیا کھولنا اوسکا جائز ہی یا نہین **جواب** بشرط
اقرار تمام کوچہ والون کے دروازہ کھولنا جائز ہی کیونکہ مشتری اور بائع کا حکم ایک ہی اور اگر
انکار کرین تو ہر ایک سے حلف لیا جاوے اگر حلف کے ساتھ بھی انکار کیا تو اسکا حق ساقط
ہوا اور اگر ایک نے قسم سے انکار کیا تو دوسرے کو قسم دیجاوے یہانتک کہ سب قسم سے انکار
کرین تو اسکا حق ثابت ہوا پس اب اسکو دروازہ کھولنا جائز ہے **مسئلہ** اہل کوچہ جسوقت
کوچہ نافذہ مین دروازہ بنائین اور اوس گلی کو بند کرنا چاہین تو آیا بند کرنا اونکو جائز ہی
یا نہین **جواب** بسبب بنانے دروازہ کے اوسکو گلی بند کرنا نہین جائز ہے اسواسطے کہ راہ
چلنے والون کے لیے اسمین ایک قسم کا حق ہی اور بند کرنے سے اون لوگون کا حق زائل ہوجائیگا
اور اسیواسطے اونکو بیع کرنا گلی کا بھی جائز نہین ہی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے مروی ہی
کہ کوچہ غیر نافذہ مین لکڑی رکھنا یا جانور باندھنا یا وضو کرنا اوسکے مالک کو جائز ہے اور اگر
اوس سے آدمیونکا نقصان ہو تو اوسپر کچھ تاوان بھی نہین ہی **مسئلہ** ہر مکان والیکو اپنے
مکان کے سامنے کے میدان سے نفع لینا ساتھ صلح کے جائز ہے خواہ اوسمین مٹی یا لکڑی رکھے
یا جانور باندھے یا دوکان و تنور بناوے مگر لوگون نے دوکان و تنور کے بنانے مین اختلاف
کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ عام رستے مین دوکان اور تنور بنانا جائز ہی نہ خاص رستے
مین مگر اجازت سے اہل کوچہ کی اور اوسمین کنوان کھودنا بھی کسی طور سے جائز نہین ہے
اگرچہ سب شرکا کا اوسمین اتفاق ہو **مسئلہ** فتاوی فضلی مین مذکور ہے کہ اہل کوچہ کو اپنے
مکان کے میدان مین جانور باندھنا جائز ہے نہ آخر بنانا اور اگر بنایا تو ہر ایک کو توڑنے

اور پست کرنے کے واسطے مواخذہ کرنا درست ہی اسواسطے کہ وہ مشترک ہی اور مکان مشترک سے ساتھ رضامندی شرکا کے نفع لینا جائز ہے نہ اوسمین کچھ بنانا اور کوچہ غیر نافذہ سے مٹی لینا جائز ہے اگر بقدر راہ چلنے کے راستہ چھوڑ دے اور اوسی وقت مٹی اوٹھا لے

مسئلہ محلہ آباد مین مالک کو اپنا مکان ویران کرنا جائز ہے یا نہین جواب بموجب قیاس کے جائز ہے اور اسپر صدر الشہید حسام الدین رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہے اور بموجب استحسان کے نہین جائز ہے اور اسپر ابو الحسن کرخی رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہی

فائدہ بیان مین ضرر ہمسایہ کے ضرر ہمسایہ کی چند قسمین ہین پہلی چکی گھومنے سے ہمسایہ کی دیوار کا کمزور ہونا یا اوسکی ہوا سے دیوار مین فساد واقع ہونا اور اسیواسطے گھر مین گراہی کی چکی بنانا منع ہی دوسری اپنے گھر مین حمام بنانا کہ اوسکے دہوئین سے ہمسایہ ایذا پاتے ہون اور اسیواسطے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب حمام کے دہوئین سے ہمسایہ ایذا پاتے ہون تو اوسکو منع کرنا جائز ہے لیکن جبکہ دہوان حمام کا انکے دہوئین کے مانند ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی تیسری اپنے گھر کو اصطبل بنانا اور جانور کی پچھاڑی ہمسایہ کی دیوار کیطرف کرنا اور یہ اسواسطے منع ہی کہ جسوقت جانور اپنے پانون کو دیوار پہ مارتا ہی تو ضرور ہی کہ خرابی اور سستی دیوار مین پیدا ہو اور اگر اسکے پانون مارنے سے دیوار ہمسایہ کی خراب ہوگئی ہی تو اوسکا کچھ تاوان نہین ہی اسلیے کہ خرابی اوس شخص کی ذات سے واقع نہین ہوئی ہی بلکہ بواسطہ اور بوجہ اسکے البتہ اسپر تاوان درست ہی چوتھی درخت پر چڑہنا کہ جس سے بے پردگی ہوتی ہو جیسا کہ نقل ہی کہ ایک شخص نے درخت شاہتوت کی شاخ کو بیچا تھا اور جب خریدار اوسپر چڑہتا تھا تو ہمسایہ کے لوگون کے احوال سے واقف ہوتا تھا تو بعضون نے کہا ہے کہ ہمسایہ کو واجب ہی کہ قاضی کو خبر کرے تا وہ چڑہنے سے باز رکھے اور صدر الشہید رحمہ اللہ نے اپنی واقعات مین ذکر کیا ہی کہ مختار یہ ہی کہ خریدار ہمسایہ کو دو ایک مرتبہ خبر کر دے تا وہ لوگ اپنا پردہ کر لین کیونکہ اس صورت مین دونون کے حق کا اجتماع ہی اور اگر ایسا نکیا تو قاضی تک پہونچانا لازم ہے تا کہ قاضی اپنی مصلحت سے جو چاہی کرے پانچوین اپنے مکان کی دیوار مین روزن کھولنا کہ اوس سے ہمسایہ کی عورتین نظر پڑتی ہون اور روزن کھولنے واسطے منع

کرنے مین دو حکم ہین بموجب کتاب قسمت کے روزن کھولنے والیکو منع نکرنا چاہیے لیکن فتویٰ اسکے خلاف پر ہے یعنی منع کیا جاوے مسئلہ ملتقط ناصری مین ہی کہ درمیان دکان بزازونکے نان بائی کو دوکان بنانا نچاہیے اور اگر بنائے تو اوس سے منع کیا جاوے اسطرح ہر ضرر عام کا حکم ہی اور ابوالقاسم رحمہ اللہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالےٰ اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ہم چونہ پھونکنے والیکو بازار مین چونہ پھونکنے سے منع کرتے تھے تا بازار والون کو اوس سے ایذا نہ پہونچے اور اسی طرح سے جسنے اپنے گھر کو حمام بنایا اور اوسکے دھوئین سے ہمسایہ ایذا پانے لگے تو نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اوسکو منع کرنا جائز ہے جبکہ حمام کا دھوان ہمسایہ کے دھوئین سے زیادہ ہو مسئلہ شرب الملتقط مین ہی کہ جو دیوار درمیان مکان دو شخصون کے حائل ہو اور اونمین سے ایک کا گھر دو ہاتھ اونچا ہی تو تعمیر دیوار کی دونون پر واجب ہی اور اگر ایک کا مکان چار گز اونچا ہے تو نیچے والے پر اوسکی مرمت درست ہی یہانتک کہ اپنے مکان کے مقابل پہونچ جاوے مسئلہ فتاوی نسفیہ مین مذکور ہے کہ جب ذمی مسلمانون کے شہر مین اپنے مکانکو مرتفع بنائین تو نہ منع کیے جاوین اسواسطے کہ منع کرنا دوسرے کی ملک مین تصرف کرنا ہے اور یہ مسئلہ باب الاحتساب اہل ذمہ مین مفصل مذکور ہے اور فتاوی نسفیہ مین ہے کہ پوچھا گیا نسبت ایک مکان کے جو دو ہمسایون کے درمیان مین تھا اور ایک کی چھت بلند اور دوسرے کی نیچی تھی اور بہاؤ پانی کا اسی نیچے کی چھت پر تھا تو نیچے والے نے چاہا کہ اپنی چھت کو اونچا کرے تا پانی کا بہاؤ اسطرف نہو تو آیا اوسکو چھت بلند کرنا جائز ہی یا نہین جواب جائز ہے اسواسطے کہ یہ تصرف اپنی ملک مین ہی لیکن اوسکے پانی کا بھی رستہ بنا دے تاکہ اوسکو نکلنے پانی سے کچھ نقصان نہو پھر کہا گیا کہ اگر اوسکے پانی کے بہاؤ سے اسکا مکان شکست ہو جاوے تو آیا ہمسایہ کو کہنا واسطے اعادہ بناء مکان اور بہنے پانی کے اپنے گھر مین درست ہی یا نہین جواب نہین درست ہی بلکہ یہ خود اپنے مال سے تعمیر اپنے مکانکی کرے اور اوسکا مالک نفع لینے سے منع کرے جبتک کہ وہ اوسکا خرچ نہ دے۔

بائیسوان باب بیان مین فضیلت منصب احتساب کے

احتساب کی فضیلت چند وجہون سے ثابت ہی ایک بوجہ فضیلت امر معروف کے دوسری
بوجہ فضیلت نہی منکر کے تیسری بوجہ وعید کے اوپر چھوڑنے والے دونون کے یا ایک کے
بموجب کتاب اور سنت کے قال اللہ تعالی والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یامرون
بالمعروف وینہون عن المنکر یعنی مومنین اور مومنات آپسمین دوست ہین ساتھ معروف کے
حکم کرتے ہین اور منکر سے منع کرتے ہین اور علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی
کہ عمدہ اعمال امر معروف ونہی عن المنکر اور فاسقونکا دشمن رکھنا ہی پس جسنے امر کیا معروفکا
اوسنے مومنونکی کمر مضبوط کر دی اور جسنے فعل منکر سے نہی کی اور منافقونکو ذلیل کیا اوسنے
اونکی ناک پکڑ کر رگڑ دی اور سعید نے قتادہ سے روایت کی ہی کہ مکہ شریف مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ کون عمل اللہ تعالی کو زیادہ محبوب ہے
فرمایا کہ اللہ تعالے کو ایمان لانا اور صلہ رحم کرنا اور امر معروف ونہی عن المنکر کرنا پسند ہی پھر
پوچھا کہ اللہ تعالی کے نزدیک کون عمل زیادہ برا ہے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا
اور قطع رحم کرنا اور امر معروف اور نہی منکر کو ترک کرنا اور پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ نہین ہی کوئی قوم کہ اونمین کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور اوسکے تغیر پر قادر ہو مگر اللہ تعالے
اونکے مرنے سے پہلے عذاب عام کرتا ہی اور اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر یعنی تم بہتر امت ہو نکالے گئے ہو واسطے لوگونکے
تاکہ اونکو ساتھ بھلے کام کے حکم کرو اور برے کام سے منع کرو اور بعضون نے ترجمہ کیا ہی کہ
تم لوح محفوظ مین لکھے ہوے ہو پس معروف وہ ہے کہ جو کتاب اور عقل کے موافق ہو اور منکر
وہ ہی کہ جو اونکے مخالف ہو اور اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر
یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر اور اللہ تعالی نے اون قومونکی برائی کی جنہون نہی عن المنکر کو
ترک کیا اور فرمایا کہ کانوا لایتناہون عن منکر فعلوہ یعنی لوگون کو فعل منکر کے کرنے سے منع
نہ کرتے تھے اور فرمایا لبئس ما کانوا یفعلون یعنی اونکا کام جو کرتے تھے برا ہی اور فرمایا لولا ینہاہم
الربانیون والاحبار عن قولہم الاثم واکلہم السحت لبئس ما کانوا یصنعون یعنی علما اور فقہا نے انکو
قول فاحش اور اکل حرام سے کیون نہین منع کیا ہر آئینہ یہ کام برا ہی اور عمر بن عبد العزیز نے

کہا ہی کہ اللہ تعالی کسی کے عمل کرنے سے عذاب عام نہین کرتا ہی مگر جبکہ فعل منکر کرتے ہوئے
دیکھین اور اوسکو منع نہ کرین اور مذکور ہی کہ اللہ تعالی نے یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی
نازل کی کہ تمہاری قوم مین سے چالیس ہزار نیکی کرنے والونکو اور ساٹھہ ہزار برائی کرنیوالونکو
ہلاک کرونگا تو عرض کی کہ یا رب العالمین اشرار تو بیشک مستحق عذاب کے ہین مگر اخیار اور
نیکون کا کیا قصور ہے کہ یہ بھی عذاب مین شامل کئے جاتے ہین تو پھر وحی ہوئی کہ ان لوگون نے
اون لوگونکو فعل منکر سے منع نکیا اور انسے پرہیز نکیا اور ان لوگون کے ساتھہ کھایا پیا اور نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والی اور اوسمین واقع ہونیوالے اور
اوراوس پر کھڑے ہونے والے کی مثال مانند مثال اون تین آدمیون کے ہی جو ایک کشتی مین بیٹھے
تھے اور اسکا قصہ اسطور پر ہی کہ ایک کشتی پر تین آدمی سوار ہوے اور ہر ایک نے جگہ تقسیم کرلی
پس نیچے والا بسولہ لیکر اپنی جگہہ کاٹنے لگا تا پانی قریب ہو پس اونمین سے ایک نے پوچھا
کہ تم یہ کیا کرتے ہو کہا کہ مین اپنی جگہ کو واسطے قریب ہونے پانی کے کاٹتا ہون پس بعضون نے
کہا کہ اوسکو چھوڑدو اپنے حق مین جو چاہے سو کرے اور بعضون نے کہا کہ نہ چھوڑو ورنہ یہ سبکو
ہلاک کریگا پس اگر ان لوگون نے اوسکے ہاتھہ پکڑ لیا تو سب بچگئے ورنہ سب ہلاک ہوے
اور ابو الدردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اگر لوگونکو
ساتھہ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے باز رکھوگے تو بہتر ورنہ اللہ تعالے تمپر کسی
بادشاہ ظالم کو مسلط کریگا کہ وہ کسی بڑے کی توقیر اور اجلال نہ کریگا اور نہ چھوٹون پر رحم کریگا
اور اگر تم مین سے کوئی صالح اور نیک مرد دعا کریگا تو قبول بھی نہوگی اور مدد چاہینگے تو مدد
بھی نہ ملیگی اور اگر گناہ کی مغفرت چاہینگے تو بخشش گناہ کی بھی نہوگی اور حذیفہ بن یمانی
رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے کہ
البتہ تم ساتھہ فعل معروف کے حکم کروگے اور فعل منکر سے منع کروگے ورنہ قریب ہی کہ اللہ تعالے
تمپر عذاب نازل کرے اور پھر تم دعا کروگے تو قبول بھی نہوگی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی
اوسکے عمل کو کہ منجملہ اسباب ترک امر معروف و نہی عن المنکر کے دوستی دنیا کی بھی ہے اور نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انتم الیوم علی بینۃ من ربکم یعنی علی بیان قد بین اللہ لکم

ذلک بقلم مالم یظہر فیکم السکرتان سکرۃ العیش وسکرۃ الجہل فانتم الیوم تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتجاہدون فی سبیل اللہ وتتحولن عن ذلک او اخشی فیکم حب الدنیا الخ یعنی ابتک روز تم اللہ تعالی پر محبت ہو یعنی جو کچھ کہ اللہ تعالے نے تمہارا طریقہ بیان کر دیا ہے او سپر قائم ہو جبتک کہ تم مین نشہ عیش اور جہل اور نادانی کا ظاہر نہو پھر تم آجکے روز فعل معروف کا حکم کرتے ہو اور فعل منکر سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرتے ہو اور ایک دن قریب ہی کہ تم اس سے پھر جاؤگے اور وہ دن دوستی دنیا کا ہی یعنی تمکو حب دنیا سے دوستی ہو جاوے گی تو فعل معروف اور منکر کی امر اور نہی نہ کروگے اور نہ اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کروگے اور وہ لوگ انصار اور مہاجرین ہین اور منجملہ دوستی دنیا کے لوگون کی محبت ہی سفیانؒ نے کہا ہی کہ جب تو اپنے ہمسایہ مین قاری کو دوست اور نیک دیکھے تو یہ بات جان لے کہ وہ اللہ تعالے کے حق مین سستی کرنے والا ہی اور روضہ مین مذکور ہی کہ امر معروف اور نہی منکر کا ترک کرنے والا مثل ترک کرنے والے نماز کے ہی اور فعل معروف کا امر کرنے والا مثل نمازی کے ہی اور جسطرح سے کہ نماز کا ترک کرنا نہین درست ہی اوسیطرح سے امر معروف کا بھی ترک کرنا نہین درست ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یحشر یوم القیمۃ اناس من امتی من قبورہم الی اللہ تعالے علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا اہل المعاصی وکفوا عن نہیہم وہم یستطیعون یعنی قیامت کے دن میری امت سے چند لوگ قبرون سے بصورت بندر اور سور کے محشور ہونگے اسواسطے کہ وہ لوگ باوجود قدرت کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے سستی کرتے تھے اور ذرہ بنت ابی لہبؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے دریافت کیا کہ ای رسول اللہ لوگون مین بہتر کون ہے تو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے سے بہت ڈرنے والا اور لوگون سے صلۂ رحم کرنے والا اور فعل معروف اور فعل منکر سے امر و نہی کرنے والا بہتر ہے اور مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل کلام ابن آدم علیہ السلام لا الہ الا اللہ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر اوذکر اللہ اور منجملہ اوسکے فضائل کے ایک فضیلت یہ ہی کہ جو اس حکایت مین مذکور ہی **حکایت** تابعین مین سے ایک زاہد نے مروان بن حکم خلیفہ کی لڑکی کے ملاہی یعنی آلات لہو لعب کے

توڑ ڈالے پس وہ اس جرم مین گرفتار ہوگئے اور سامنے شیرون کے ڈالدیے گئے پس
اونھون نے فوراً اوٹھکر نماز پڑھنا شروع کیا اور شیر اونکے پاس آکر دُم ہلانے لگا تہیک
کہ بہت شیر جمع ہوگئے اور اونکو چاٹنے لگے اور یہ بیخوف ہوکر اپنی نماز مین مشغول تھے
جب صبح ہوئی تو خلیفہ نے لوگون سے کہا کہ دیکھو زاہد کا کیا حال ہی تو دیکھا کہ شیر اونسے
انوس ہوگئی ہین پس تعجب کرکے زاہد کو سامنے خلیفہ کے لیگئے خلیفہ نے پوچھا کہ تمکو
شیرون سے کچھ خوف نہین معلوم ہوتا تھا کہا کہ مین تمام رات نماز اور فکر مین مشغول تھا خلیفہ
نے پوچھا کہ تو کیا فکر کرتا تھا کہا کہ جسوقت شیرون نے میرے کپڑون کو چاٹا تو تمام رات
متفکر رہا کہ آیا لعاب انکا پاک ہی یا نہین اور اسی فکر نے مجکو انکے خوف سے منع کیا مجبور ہوکر
خلیفہ نے اونکو چھوڑ دیا پھر اگر کہا جاوے کہ اگرچہ تمہارا بیان احتساب کی تفضیلت پر
دلالت کرتا ہے لیکن میرے پاس وہ حجت ہی کہ جو اسکی مانع ہی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم تو ہم کہینگے کہ ایک قوم نے
سمجھا بظاہر اس آیت سے ترک امر معروف اور نہی منکر پر تعلق کیا ہی اور دو فرضون مین سے
ایک فرض کے چھوڑنے کی رخصت دیگئی ہے اور اس آیت کی تاویل اور صحابہ رضی اللہ عنہم
کا اقوال نہین جانا ہے حالانکہ اوسکا بیان اور اوسکی معرفت فرض ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی
نے بھی اپنی کتاب مین مدح اور ثنا فرمائی ہے اور اونکا مقام نہایت درجہ بلند بنایا ہے اور فرمایا
کہ التائبون العابدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناہون
عن المنکر اور دلیلین اسکے کتاب اور سنت سے بہت ثابت ہین انکار کرنا اوس سے
ممکن نہین ہی اور باعتبار چند وجوہ کے اس آیت مین اور میرے بیان مین تعارض نہین
ہی ایک یہ کہ تعارض بین مساوی اور برابر ہونا درمیان دونون حجت کے شرط ہی اسلیے
کہ قول صید النہار موجود ساتھ قول الیہا لیس بموجود کے مناقض نہین ہی جب آفتاب غروب
ہو اور یہ آیت مذکورہ ساتھ شرط اہتداء کے مشروط ہے کہ اللہ تعالے نے اذا اھتدیتم فرمایا ہی
پس نفس کو ضرر کا نہ لازم ہونا ساتھ شرط اہتداء کے مشروط ہے اور منجملہ اہتداء کے اون دلیلونپر
چلنا ہے جو فرضیت حسبہ پر دال ہین دوسری یہ کہ قول من ضل معصیت کو شامل نہین ہی

اسواسطے کہ مطلق ضلالت کفر ہی اور یہ ظاہر ہے اسیلیے کہ مسلمان ہدایت یافتہ اگر گناہ کرے
تو کافر مراد نہین ہوسکتا ہے اسواسطے کہ مسلمانون مین کافر ذمی وہ ہی کہ جس سے بسبب جزیہ
دینے کے تعرض نہ کیا جاے پس یہ آیت مسلمانون کے حق مین احتساب سے ساکت اور خاموش
ہوئی اور کیونکر ساکت نہو جبکہ سیاق کلام مین بحیرہ اور سائبہ کفار کے حق مین نازل ہوچکی ہی
تیسرے بسبب اختلاف وقت کے انمین تعارض نہین ہی اسواسطے کہ آیت مذکورہ زمانہ
سابق قوت دین اور غلبۂ اہل ہدایت مین وارد ہوئی ہی اور یہ آیت حالت ضعف دین
اور غلبۂ اہل فساد مین نازل ہوئی ہی اور دلیل عدم تعارض کی یہ ہی کہ ثعلبہ خشنی رض نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ لاثبت التعارض مع اختلاف الوقت بین
الحجتین یعنی اختلاف وقت مین تعارض نہین ہی اور یہ اعتراض کرنا کہ تقیید ساتھ خبر واحد
کے نہین ہوسکتی ہی درست نہین ہی اسواسطے کہ درمیان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے احتساب مشہور رہے مروی ہی کہ ایکمرتبہ حضرت ابوبکر رض نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ تم لوگ
اس آیت یاایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اہتدیتم مین تاویل کرتے ہو مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب لوگ گناہ کا تغیر نکرینگے تو قریب ہے
کہ اللہ تعالی سبکو عذاب مین شامل کرنے پہر بعد فرمانے کے خبر دی کہ اسمین رخصت نہین ہی
اور مروی ہی کہ ایک آدمی حضرت عمر رض کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مین بجز دو خصلتون کے
نیکی کا دوسرا کام نہین کرتا ہون آپنے پوچھا کہ وہ کون دو خصلتین ہین کہا کہ ایک امر بالمعروف
اور دوسرا نہی عن المنکر ہے فرمایا کہ تو نے حصہ اسلام سے دو حصون کو ترک کیا اگر اللہ تعالی
چاہے تو بخشدے یا عذاب کرے اور ابن عمر رض سے مروی ہے کہ کسی نے انسے کہا کہ اگر آپ
اس زمانے مین بدلیل اس آیت کے امر اور نہی نہ کرتے تو بہتر تہا پس آپنے جواب دیا کہ مجکو
اور میرے اصحاب کو یہ درست نہین ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ آگاہ اور خبردار ہو کہ شاہدین اور حاضرین غایب لوگونکو پہونچا دین اور ہملوگ حاضرین ہین
اور تم غائبین وہ ہین کہ جو بعد میرے آئینگے جو کچھ کہ وہ لوگ کہینگے کوئی قبول نہ کریگا اور سنائیگا
اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل

مین جب نقیض واقع ہوئی تو لوگ اپنے بھائی کو گناہ کرنے سے منع کرتے تھے پھر جب دوسرا روز ہوتا تھا اور اسہین صلح اور میل ہو جاتا تھا تو نہ منع کرتے تھے اور سب ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے پس یہ آیت یعنی الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسیٰ کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ تک نازل ہوئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلا والذی نفسی بیدہ حین تاخذوا بید الظالم فتاطروہ علی الحق یعنی جبتک کہ تم ظالم کا ہاتھ پکڑ دا ور حق پر مناظرہ کروا ور مروی ہے کہ حذیفہ بن یمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ لوگ امر معروف اور نہی منکر کو کب چھوڑ ینگے حالانکہ یہ دونون جمیع اعمال سے افضل ہین فرمایا کہ جب لوگ مثل بنی اسرائیل کے نیک کام مین سستی کرینگے اور انکے اچھے لوگ ساتھ برون کے میل اور محبت کرینگے اور بادشاہ انپر ظلم کریگا تو یہ فساد اونکو چھو جائیگا اور امر معروف اور نہی منکر کو ترک کرینگے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیل او قلت یا رسول اللہ تخسف الارض وفیہا الصالحون قال نعم بادہانہم وسکوتہم عن اہل المعاصی یعنی یہ مجکو خیال اور دہیان نہین ہے کہ کسی نے مجھسے پوچھا یا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ زمین اشرار کو نگلتی ہے حالانکہ اوسمین اچھے لوگ بھی ہوتے ہین فرمایا کہ ہان بسبب سستی اور خاموشی کے نہ منع کرنے اہل معاصی کے ایسا ہوتا ہے اور عبد الرحمن سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان اناس من امتی یحشرون من قبورہم علی صورۃ القردۃ والخنازیر بما داہنوا الناس واکلوہم وشاربوہم وجالسوہم یعنی قیامت کے دن بعضی میری امت کے اپنی قبرون سے بصورت بندر اور سور کے اوٹھینگے اسواسطے کہ وہ لوگ اچھے کامون مین سستی کرنے والے ہونگے اور لوگونکو گناہ کرنے سے منع نہ کرینگے بلکہ میل اور محبت سے اونکے ساتھ کھاتے پیتے اور بیٹھتے تھے اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا ولم یامر بالمعروف ولم ینہ عن المنکر یعنی جو شخص کہ بڑونکی تعظیم اور چھوٹون پر رحم نکرے اور لوگونکو ساتھ اچھے کامونکے حکم اور برے کامون سے منع نہ کرے وہ مجھسے نہین ہے اور مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہمنے زبور مین دیکھا ہے کہ جو شخص کہ ہمسایہ کو

گناہ کرتے ہوئے دیکھے اور منع نہ کرے وہ اوسکا شریک ہی اور شریعۃ الاسلام مین ہے کہ
زیادہ ثواب اور نیکی واسطے اوس شخص کے جو لوگون سے میل رکھتا ہی ساتھ امر بالمعروف کے اور
ترک سے نہی عن المنکر کے کوئی عمل زیادہ نفع نہین دیتا ہی اور جسوقت کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر کو ترک کر دیتے ہین تو اللہ تعالی عذاب اور قہر سب پر نازل کرتا ہی اور اونکی
دعا قبول نہین کرتا اور برکت اور خیر کو اونپر حرام کر دیتا ہی بلال بن سعید رضی اللہ عنہ نے
کہا ہی کہ چھپا ہوا گناہ سوای کرنے والے کے دوسرے کو ضرر نہین کرتا ہی اور جبکہ ظاہر ہو جاتا
ہے تو عام کو اوس سے ضرر پہونچتا ہی اور منقول ہے کہ ثوری رحمہ اللہ جب کسیکو برا کام کرتے
دیکھتے تھے اور اپنے مین قدرت منع کی نپاتے تھے تو اونکے پیشاب مین خون آتا تھا پس
اس سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان اپنے دین کی حمایت اور شرع کی مضبوطی پر کوشش کرے
اور امیر جابر کے نزدیک کلمہ حق کا نکلنا اپنی زبان سے غنیمت سمجھے کیونکہ یہ بزرگترین اور
افضل جہاد ہی اور نقل ہی کہ عبد الرحمن بن غنم حجاج کے پاس گئے اور اوس سے کہا کہ اے
حجاج تو لوگونکو بیفائدہ قتل نہ کر کیونکہ یہ فعل برا ہے حجاج نے کہا کہ چپ رہ ورنہ مین تیرے
خون سے زمین کو سیراب کرونگا تو جواب دیا کہ زمین کے نیچے بہت لوگ ہین بہ نسبت
اوپر زمین کے یعنی مردے زندون سے زیادہ ہین پس حجاج نے کہا کہ مین تجکو دستے
عذاب چکھاؤنگا پھر عبد الرحمن بن غنم نے جواب دیا کہ اگر مین تجکو اسپر قادر جانتا تو
سوای اللہ تعالے کے تیری ہی بندگی کرتا اور اللہ تعالی نے فرشتونکی طرف وحی نازل
کی کہ فلان شہر کو غارت کرین فرشتے چیخے اور اللہ سے فریاد کی کہ یا الٰہنا اسمین فلان
عابد تیرا بندہ ہی پھر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اون لوگونکی طرف چیخو اور چلاؤ کیونکہ رنگ
اونکے چہرے کا میرے غضب سے نہین بدلتا ہی اور نقل ہے کہ ایک شخص نے عبادہ سے
کہا کہ مین تمکو دیکھتا ہون کہ تم اہل اہوا مین پڑے ہو مین خوف کرتا ہون کہ ناگاہ وہ تو
تمکو پکڑ لین اور قتل کرین اونہون نے کہا کہ تو نے مجکو نصیحت کی اب مجکو ضرور ہے کہ
اسکا مکافات کرون اور وہ یہ ہے کہ جبوہ مجکو قتل کرین بقیہ میرا تیرے واسطے ہے
اور جو کچھ کہ میرے رزق سے باقی رہے وہ تجپر صدقہ ہی اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایاکم و حضروا ظالما نظلم فلم یقولوا ظلمت یعمہم اللہ تعالی بعذابہ یعنی جو لوگ کہ ظلم سے ظالم کے پاس گرفتار ہو جاوین تو نہ کہین کہ تو نے ظلم کیا تا اللہ تعالی اپنی عذاب مین سبکو شامل کرے اور نقل ہے کہ ایک دن جامع دمشق مین منبر پر بیٹھکر حضرت معاویہ نے خطبہ پڑہا اور کہا کہ اے لوگو تمکو ملک شام مین رہنا لازم ہے اسواسطے کہ وہ زمین مقدس ہے اور جگہ اوترنے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اجمعین کی ہے اور وہ زمین حشر و نشر کے واسطے ہے اور اے لوگو تم لوگ میری موت کی آرزو نکرو کیونکہ مین واسطے تمہارے سپر اور ڈہال ہون خدا کی قسم اگر تمام آدمی ابوسفیان سے پیدا ہوتے تو وہ لوگ متحمل اور بردبار ہوتے کیا تم مین کوئی ایسا نہین ہے کہ مجکو اسبات کا جواب دے پس ایک شخص صعصعہ نام اوٹھا اور کہا کہ کہنا آپکا کہ وہ زمین مقدس ہے بجا ہے لیکن آدمی کو زمین مقدس پاک نہین کرتی ہے بلکہ اونکے اعمال اور افعال اونکو پاک کرتے ہین اور کہنا آپکا کہ وہ زمین حشر اور نشر کی ہے پس محشر مومن سے دور نہین ہے اور کافر سے قریب نہین ہے اور یہ کہنا کہ وہ جگہ اوترنے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی ہے پس مجکو قسم ہے کہ جو کوئی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی جگہ مین اوترے تو ہرگزوہ داخل نہو سکیگا اونکے مقامات اور مرتبہ مین لیکن اپنے اچھے عمل سے جو مانند اونکے اعمال کے ہوگا اور یہ کہنا کہ تمام آدمی ابوسفیان سے پیدا ہوتے تو حلیم اور بردبار ہوتے پس ثابت ہے کہ ابوسفیان سے اچھے لوگ اور اونسے زیادہ عقلمند اور بیوقوف پیدا ہوے اور کہنا آپکا کہ مین تمہارے واسطے سپر ہون پس یہ فرمایے کہ جب خود سپر جلجاوے اور اوسکی امن بیکار رہے اور اوسکی زبان مین اختلاف ہو جاوے تو اوسکے سپر دی کرنے والون کا کیا حال ہوگا تب معاویہ نے جھنجھلا کر کہا کہ تیرے منہ مین آگ لگے اوسنے جواب دیا کہ یہ سختی ہے پھر معاویہ نے کہا کہ مین نہین راضی ہون کہ تم یہان رہو اوسنے جواب دیا کہ ان الارض لیہ تہا من یشارمن عبادہ پھر حضرت نے کہا کہ مین تمکو تشہیر کراونگا اور تخت سے اوتار دونگا جواب دیا کہ مین زمین مین فراخی اور کشادگی سے ہون اور تمہاری جدائی مین کشایش اپنی دیکہتا ہون اور فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے امر بالمعروف کا نام غوغا رکھا تھا پس اگر اوسنے بطریق رد اور انکار کے کہا تو اوسپر کفر کا خوف ہے اور اسیطرح سے اگر کسی شخص سے کہا گیا

کہ تو لوگونکو واسطے کرنے فعل معروف کے کیون نہین حکم دیتا ہی اوسنے جواب مین کہا کہ مجکو اوس سے
کیا کام ہی یا اوس سے کہا گیا کہ فلان شخص کو واسطے اچھے کام کرنے کے حکم کر تو اوسنے جواب
دیا کہ مجھے کیا ہوا ہی یا کہا کہ مجکو اوس سے کیا دکھ ہے یا کہا کہ اوسکو جائز ہے یا کہا کہ مین نے
عافیت اور سلامتی اختیار کی ہے یا کہا کہ مجکو اس فضولی سے کیا کام ہی تو اسپر کفر لازم آتا ہی

تیئسوان باب ستر کھولنے اور ستر دیکھنے کے احتساب مین

محتسب کو واسطے جاری کرنے احتساب کے غیر کا ستر دیکھنا جائز ہی اگرچہ وہ ستر حقیقی ہو جیسا
کہ استحسان کفایہ شعبیہ مین ہی کہ محتسب کسی شخص کو عورت غیر محرم کے ساتھہ زنا کرتے دیکھے
اور چاہے کہ اوسپر احتساب کرے تو محتسب کو اوسکا ستر دیکھنا مثل چھری کے میان مین
جائز ہے اور اگر دیکھنا ساتھہ شہوت کے ہو تو نہین جائز ہے اور اسیطرح سے واسطے معالجہ
کے بھی حکم ہے کیونکہ اسمین ضرورت ہی اور جہانتک ہو سکے شہوت سے بچے کیونکہ یہ حرام ہے
اور استحسان مین کفایہ شعبی کے ہی کہ اللہ تعالی نے طرف موسی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
کے وحی بہیجی کہ تم دیکھنے مین اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ لائق ہو میرے غضب
کی اوسقدر کہ دیکھنا میرے غضب کا لائق ہی اور مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ یعنی دیکھنے والے پر اور اوسپر جو دیکھی گئی خدا کی لعنت ہی
اور ہدایہ کے بیان کراہت مین منقول ہی کہ جو کوئی گھٹنون کو نہ چھپاوے وہ ساتھہ نرمی اور
ملائمت کے منع کیا جاوے اسواسطے کہ اسکے ستر ہونے مین اختلاف ہی اور جو کوئی رانکو نہ
چھپاوے وہ ساتھہ غصے کے منع کیا جاوے اسواسطے کہ اسکے ستر ہونے مین بعضی اہل حدیث
اختلاف کرتے ہین اور جو کوئی کہ ناف کو نہ چھپاوے وہ ساتھہ ادب دردناک کے منع کیا جاوے
کیونکہ اسکے ستر ہونے مین کسی کا اختلاف نہین ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ قل للمؤمنین یغضوا
من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمومنات یغضضن من
ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا لبعولتہن الخ امام ناصرالدین بستی رحمہ اللہ
نے قول من ابصارہم مین تین تفسیرین بیان کین ہین ایک یہ کہ لفظ من کا یہان صلہ
زائد ہی اسیلیے یہ معنی ہوسکے کہ تم اپنی آنکھین چھپاؤ اور یہ قول سعید کا ہی دوسری یہ کہ یہان جبر

مستعمل ہے اور تقدیر اوسکی یہ ہی کہ یغضوا ابصارہم عما لا یحل لہم من النظر اور یہ قتادہ کا قول ہے
تیسرے یہ کہ مضمر کا استعمال نہین ہی بلکہ مظہر کا استعمال ہی کیونکہ آنکھہ کا بند کرنا حلال سے لازم
نہین ہی بلکہ حرام سے لازم ہے اسیواسطے آنکھون کے بند کرنے مین من تبعیضیہ داخل ہوا ہے
اب یہ ترجمہ ہوا کہ اپنی آنکھون کو تمام چیزون سے نہ بند کرین بلکہ حرام چیز سے بند کرین اور یہ
ابن شجرہ کا قول ہے اور پہلی نظر معاف ہی اور دوسری نظر قصداً ہے اور حدیث مین ہے کہ
ای اولاد آدم پہلی نظر تجھکو معاف ہی پہر دوسری نظر کا کیا حال ہی جصاص رحمہ اللہ نے
کہا کہ پہلی نظر اگر بھول سے ہو تو معاف ہی ورنہ پہلی اور دوسری برابر ہے اور قول ویحفظوا فروجہم
ای لیعفوا یعنی حرام سے بچے رہین اسواسطے کہ لیعفوا تعفیف سے ہے اور معنی تعفیف کے پاکدامنی
ہی اور پاکدامنی اوسی کو کہتے ہین جو فعل حرام سے بچے اور یہی وجہ ہی کہ من تبعیضیہ اسپر داخل
نہین ہوا اور ابو العالیہ نے کہا ہی کہ فرج کی نگہبانی آنکھون سے فرض ہی تا ظاہر ہو فائدہ
اسجگہ فرج سے مراد ستر ہی نہ زنا اور عبادہ بن صامت رضہ روایت کرتے ہین حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا اضمنوا ستا من انفسکم ضمنت لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم
واوفوا اذا وعدتم واذوا اما ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم وکفوا ایدیکم یعنی تم لوگ چھہ
چیزون کا ذمہ کرو تو مین بھی تمہارے واسطے ضامن ہونگا ایک یہ کہ جب تم بولو سچ بولو
دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو پورا کرو تیسرے یہ کہ امانت کو ادا کرو چوتھے یہ کہ اپنے ستر کو
بچاؤ پانچوین یہ کہ اپنی آنکھون کو حرام کے دیکھنے سے بند کرو چھٹے یہ کہ اپنے ہاتھون کو فعل
منہی کرنے سے روکو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہی کہ النظر الی محاسن
المرأۃ سہم من سہام ابلیس مسموم فمن رد بصرہ ابتغاء ثواب اللہ تعالی بدلہ اللہ تعالی بذلک
عبادۃ تسرہ یعنی عورت خوبصورت کیطرف دیکھنا ایک تیر زہردار ہی تیر شیطان سے
پس جسنے نظر پہیری واسطے چاہنے ثواب کے تو اللہ تعالی اوسکو بدلہ دیگا ساتھہ ایسی عبادت کے
جو اوسکو خوش اور مسرور کریگی اور ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ یتسا رجل یصلی اذا مرت بہ امرأۃ فنظر الیہا واتبعہا [illegible] عیناہ
الزینۃ ما تتزین بہ المرأۃ من الثیاب والحلی ونحوہما یعنی زینت اوسکو کہتے ہین کہ جسسے [illegible]

اپنے کو کپڑے اور زیور وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کرے قال اللہ تعالی خذوا زینتکم عند کل مسجد اور کسی شاعر نے کہا کہ ؎ یا خذنی زینتہن احسن ما تری ٭ واذا اعطلن فہن غیر عواطل ٭ اور ظاہری زینت کا چھپانا واجب نہین ہی اور اوسکی طرف دیکھنا حرام بھی نہین ہی کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ الا ما ظہر منہا اور اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ زینت ظاہری کپڑا اور لباس ہی اور یہ ابن مسعود کا قول ہی دوسرے یہ کہ زینت ظاہری سرمہ لگانا اور انگوٹھی پہننا ہے اور یہ ابن عباس اور مسعود ابن مخرمہ کا قول ہے تیسرے یہ کہ زینت ظاہری مُنھ اور ہتھیلیان ہین اور یہ سعید بن جبیر اور حسن کا قول ہی۔ لیکن زینت باطنی پس ابن مسعود نے کہا ہی کہ گوشوارہ اور ہار اور بازوبند اور خلخال زینت باطنی ہین اور کنگن مین اختلاف ہی عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کنگن زینت باطنی ہے اسواسطے کہ یہ دونو کف سے تجاوز کئے ہوئے ہین لیکن خضاب پس یہ اگر دونون ہتھیلیون مین ہی تو زینت ظاہری ہی اور اگر دونون قدمون مین ہی تو زینت باطنی ہی اور اوسکی طرف دیکھنا غیرونکو حرام ہی نہ محرمون کو جیسا کہ مروی ہے کہ جناب امام حسنین رضی اللہ عنہما اپنی ہمشیرہ ام کلثوم کے پاس جایا کرتے تھے دراںحالیکہ وہ کنگھی کرتی رہتی تھین اور یہ دلیل ہی واسطے محرمون کے جواز کی اور صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے گمان کیا ہی کہ زینت ظاہری دنیا ہی اوسپر بھروسا اور امید نہ رکھنا چاہیے اور نہ اوسپر فخر کرنا چاہیے اور یہ بھی کہا ہی کہ وہ طاعت ظاہری اور طاعت باطنی ہی حالانکہ دونون تاویل بعیدہ ہین اور جصاص رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ میرے اصحاب رحمہ اللہ نے اس سے ہتھیلیان اور مُنھ مراد لیا ہی کیونکہ سرمہ زینت مُنھ سے ہی اور انگشتری زینت ہتھیلیون سے پس جبکہ مُنھ کی زینت دیکھنا مباح ہوا تو مُنھ بھی دیکھنا مباح ہوا اور اسیطرح سے ہتھیلیان پس اسنے اس بات پر دلالت کی کہ عورتون کو مُنھ اور ہتھیلیان کھولکر نماز پڑھنا درست ہی اسواسطے کہ اگر یہ ستر قرار دیا جاتا تو اسکو کھولکر نماز پڑھنا جائز نہوتا کتاب الاستحسان مین فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مجکو اس مسئلہ مین شک تہا کہ عورت نماز پڑھتی ہو اور پشت پا اوسکا کھلا ہو تو آیا نماز جائز ہے یا نہین یہانتک کہ مینے ایک روایت حسن رحمہ اللہ سے پائی کہ وہ روایت کرتے ہین امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ سے کہ نماز اوسکی جائز ہی

اور اس قیاس پر جائز ہے اوسکے پشت پا کی طرف دیکھنا اگر ساتھہ شہوت کے نہو اور
جب اوسکے ساتھہ نکاح کرنا چاہے تو اوسکو دیکھنا جائز ہے اگرچہ ساتھہ شہوت کے ہو اور
اسیطرح وقت علاج کے اور اسکی تصریح ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور مغیرہ بن شعبہ رضہ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوس عورت کے بارہ مین سوال کیا کہ جس سے
نکاح کرنا چاہتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اوسکو دیکھتے
تو بہتر تھا کہ محبت اور الفت تم مین ہوجاتی اور یہ قول کہ ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن یعنی
اپنی نقاب اور چادر کو اپنے سینہ پر ڈالین خمر کے معنی مقنعہ اور نقاب اور چادر کے ہین
کہا گیا ہے کہ اوسوقت مین عورتون کے کرتے کا گلا ڈھیلا ہوتا تھا کہ جس سے اونکا سینہ معلوم
ہوتا تھا اور اونکو خمار کا ڈالنا اپنے سینہ پر واسطے چھپانے کے حکم ہوا اور لفظ جیوب سے
سینہ مراد لینا کنایۃً ہے اسواسطے کہ وہ اوسپر پہنا جاتا ہے اور قول ولایبدین زینتہن
الا لبعولتہن یعنی زینت کا ظاہر کرنا اپنے شوہر کے واسطے جائز ہے اگر وہ خواہش اور استدعا
کرے اسواسطے کہ اسمین آپس مین محبت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اون عورتون پر لعنت کی ہے جو کبھی منہدی نہین لگاتی ہین اور نہ سرمہ
لگاتی ہین اور اون عورتون پر جو کہ موفہ اور مغلہ ہین موفہ اوسکو کہتے ہین کہ جب شوہر
اوسکو مباشرت کے واسطے بلائے تو وہ بہانہ کرے اور کہے کہ اب آتی ہون اور مغلہ
اوسکو کہتے ہین کہ جب شوہر اوسکو مباشرت کے واسطے طلب کرے تو وہ کہے کہ مین
حائضہ ہون حالانکہ ایسا نہین ہے اور اون عورتون پر جو کہ حائضہ اور معوضہ ہین حائضہ
اوسکو کہتے ہین جو حیض سے ہو اور شوہر کو خبر نکرے یہانتک کہ شوہر اوسکے ساتھہ مجامعت
کرے اور معوضہ اوسکو کہتے ہین کہ جو حائضہ ہونے کا دعوی کرے تا شوہر کی قربت سے
بچے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قول ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن اسبات پر دلالت
کرتا ہے کہ عورت کا سینہ وغیرہ ستر ہے اجنبی کو اسکی طرف دیکھنا نہین جائز ہے اور قول
ولایبدین زینتہن الا ما ظہر منہا مقتضی ہے وہ پر اباحت ظاہر کرنے زینت ظاہری کے
اور وہ زینت ظاہری منہ اور ہاتھہ ہین اور یہ قول کہ ولایبدین زینتہن الا لبعولتہن اوکہ

آبائہن الخ متقضی ہی اباحت کا واسطے دیکھنے مذکورین کی طرف زینت باطنی کے اور ابراہیم
رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ کان اور سر دیکھنا درست ہی اور ابوبکر رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کان
اور سر کی کوئی خصوصیت نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے واسطے زینت کے کوئی مقام
خاص نہین کیا ہی اور اللہ تعالی نے درمیان شوہر اور باپ کے برابری کا درجہ رکھا ہے
تو اسنے تقضا کیا عموما اباحت نظر کو طرف موضع زینت کے اور جبکہ اللہ تعالی نے ساتھہ
باپ کے ذوی المحارم کو اور اونکو کہ جنسے نکاح کرنا حرام ہی بیان کیا تو اسنے اسبات پر
دلالت کی کہ جو لوگ کہ حرمت کے مرتبہ مین ہین اونکا حکم بھی ایسا ہی ہے جیسے داماد
اور خسر اور محرمات رضاعی اور مثل انکے اور یہ تحریم مقصود اور مخصوص ہی ساتھہ عورتون
حرائر کے اونکے محارم سے اسواسطے کہ اجنبی کو چھوکری کے بالونکی طرف دیکھنے مین کوئی
اختلاف نہین ہی اور عمر رض سے مروی ہے کہ آپ چھوکریون پر سر کے چھپانے سے تعزیر
جاری کرتے تھے اسواسطے کہ اسمین مشابہت ہی ساتھہ عورت آزاد کے اور چھوکری کا
مرد اجنبی کے ساتھہ سفر کرنا درست ہی اسواسطے تمام آدمی اجنبی واسطے چھوکری کے مثل
ذوی الارحام کے ہین اور ساتھہ ذوی الارحام کے عورت حرائرہ اور آزاد کو سفر کرنا
جائز ہے اور مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لایحل لامرأة تومن باللہ
والیوم الآخر ان تسافر سفرا فوق ثلثة ایام الا مع ذی رحم محرم او زوج یعنی اوس عورت کو
کہ جو اللہ اور دن قیامت پر ایمان لائی ہے نہین حلال ہی کہ زیادہ تین روز سے سفر
کرے مگر ساتھہ مرد محرم یا شوہر کے پس جبکہ چھوکری کو ساتھہ مرد غیر محرم کے سفر کرنا جائز ہے
تو ہمنے جانا کہ وہ واسطے محرم کے مثل حرہ کے ہی اور اوسکی طرف دیکھنا مباح ہی اور اسمین
کہا گیا ہی کہ آیت مخصوص ہی مردون ہی کے دیکھنے مین نہ عورتون کے اسواسطے کہ عورتونکو
دیکھنا عورت کیطرف اوسیقدر جائز ہے کہ مردونکو دیکھنا طرف مردونکے یعنی ناف سے سر
تک نہ ناف سے گھٹنون تک اور قول اللہ تعالی کا ہی او نسائہن او ما ملکت ایمانہن والتابعین
غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء اسی بنا پر عورتونکو حلال
نہین ہی کہ سامنے عورت مشرکہ کے ننگی ہو مگر اوس حالت مین کہ عورت مشرکہ چھوکری ہو

اور ما ملکت ایمانکم میں ابن عباسؓ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہؓ نے تادیل کی
ہی کہ غلام مملوک کو اپنی عورت مالکہ کے بالوں کی طرف دیکھنا جائز ہی اور ابن مسعود اور مجاہد اور حسن
اور حسین اور ابن سیرین اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نہیں جائز ہی اور یہی
مذہب ہی ہمارے اصحابؒ کا مگر ذو رحم محرم عورت کا اور تادیل کی ہی قول وما ملکت
ایمانکن کی جھوکریوں پر کیونکہ غلام اور آزاد حرمت میں برابر ہیں اور کہا کہ عورتونکے خاص
کرنے کا فائدہ قولہ تعالے او نسائهن میں یہ ہی کہ جو لوگ کہ پہلے ذکر ہو چکے ہیں وہ مرد ہیں
پس کوئی گمان کرنے والا گمان کر سکتا تھا کہ اسکے ساتھ مرد ہی مخصوص ہیں جبکہ وہ لوگ محارم
ہوں کیونکہ اباحت نظر ان مواضع میں واسطے عورتوں کے برابر ہے خواہ وہ
محرم ہوں یا غیر محرم پھر اسپر عطف کیا اماء کا ساتھ قول وما ملکت ایمانهن کے تا اسبات کا
گمان نہو کہ اباحت عورت حرہ ہی پر مقصور اور مخصوص ہی نہ اماء پر جیسا کہ قولہ تعالے
فانکحوا الایامی مقصور تھا حرائر پر نہ اماء پر اور قولہ تعالی شهیدین من رجالکم میں لفظ رجال
محمول ہی مرد آزاد پر بسبب منسوب ہونے انکے میری طرف اور اسیطرح سے قول اللہ تعالی کا
او نسائهن عورت حرہ پر پھر اسپر اماء کو عطف کیا پس انکے واسطے بھی مباح ہوا مانند اباحت
حرائر کے اور قولہ تعالی والتابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال میں حضرت ابن عباس
اور قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ تابع وہ ہی جو بسبب تمہاری پیروی اور کچھ ملنے کے
کے کھانا پاوے اور اوسکو عورتوں کی کچھ حاجت نہو جصاص رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ آیتمین
آٹھ وجہیں ہیں ایک یہ کہ تابع سے مراد چھوٹا اور کم عمر ہے کہ بسبب صغر سنی کے عورتوں کی
حاجت نرکھتا ہو اور یہ ابن زید کا قول ہی دوسری موافق روایت ابن عباسؓ کے یعنی تابع
وہ ہی کہ جس سے عورت حیا اور شرم نہ کرے تیسری موافق قول عکرمہ کے یعنی تابع عنین اور
نامرد کو کہتے ہیں چوتھی موافق قول مجاہد اور عطاء اور طاؤس اور حسن کے کہ مراد اس سے
احمق اور بیوقوف ہی پانچویں موافق قول بعضوں کے کہ مراد اس سے وہ احمق اور بیوقوف
ہی کہ جسکو حاجت عورت کی نہو اور یہ قتادہ کا قول ہی چھٹی مراد اس سے مجنون اور دیوانہ
ہی کہ کسی سبب سے اوسکو احتیاج عورت کی نہو اور یہ قول ماثور ہے ساتویں یہ کہ اوس سے

مراد بوڑہا آدمی ہی اور یہ یزید بن حبیب کا قول ہی آٹھوین یہ کہ تابع سے مراد وہ شخص ہی
کہ سوای سیری شکم کے دوسرے کسی کام کا فکر اور اندیشہ نرکھتا ہو اور یہ مجاہد کا قول ہے
حضرت عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے کہ ایک مخنث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیون کے
مکانون مین ہمیشہ آیا کرتا تھا اور وہ سب اوسکو غیر اولی الاربہ جانتی تھین پس ایکبرتبہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے
پاس نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ عورتون کے حالات سی واقف ہی پس ہمون نے اوس سے
پردہ کرلیا اور ام سلمہ رض سے مروی ہے کہ ایکمرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس
تشریف لائے اور ایک مخنث میرے بھائی عبداللہ سے باتین کرتا تھا کہ ای عبداللہ اگر
اللہ تعالی نے طائف پر ہملوگون کو فتحمندی دی تو غیلان کی بیٹی کے حالات سی تمکو آگاہ
کرونگا کہ وہ سامنے چار کے آتی ہے اور سامنے آٹھ کے جاتی ہے پس اوسکی یہ بات سنکر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عورتون کے حالات جانتا ہے تم لوگون کے پاس
نہ آیا کرے اسواسطے کہ یہ اولی الاربہ ہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جو مخنث کہ غیر اولی الاربہ ہو
اوسکا مکان مین آنا مباح ہی اور اس سی پہچان اولی الاربہ اور غیر اولی الاربہ کی بھی ثابت
ہوئی کہ جو مخنث عورتون کے احوال اور اوصاف سی آگاہ نہو وہ غیر اولی الاربہ ہی اور جو
واقف ہو وہ اولی الاربہ ہی اور لفظ اربہ کے معنی مین اختلاف ہی اور اربہ ماخوذ ہی ارب سے
اور معنی اسکے حاجت کے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکے معنی عقل کے ہین اور فقیہ رحمہ اللہ نے
کہاہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے مین بیبیونکا بوسہ
لیتے تھے حالانکہ آپ واسطے حاجت کے تمسے زیادہ قادر تھے اور قولہ تعالی اوالطفل الذین لم
یظہروا علی عورات النساء مین تین وجہین ہین ایک یہ کہ عورت کے ستر سے لبسبب نہونے
شہوت کے مطلع نہین ہوتے ہین دوسری یہ کہ عورتون کے ستر کو لبسبب عدم تمیز اور عقل کے
نہین پہچانتے ہین تیسری یہ کہ جماع کی طاقت نہین رکھتے ہین لیکن بوڑہا آدمی پس اگر
اوسمین شہوت باقی ہی تو حکم اوسکا حکم جوان کا ہی ورنہ اوسکو زینت باطنہ کیطرف دیکھنے
مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بعضے کتب مین مین نے دیکھا ہی کہ ایکبرتبہ معاویہ عجمی کی گھر مین داخل ہو

ہوے اور اونکے ساتھ ایک شخص خصی یعنے نامرد تھا پس اوسکو اونکی بی بی نے دیکھکر پردہ کر لیا معاویہؓ نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہی یہ شخص مثل عورت کے ہے پس اونکی بی بی نے جواب دیا کہ کیا مثلہ کو اللہ تعالی نے عورت اجنبیہ کیطرف دیکھنا حلال کیا ہی پس معاویہؓ اونکی دانائی اور بینائی سے متعجب ہوئے اور عورت کو عورت اسواسطے کہتے ہین کہ وہ ماخوذ ہی عورت سے جسکے معنے بجی کے ہین اسواسطے کہ اسسے چشم پوشی کرنا واجب ہی اور قولہ تعالی ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن کی تفسیر مین قتادہؓ نے کہا کہ عورتین چلنے کے وقت اپنے پانون کو زور سے زمین پر مارتی تھین تا کہ اونکی خلخال سے آواز نکلے پس یہ آیت نازل ہوئی اور اسطرح چلنے سے منع کی گئین اسواسطے کہ یہ معنی مین تبرج اور زینت اور خود آرائی کے ہی اسی سبب سے منع کیا گیا ہی کہ ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی شیخ ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت اوپر چند معانی کے دلالت کرتی ہی ایک یہ کہ جبکہ آواز زیور کی پوشیدہ کرنے کی ممانعت ہی تو عورتونکو اپنی آواز پوشیدہ کرنیکی بدرجہ اولی ممانعت ہوگی اور قول دلالت کرتا ہے ساتھ صحت قول کے بناپر قیاس جلی کے خفی پر اور یہی سبب ہی کہ عورتون کو آواز بلند کرنا بولنےکے وقت منع ہی کیونکہ یہ واسطے فتنہ کے آواز گھنگرو سے بہت قریب ہی اور اسیواسطے ہمارے اصحاب رحمھم اللہ نے عورت کا اذان دینا مکروہ جانا ہے اور دلالت کرتا ہی اوپر منع ہونے نظر شاہدون کے انکے منہ کی طرف جسوقت کہ زینت کئی ہون اسواسطے کہ یہ سبب ہی فتنہ اور فساد کا واللہ اعلم۔

چوبیسوان باب اوس شخص کی احتساب مین جو چھوٹی قبر بناکر کعبہ کی مقبرہ سے مشابہت دے

کفایہ شعبیہ کے باب التراویح مین مذکور ہے کہ ایک قوم بصورت حجاج کے واسطے زیارت کرنے بیت المقدس کے نکلی تھی پس اونکو حضرت عمرؓ نے لوٹایا اور درہ سے مارا اور فرمایا کہ کیا تم بیت المقدس کو مثل بیت اللہ اور مسجد الحرام کے بنایا چاہتے ہو اور سبب درے مارنے اور لوٹا دینے کا اونکے یہ تھا کہ وہ لوگ ایک نیا کام کرتے تھے اور دار الاسلام مین نیا کام کرنا کسیکو جائز نہین ہی

پچیسوان باب گھرون مین تصویر رکھنے کے احتساب مین

جو شخص اپنے گھر کو تصویرون سے آراستہ کرے اوسپر احتساب کرنا درست ہی کیونکہ یہ امر فرشتون کو گھر مین آنے سے باز رکھتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اوس گھر مین نہین آتے ہین کہ جسمین تصویر یا کتا ہو اور گھر کو ایسی صورتون سے آراستہ کرنے مین کہ جو صورت کسی جاندار کی نہین ہے کچھ مضائقہ نہین ہی اور قولہ تعالی یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل مین کہا گیا ہی کہ وہ غیر جاندار کی تھین اور ملتقط ناصری مین ہے کہ اگر کسی نے کسی کے گھر کو گرا دیا کہ جسمین ہر قسم کی تصویرین مثل آدمی اور حیوان اور چڑیون کے رنگ سے بنی ہوئی تھین تو اوسکو مکان اور رنگ کی قیمت دینی چاہیے

چھبیسوان باب احتساب مین درہم و دینار وغیرہ کے

ملتقط ناصری مین امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کو پوشیدہ غیر ٹکسال مین سکہ بنانا نچاہیے مسئلہ جس درہم پر کوئی صورت قرآن مجید کی لکھی ہو تو جنب کو اوسکا چھونا اور کسیکو اوسپر قدم رکھنا نہ چاہیے کیونکہ وہ مثل مصحف کے ہے مگر وہ درہم کہ ہمیانی مین رکھے ہون کیونکہ وہ مثل غلاف کے ہی اور ہمیانی کا چھونا جائز ہے لیکن نیچے قدم کے رکھنا کسی صورت سے جائز نہین ہی جیسا کہ قرآن مجید کا غلاف نیچے قدم کے رکھنا جائز نہین ہی پہر اگر کہا جاوے کہ فتاوی مین مذکور ہی کہ جسطرح سے واسطے نگہبانی کے مصحف کو یا کتاب کو نیچے سر کے رکھنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اسی طرح اسکے رکھنے مین بھی کچھ مضائقہ نہین ہم کہینگے کہ نگہبانی اوسکی خواب کیوقت ضروری ہے اور سر کا رکھنا اہانت کیواسطے نہین ہی بخلاف قدم کے کہ اسمین اہانت ہی پس جو شخص کہ ہمیانی درہم کو زیر قدم رکھے وہ مستوجب احتساب ہی اسواسطے کہ اوسمین حروف لکھے ہوئے کی اہانت ہی مسئلہ قوۃ القلوب مین مذکور ہے کہ اشرفی ناقص کے ساتھ معاملہ کرنا مکروہ ہی اور اسیطرح وہ اشرفی کہ جسکی چاندی مجہول یا ملی ہو ساتھ غیر چاندی کے یا جسکی قیمت معلوم نہو اور بعضے متقدمین مثل ثوری اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن ورد مکی اور ابن المبارک اور بشیر بن حارث اور معافی بن عمران کے اسمین شدت اور تاکید کرتے تھے اور اسکو حرام کہتے تھے اور کہا گیا ہی کہ ہر اشرفی ناقص کہ جسکو مالک اوسکا خرچ کرے اوسکے

نامۂ اعمال مین لکھی ہوگی اور اوسکے ہر ذرہ کے عوض مین پانچہزار گناہ لکھے ہونگے
اور ذرہ ہبا کو کہتے ہین جو شعاع آفتاب مین نظر آتا ہی اور بعضے مجاہدین فی سبیل اللہ
سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہمارے پاس اوسکا چارہ
نہ تھا پس اثنای راہ مین ایک آدمی گھانس بیچتے ہوئے ملا ہمنے چاہا کہ گھانس واسطے
گھوڑے کے خرید کرین کہ گھوڑا میرا وہانسے بھاگ گیا پھر اثنای راہ مین ایک آدمی ملا
پھر مین نے چاہا کہ گھانس اوسکے واسطے خریدون پھر گھوڑے نے ویسا ہی کیا تین بار
چوتھی مرتبہ ایک شخص ملا اور اوس سے ہمنے گھانس لے لی اور تھک کر مین سو گیا
تو خواب دیکھتا ہون کہ سامنے میرے گھوڑا آیا ہے اور کہتا ہی کہ قسم خدا تعالی کی جب
تمنے بعوض اشرفی ناقص کے گھانس خریدنا چاہا تو مین تین مرتبہ بھاگتا گیا حتی کہ مجکو
مجبور کرکے گھانس خرید ہی لی اور یہ منع ہے پس مین خواب سے چونک پڑا اور جلدی
سے گھسیارے کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ جو اشرفی عوض مین گھانس کے مین نے
تجھے دی ہی مجکو پھیر دے اسواسطے کہ وہ ناقص اور کھوٹی ہے اور عبد الوہاب رحمہ اللہ
نے کہا ہی کہ ہمنے بشیر سے پوچھا کہ ناقص اشرفی کے لینے دینے مین آپ کیا فرماتے ہین
اونھون نے کہا کہ ہمنے معالی سے اور اونھون نے ثوری رحمہ سے پوچھا تھا کہ حرام ہے اور
امام احمد نے کہا ہی کہ معاملہ کرنا ساتھ ناقص اشرفیون کے حرام ہے اور بعض علما کہتے
ہین کہ ناقص اشرفی اپنے مصرف اور خرچ مین لانا بدعت ہی اور بری رسم کا ظاہر کرنا
اور مسلمانون کے مال کو فاسد کرنا ہی اور اسکا گناہ اوسکے مرنے کے بعد سو برس تک
ہوگا بلکہ زیادہ جبتک کہ وہ اشرفی ناقص لوگونکے پاس پھرا کریگی اور یہ بھی کہا ہے کہ
خرچ کرنے والا قصداً زیادہ گنہگار ہی اوس شخص سے کہ جو ناواقف ہو اسواسطے کہ پہلے
اسنے قصداً اور جانکر یہ فعل کیا اور دوسرا خطا کار ہے اور حقوق مین بندون کے خطا
کرنا معاف ہی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جسکے پاس ناقص اشرفی ہو اوسکو لازم ہی کہ پھینکدے
اسواسطے کہ وہ مثل صدقے اور خیرات کے ہی اور نماز اور روزہ سے افضل ہی اور ہرگز
اوسکو خرچ نہ کرے تا اس وبال سے بچے اور کتاب الذخیرہ کے باب الصرف مین مذکور ہی کہ

کو برابر ستوقہ یعنی ناقص اشرفی کے خرید و فروخت کرنا کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ پہلے سے اوسکو آگاہ
کر دیوے اور میرے نزدیک حق یہ ہی کہ بادشاہ ایسی اشرفی کو قطع کرا دیوے اور توڑوا ڈالے
تاکہ وہ کسی ایسے آدمی کے ہاتھ مین نہ آوے کہ جو اوسکے حال سے کسیکو آگاہ نکرے اور
ناحق یہ وبال اپنی گردن پر لے اور کسیکو ناقص اشرفی اور نبہرجہ اور ستوقہ اور مزلیفہ
اور نکلہ اور تجارۃ یہ دینا باوجود ظاہر کرنے اوسکے حال کے مکروہ ہی اور وقت لینے کے
اوسکا ظاہر کر دینا جائز ہے اسواسطے کہ اوسکے خرچ کرنے مین ضرر عام ہے اور ضرر
عام مکروہ ہے اور لینے دینے والے کی رضامندی سے یہ درست نہین ہوسکتا ہے
اسواسطے کہ اسمین ناواقفون کا ضرر ہی اور فاجر اسمین فریب کر سکتا ہے اور جو چیز کہ جائز
نہین ہی تو چاہیے کہ وہ توڑی جاوے اور اگر خرچ کرے تو اوسکے صاحب کو تعزیر کیا
جاوے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ منجملہ ظلم مشہور بادشاہون کے
یہ ہی کہ وہ اپنے زمانہ مین سکہ بناتے ہین اور اوسکو لوگون مین زیادہ قیمت پر رواج
دیتے ہین پھر جب اونکا زمانہ گذر جاتا ہی تو وہ اپنی اصل قیمت پر بکتا ہی اور اسمین عوام
کا نقصان ہوتا ہی تو وہ لوگ قیامت کے دن بادشاہون کے اس ظلم پر مخاصمہ اور
مواخذہ کرنیکے مستحق ہونگے اور منقول ہی کہ حجاج سے سوال کیا گیا کہ تمکو کس عمل سے
امید نجات کی ہی تو اونھون نے بہت چیزونکو بیان کیا منجملہ اونکے ایک یہ ہی کہ ہمنے لوگون پر
نقودکو فاسد کیا واللہ اعلم۔

ستائیسوان باب اہل ذمہ کے احتساب مین

ملتقط ناصری مین ہی کہ اہل اسلام کو نچاہیے کہ مشرکین کو بربط بجانے دین اور اوسپر
کچھ مزاحمت نکرین امام محمد نے کہا ہی کہ جس چیز سے مسلمان منع کیے جاوین اوس سے مشرکین
کو بھی منع کرنا چاہیے مگر شراب اور سور سے اور فتاوی النسفی مین ہی کہ کسی نے قوم یہود سے
سوال کیا کہ اونھون نے کوئی گھر یا باغ شہر مین مسلمانون سے خریدا تھا اور اپنا مقبرہ
بنایا تھا تو آیا اس سے اونکو منع کرنا جائز ہے یا نہین پس جواب دیا کہ منع کرنا جائز
نہین ہی کیونکہ یہ اوسکے مالک ہو چکے ہین جسطور سے چاہین اوسمین تصرف کرین اور

اگر اوسمین مسجد بنانا چاہین منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اظہار انکی بطالت اور اشتہار ضلالت کا ہی اور مذلت اسلام اور مسلمانون کی ہی اور مقبرہ بنانے مین کچہ ضرر نہین ہی اور کافر کو قرآن مجید چہونا جائز نہین ہی اور ظہیریۃ مین ہی کہ کافر اگر بعد غسل کے قرآن مجید چہوے تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہے کہ سیر کبیر مین امام محمدؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لاخصاء فی الاسلام ولا کنیسۃ یعنی اسلام مین خصی کرنا اور کنیسہ بنانا نہین جائز ہی اور سیطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خصی کرنیکی تاویل اوسکے باب مین مروی ہے لیکن تاویل کنیسہ بنانے کے یہ ہی کہ اہل ذمہ کو جدید کنیسہ مسلمانونکے شہر مین بنانا نہین درست ہی اور اگر بنائین تو بادشاہ یا حاکم کو چاہیے کہ اوس سے منع کرے اور یہ حکم شہرون کا ہی لیکن گانون مین پس اوسمین بنانے سے منع نہ کیے جاوین بموجب ظاہر روایت کے خواہ جماعت مسلمانون کی تہوڑی ہو یا بہت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اگر اوسمین مسلمانون کی جماعت زیادہ ہو منع کیے جاوین کیونکہ وہ مثل شہر کے ہی حتی کہ وہ لوگ اظہار فروخت شراب اور سور اور بیع ربوا یعنی سود سے بہی منع کیے جاوین اور بازار مین سے ہوکر شراب اور سور لیجانے سے بہی منع کیے جاوین کیونکہ اسمین اہل اسلام کی ہتکی ہے اور یہ میری صلح اونسے اس بنا پر نہین ہی کہ وہ ہمکو سبک کرین اور سیطرح اپنی عید کے دن اگر چلیپا لگانا چاہین تو اپنے قدیمی کنیسہ مین رکہین اور شہر مین ظاہر نہ کرین اور اگر پوشیدہ نکالین تو کنارہ شہر سے ہوکر لیجاوین اور وہان ظاہر کرین یعنی جب فنا شہر سے گذر جاوین تب ظاہر کرین کیونکہ فنا شہر حکم درمیان شہر کا رکہتا ہی جمعہ اور عید کے قایم رکہنے مین اور شہرون مین سوا اپنے کنیسہ قدیم کے سنکہہ بجانے سے بہی منع کیے جاوین بلکہ اونکو حکم کیا جاوے کہ سنکہہ زور سے نہ بجاوین کہ آواز شہر مین پہونچے اور نکاح کرنیسے ساتہ محارم اور تمام اون لوگونکے جو دین اسلام مین حرام ہے منع کیے جاوین کیونکہ اسمین ہتکی اور خفت مسلمانونکی اور معارضہ حق کا ساتہ باطل کے ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ذمی پان کہانے سے دنکو ماہ رمضان مین منع کیے گئے ہین مسئلہ

جو کنیسہ کہ پہلے سے شہر مین واقع تھا گر گیا اور ذمیون نے اوسکو پھر ساتھہ کشادگی کی نسبت پہلے کے بنانا چاہا یا اوسکو دوسری جگہ سے بدلنا چاہا تو اس کشادگی کے ساتھہ بنانے اور بدلنے سے منع کیے جاوین اور ذمی کو مسلمانون کے شہر مین مکان خریدنے مین علمانے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہی کہ خریدنے سے منع کیے جاوین اور بعضون نے کہا ہی کہ نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اونکے خریدنے سے محلہ کی مسجد کی جماعت مین خلل نہ واقع ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر ہی تو منع کرنا چاہیے اور بشرط نہ واقع ہونے خلل کے اونے خرید لیا اور اوسمین صرف اپنے واسطے عبادتخانہ بنانا چاہا تو اوسکو اس سے بھی باز رکھنا چاہیے کیونکہ اوسمین پھر وہی خلل سابق ہی اور اگر اونے واسطے گوشہ نشینی کے حجرہ بنانا چاہا تو اس سے بھی باز رکھا جاوے کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہی کہ جس سے شہرت ہوتی ہی تو حکم اسکا مثل حکم عبادتخانہ بنانے کے ہی اور جو کنیسہ قدیمی ایسے شہر مین ہو کہ پہلے اسکے وہ گانون تہا اور اب شہر ہو گیا ہی یا وہ شہر اوپر صلح چھوڑ دینے کنیسہ کے فتح ہوا تھا تو اوس شہر مین کنیسہ بنانے سے منع نہ کیے جاوین اسواسطے کہ قول و قرار صلح کا پورا کرنا ضروری امر ہی اور اگر وہ ساتھہ غلبہ کے فتح ہوا تھا لیکن اونکا کنیسہ باعتبار اول گانون ہونے کے چھوڑ دیا گیا ہو اور اب وہ گانون ایسا شہر ہو گیا ہی کہ اوسمین حدود قائم کیجاتی ہون اور اوسمین جمعہ اور عید بھی کیجاتی ہو تو اوسمین کنیسہ بنانے سے منع کیے جاوین تا مشابہت درمیان شعار اسلام اور شعار کفار کے نہو اور جس شہر مین کہ عید اور جمعہ ادا کیا جاتا ہو اور حدود اسلام کی پابندی بھی ہو تو اوسمین علانیہ سور یا شراب داخل کرنا کافر کو نچاہیے پھر اگر ذمی نے نادانستگی سے شراب لیگیا اور امام نے اوسکو چھنوا لیا تو امام یا حاکم کو اوسکا سامان دیدینا چاہیے اور شہر سے اوسکو نکالدینا کیونکہ وہ عمداً نہین لیگیا ہی اور اوسکو تنبیہ کردینا کہ اگر تو پھر لاویگا تو تعزیر پائیگا اسواسطے کہ شراب اوسکی مذہب مین حلال ہی پس اوسکو اس بات سے تعلیم دینا اور خبردار کردینا چاہیے تا وہ پھر ایسی حرکت نکرے اور معنی نادانستگی کے یہ ہین کہ وہ اس بات کو نہ جانتا تھا کہ شہر مین مسلمانون کے شراب لیجانا چاہیے یا نہین اسیواسطے امام کو اوسکی شراب گرانا یا اوسکے سور کو مرڈالنا

درست نہین ہی اسواسطے کہ یہ چیزین اونکے نزدیک مال ہین لیکن میرے نزدیک اوسکو مارنے اور قید کرنیکی تعزیر دینا چاہیے اگر پھر اوسنے ایسا کیا اور اگر کسی مسلمان نے ذمی کی شراب کا نقصان کیا تو وہ اوسکے مال کا تاوان دے مگر جبکہ وہ حاکم یا امام ہی کہ اوسنے مصلحت دیکھکر یہ عقوبت کی یا اوسکے حکم سے کسی نے یہ کام کیا تو ضامن نہین ہی کیونکہ وہ مجتہد اور اہل رای ہی اور اپنے گانون یا شہر مین اہل ذمہ فسق و فجور مثل زنا وغیرہ کرنے سے باز رکھے جاوین اگرچہ اس بات کی صلح نہین ہوتی ہے کیونکہ یہ اونکے دین مین بھی حرام ہے اور استعمال مسکرات سے بھی منع کیے جاوین کیونکہ نشہ کی چیز کسی عقلمند کے نزدیک حلال نہین ہی اور مزامیر اور طنبور کے بیچنے سے یا راگ ظاہر کرنے سے یا ایسا فعل کرنے سے کہ جس سے مسلمان منع کیے جاتے ہین باز رکھے جاوین اور جس شخص نے انکے مزامیر کو توڑا یا انکی کسی چیز لہو لعب کو خراب کیا اوسپر تاوان نہین ہی بموجب قول صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے اور نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اوسپر تاوان ہی غرضکہ سوا شراب اور سور اور نکاح محارم اور عبادت ماسوی اللہ کے حال ذمیونکا مثل حال مسلمانونکے ہی یعنی جس جس چیز سے کہ مسلمان منع کیے جاتے ہین ذمی بھی منع کیے جاوین اور اگر اہل حرب مین سے کسی قوم نے مسلمانون سے اس بات پر صلح کرنا چاہا کہ جسوقت مسلمان میرے ملک یا زمین مین آئین اور شہر آباد کرین تو کنیسہ و معبد کے بنانے اور شراب اور سور وغیرہ کے فروخت کرنے اور ظاہر کرنے سے مجکو منع نہ کرین تو مسلمانون کو اونکے عہد و پیمان پر صلح کرنا نچاہیے اور اگر صلح کرلی تو مسلمانونکو عہد و پیمان صلح کا توڑ دینا چاہیے اسواسطے کہ یہ صلح خلاف شرع ہی اور اسطرح اگر صلحنامہ مین اظہار زنا اور اجارۂ زانیات علانیہ کی شرط کرین تو ہرگز ایسی صلح کو قبول نہ کرین اسواسطے کہ اسکا وفا کرنا جائز نہین ہی جیسا کہ اوپر گذرا اور سیر ملتقط مین ہی کہ اہل ذمہ کو سلام کے جواب دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن اوسمین علیک سے زیادہ کرنا نچاہیے اور اگر ذمی سے کچھ حاجت رکھتا ہو تو سلام کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور ذمی سے مصافحہ کرنا مکروہ ہی پس اگر کہا جاوے کہ بسبب شرکت ذمی کے مسلمان پر احتساب کیا جاوے یا نہین تو ہم کہینگے کہ شرح طحاوی مین منقول ہی کہ اوسپر

احتساب کرنے مین کچھ حرج نہین ہی لیکن شرکت مفاوضہ مین اسواسطے احتساب ہی کہ وہ درمیان مسلمان اور ذمی کے نہین جائز ہے پس اوسپر احتساب کرنا واسطے دفع کرنے تصرف فاسد کے ہی لیکن شرکت عیال مین اسواسطے ہی کہ وہ درمیان مسلمان اور ذمی کے مکروہ ہی اور اسپر احتساب کرنا واسطے دفع کرنے کے مکروہ ہے

اٹھائیسوان باب مسافرون کے احتساب مین

مسئلہ مصحف یا دوسری کتب شرعیہ کو خرجی وغیرہ مین رکھکر چارپایہ پر باندہنا اور اوسپر سوار ہونا مکروہ نہین ہی اگر کوئی دوسرا کپڑا درمیان اپنے اور درمیان خرجی کے حایل کرلے اسواسطے کہ بیٹھنا اوسکا کپڑے وغیرہ پر ہی نہ خرجی پر کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ مصحف نیچے گھر مین رکھا ہوتا ہی اور اوسکی چھت پر سونا جائز رکھا ہی پس اسیطرح یہان بھی حکم ہی اور کاش اگر اوسکے اوپر کوئی کپڑا بھی نہو تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ اوسکا قصد حفاظت ہی نہ اہانت اور اسیطرح جیسے مصحف کو خرجی یا گٹھری مین رکھکر اوسپر بیٹھنا واسطے حفاظت کے کچھ مضائقہ نہین رکھتا ہے مسئلہ عورت کے ساتھ سفر کرنے مین دو صورتین ہین یا وہ عورت محرم ہی یا غیر محرم اگر وہ عورت محرم ہی پس اگر جانبین شہوت سے بیخوف ہون تو اوسکے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور اگر دونون جانب سے شہوت کا خوف ہو یا ایک جانب سے تو جائز نہین ہی لیکن غیر محرم پس اگر وہ حرہ اور آزاد ہی تو اوسکے ساتھ تنہائی مین باتین کرنا یا اوسکے ساتھ سفر کرنا حلال نہین ہی اور اگر وہ مملوکہ اور چھوکری ہے تو بعضون نے کہا ہی کہ اوسکے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور بعضون نے کہا ہی کہ نہین جائز ہی پھر جن لوگون نے کہ جائز رکھا ہی اونکے بیچ بھی اختلاف ہی کہ آیا اوسکو اوتارنا اور چڑہانا جائز ہے یا نہین جبکہ دونون شہوت سے بیخوف ہون تو اس صورت مین بعضون نے کہا ہی کہ نہین جائز ہی شاید اوسوقت مین شہوت ہو جاوے اور بعضون نے کہا ہی کہ بسبب درپیش ہونے سفر کے جائز ہے مسئلہ ذمی اگر کسی مسلمان سے راستہ بیعہ اور کنیسہ کا دریافت کرے تو مسلمان کو راستہ بتانا نچاہئیے اسلیے کہ یہ معصیت اور گناہ پر اعانت کرنی ہی اور اگر ذمی مندر سے آتے وقت گھر کا راستہ پوچھتا ہو تو اوسکے بتانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی مسئلہ جو شخص سفر حج یا جہاد مین

فجار کی صحبت مین مبتلا ہو تو بسبب اونکی صحبت کی طاعت کو ترک نہ کرے لیکن اوسکی
صحبت کو اپنے دلمین مکروہ جانے اور اوس سے راضی نہو تاکہ شاید فاسق اسکے کراہت
دلی کی برکت سے توبہ کرے جیسا کہ ایک حکایت کفایہ شعبی مین منقول ہے کہ حاتم اور شقیق
رحمہم اللہ ایک مرتبہ سفر کو نکلے اور ایک بڈہا فاسق جو راہ مین مزامیر اور باجا بجاتا اور
گاتا ہوا جاتا تھا اونکے ساتھ ہولیا اور حاتم اسبات کے منتظر تھے کہ شقیق اسکو منع
کرینگے پھر جبکہ راستہ تمام ہوا اور چاہا کہ اس سے جدا ہون تو اوس بڈہے فاسق نے اون
حضرات سے کہا کہ مین نے آجتک تمسا کوئی آدمی نہ دیکھا کہ ہمنے تم لوگون کے سامنے سفر
گایا اور بجایا لیکن ذرہ برابر بھی تملوگ مخاطب نہوے پس حاتم رحمہ اللہ نے کہا کہ ای بڈہے
اپنی تقصیر کی عذر خواہی انکے سامنے کر کہ یہ شقیق ہین اور مین حاتم ہون پس اوسنے توبہ
کی اور اپنے گانے بجانے کے آلات کو توڑ ڈالا اور انکا شاگرد ہو کر انکے خدمت مین رہ
رہنے لگا پس شقیق نے حاتم سے کہا کہ تمنے مردون کے صبر کو دیکھا کہ اسکا ثمرہ کیا ہوا اور
فقیہ ابو اللیث رحمہ نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہے کہ آدمی کو قضاء حاجت کرنا راستہ مین
یا نہر کے چبوترہ پر یا درخت پھلدار یا سایہ دار کے نیچے کہ آدمی اوسکے سایہ مین بیٹھتے
اور آرام کرتے ہون مکروہ ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
من قضی حاجتہ تحت شجرۃ مثمرۃ او شجرۃ یستظل الناس تحتہا او علی طریق عام او علی صفۃ
نہر جار فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین یعنی اوسکو پر لعنت خدا اور فرشتون اور آدمیونکی ہے

اونتیسوان باب آلات لہو ولعب کے جلانیکے احتساب مین

منجملہ اوسکے ایک یہ ہے کہ آلات لہو کا جلانا عیدگاہ مین عید کے روز
مکروہ ہے اسواسطے کہ مسجد اس کام کے واسطے نہین بنائی گئی ہے اور اگر محتسب نے اوس
شخص کے مال کو جلا دیا جو شاہراہ مین بیچتا ہے تو اوسپر اوسکے مال کا تاوان ہے مگر اوسوقت
نہین اوسپر کچھ تاوان نہین ہے جبکہ اوسمین کوئی فساد یا مصلحت دیکھے اور اسکا تمام بیان
احتساب طریق مین ہے اور شراب فروش کے مکان کو جلانے سے بھی اوسپر کچھ تاوان
نہین ہے جبکہ کسیطرح نہین مانتا ہو پھر اگر کہا جاوے کہ عید اسے لفظ کو

ساتھ جلانے مزامیر کے کیون خاص کیا ہی پس اوسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ بسبب چند وجوہ کے ہی ایک یہ کہ بعض لوگون نے گمان کیا ہی کہ عید کے روز دف بجانا یا دف بگانا جائز ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رض سے مروی ہی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور دو لڑکیان گا رہی تہین ہمنے اونکو منع کیا اور جھڑکی دی تو نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دو انکو آج عید کا دن ہی پس یہ حجت جواز کی ان لوگون کے ساتھ بموجب اس حدیث کے مقبول نہین ہی اسواسطے کہ یہ حدیث ساتھ اس آیت کے متروک ہی کہ من الناس من یشتری لہو الحدیث الخ پس جبکہ اس آیت سے یہ حدیث متروک ہوئی تو اہل احتساب نے جلانا آلات لہو ولعب کا اوس روز سے جائز رکھا تاکہ اونکا فعل اور اجماع اسپر دار الاسلام مین حجت قاطعہ ہو اور یہ حدیث غیر معمول بہ سمجھی جاوے دوسرے یہ کہ عید کا دن اہل صلاح اور متقیون کی خوشی کا ہی کہ جلانے سے آلات لہو ولعب کے انکا دل خوش ہوتا ہے پس اوسکا جلانا واسطے تحصیل مسرت اونکے بھی دن مقرر کیا گیا ہی تیسرے یہ کہ حجاج کے مناسک اور عبادات اسدن پانچ ہین ایک مقام منا سے جانب مسجد حرام کے جانا دوسرے طواف کرنا تیسرے سنتون کا ادا کرنا یعنی سر منڈوانا اور ناخون کٹوانا چوتھے کنکر مارنا اور پانچوین قربانی کرنا اور غیر حجاج کی پانچ عبادتین دوسری کرنا انکی موافقت سے ایک طرف عیدگاہ کے جانا بسبب موافقت اونکی کے جانے مین طرف مسجد حرام کے دوسرے نماز عید کی بسبب موافقت اونکی کے طواف مین بدلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الطواف بالبیت صلوۃ تیسرے آلات لہو کا جلانا بسبب موافقت اونکے کہ تحلیق راس وغیرہ ہے کیونکہ وہ بدعت کو دور کرتے ہین اور سنت کو قائم کرتے ہین اور یہ آلات بھی بدعت ہین اس سبب سے جلائے جاتے ہین چوتھے وقت جلانے آلات لہو کے کنکریان لڑکے لوگو نکو پھینکنا بسبب موافقت حجاج کے رمی جمار مین پانچوین ذبح کرنا بموافقت حجاج کے قربانی مین اور کتاب الحظر والاباحت مین ہی کہ کسی شخص نے جانور کے ساتھ جماع کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر وہ جانور اوسی کا ہی تو اوسکو کھا جاوے یا اوسکو ذبح کرکے جلا ڈالے اور اگر اوسکا نہو تو اوسکے مالک کو چاہیے کہ وہ جانور اوسکو دیدے اور اوسکے

بدلہ قیمت لیلے پھر وہ شخص جماع کرنے والا اوسکو ذبح کرکے جلا دے اگر وہ جانور حلال
اور ماکول نہو اور اگر حلال اور ماکول اللحم ہو تو ذبح کرے اور نہ جلا دے کہتا ہی بندہ نیک
کرے اللہ تعالے اوسکے اعمال کو کہ اصل بات جلانے آلات معصیت مین یہ قول اللہ تعالے
کا ہی کہ وانظر الی الٰہک الذی ظلت علیہ عاکفا لنحرقنہ سدی نے کہا ہی کہ موسی علیہ السلام
نے سامری کو واسطے ذبح کرنے گوسالہ کے حکم کیا پس اون لوگون نے اوسکا خون بہایا اور اوسکی گوشت
کو جلا کر راکھہ بنا کر دریا مین ڈالدیا اور اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی گئی وجہ سے ہی ایک یہ کہ
موسی علیہ السلام نے واسطے جلانے گوسالہ کے سامری کو وعید کیا کیونکہ سیاق تہدید اور
تشدید پر دلالت کرتی ہی جو قول اللہ تعالی کا ہی کہ فاذہب فان لک فی الحیوۃ ان تقول
لا مساس اور وعید کرنا نہین ہوتا ہی مگر برائی سے موعد کے تو ہوا گویا کہ سامری کو وحشت
دلانا اور رنجیدہ کرنا ہی شرعًا بلکہ عقلًا اور طبعًا واجب ہی پس اسیطرح یہان جلانا آلات لہو کا
اہل ملاہی کو وحشت دلانا اور رنجیدہ کرنا ہی دوسرے یہ کہ سامری کو واسطے جلانے
گوسالے کے وعید کیا اگر یہ شرعی نہوتا تو کیون اوسکے ساتھہ وعید کرتے تیسرے یہ کہ
موسی علیہ السلام کا گوسالہ کو جلانا سنت موسوی ہی اور وہ سنت میرے واسطے بھی جائز
ہی کیونکہ جو چیز کہ امتہاے گذشتہ کو مشروع اور جائز تھی میرے واسطے بھی جائز رکھی گئی ہے
مگر جو کہ منسوخ ہوگئی ہے وہ نہین جائز ہی اور نسخ جلانے کا ثابت نہوا اسواسطے یہ بحال رہا پھر
اگر کہا جاوے کہ درمیان گوسالہ اور آلات لہو کے فرق ظاہر ہے کیونکہ اون سب نے
گوسالہ کو معبود بنا رکھا تھا اور آلات صرف آلات ہین تو ہم کہتے ہین کہ حرمت اتخاذ اور
امساک دونو نکو شامل ہی اسیطرح جواز جلانے کا بھی دونو نکو منتظم ہے کیونکہ حرمت امساک
کی بھی واسطے اضاعت کے علت ہی اور تلف کرنا اور جلانا اوسکا عمدہ طریقہ ہے اور
شریعت سے بھی حکم گوسالہ مین وارد ہوا ہی پس وہی حکم آلات لہو مین بھی معنًا جاری کیا گیا
ہے اور شرح ادب قاضی خصاف کے تیئسوین باب مین مذکور ہی کہ عمرؓ نے خطبہ پڑھا
اور لوگونکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ فلان فلان کے گھر مین مسکرات
اور نشہ کی چیزین ہین اور اوسمین سے ایک آدمی قریشی ہے اور دوسرا ثقفی ہے اور ثقفی کا

نام مرشد ہی مین اونکے گھر پر آونگا اگر یہ بات سچ پاؤنگا تو اونکی مکانکو جلا دونگا پس قریشی یہ
بات سنکر ڈرا اور گھر مین جاکر جو کچھ مسکرات کی تھی پھینکدی اور ثقفی نے کچھ نہ کیا پس حضرت
عمر تھوڑی دیر کے بعد قریشی کے مکان پر آئے اور خانہ تلاشی لی لیکن کچھ نپایا پھر ثقفی کے
مکان پر آئے اور شراب رکھی ہوئی پائی پس آپنے اوسکے مکان کو جلا دیا اور فرمایا کہ تو
مرشد نہین ہی پس اس حدیث سے یہ فائدہ نکلا کہ اعلان اور اظہار کرنا جائز ہے کیونکہ جب
عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی تو آپنے اعلان اور وعید کیا پھر خطبہ اور نصیحت مین مشغول ہوئے
اور قریشی کے دلمین نصیحت اور وعظ اونکی اثر کر گئے اور نشہ والی چیزونکو گھر سے نکالدیا اور
اپنے مکان کو بچالیا اور ثقفی کے دلمین اثر پذیر نہوئی اوسنے نہ مانا یہانتک کہ اوسکا گھر جلادیا گیا
کیونکہ آپنے جلانے کا وعدہ کیا تھا پس سیاست سے یہ بات نہین لائق ہی کہ نہ جلاتے
حالانکہ میرے اصحابؓ سے گھر کے جلانے مین کوئی روایت مروی نہین ہی اور اگر ہی بھی تو گھر کے
گرانے اور سبوچہ وغیرہ کے توڑنے مین ہی اور کتاب محیط کی آٹھوین فصل مین مذکور ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لقد ہممت ان آمر رجلا یصلے وانطلق الی اقوام
یتخلفون عن الجماعۃ فاحرق بیوتہم یعنی مین ارادہ کرتا ہون کہ کسی شخص کو واسطے امام ہونیکے
حکم کرون اور دیکھون کہ کون لوگ جماعت مین نہین حاضر ہوتے ہین پھر اونکا گھر جلادون
پس اس حدیث نے اوس شخص کے گھر کے جلانے مین جواز پر دلالت کیا جو واجب اور فرض کو
ترک کرے پس جبکہ گھر کا جلانا سنت موکدہ کے ترک پر جائز ٹھہرا پھر گمان تیرا گھر کی جلانے
اوپر ترک کرنے واجب اور فرض کے کیا ہے اور اسی طرح سے آلات معصیت کے جلانے مین
کیا ہی اور ذخیرہ کی اٹھارہوین فصل مین سیر سے مذکور ہی کہ جب کوئی مسلمان مسلمانون کے
شہر مین سور لائے اور سور کھانے پر وہ شخص متہم بھی ہو تو ذبح کیا جاوے اور اوسکا سور
آگ مین جلادیا جاوے اور اگر وہ متہم نہو اور کہے کہ یہ سور کسی ذمی کے ہین تو اوس شخص کو
چھوڑ دے اور ایسے فعل کے کرنے سے اوسکو منع کرے واللہ اعلم۔

تیسوان باب محتسب اور متعنت کے فرق مین

مسئلہ کوچہ غیر نافذہ مین ایک نہر ہے اور اوسکے کنارے پر لوگون نے درخت نصب

کر دیا ہو پھر کسی شخص نے اپنے گھر کے سامنے نہر کے کنارے پر درخت لگایا اور کسی دوسرے
شریک کو جو نے اوس بیچارہ کے درخت کو اوکھاڑنا چاہا لیس یہ اوسکو جائز ہے یا نہین
جواب نہین جائز ہے کیونکہ یہ متعنت یعنی رنج رسان ہو نہ محتسب کیونکہ اگر محتسب ہوتا تو تمام
درختون کو اوکھاڑتا فقیہ ابو القاسم صفار نے کہا ہے کہ اگر اوسمین اوسکا کوئی حق نہین ہی تو متعنت
بھی نہین ہو اور اگر ہو تو متعنت ہی اور اسیطرح اوس حوض یا چشمہ کا توڑنا جو راہ مین خود بخود نکل آیا ہے
نہین جائز ہو مگر اوس شخص کو جو محتسب ہو کہ ایسی سب چیزون سے جو نقصان کرنے والی
ہین تعرض کرے اسلیے کہ اگر ایک ہی تعرض کیا اور دوسرے سے نہ کیا تو وہ محتسب نہین ہی بلکہ متعنت ہی

اکیسوان باب تعویذ لکھنے اور لکھوانے والے کے احتساب مین

فتاوی خانیہ مین ہی کہ عورت کو تعویذ لکھوا کر اپنے پاس رکھنا واسطے محبت ہونے اپنے شوہر
کے حرام ہے اور تفسیر امام المعانی مین مذکور ہے کہ عبرانی یا سریانی زبان مین منتر پڑھنا یا تعویذ
لٹکانا اپنے گلے مین مکروہ ہے اور صحیح بخاری مین ابو البشر انصاری رحمہ اللہ سے مروی ہی
کہ ہم بعضے سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے قاصد کو بھیجا کہ اونٹ کے گردن مین قلادہ پشم وغیرہ سے باقی نہ رہنے پاوے
اور کاٹ دیا جاوے اور ایک روایت مین ہی کہ پشم اور قلادہ سے اور عبد اللہ رض نے کہا
کہ مجکو خیال ہی کہ شاید ابو البشر انصاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ لوگ اپنے گھر مین تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاصد کو بھیجا الخ کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ
اسی حدیث سے اسیر تحقیق پکڑی جاتی ہے کہ لوگ اپنے لڑکون کے گلے مین تعویذ یا گنڈہ
یا مہرہ وغیرہ مختلف اقسام سے اس گمان پر کہ یہ انکو نافع ہی اور چشم زخم اور نظر اور بھوت
پریت کو دفع کریگا نہ لٹکاوین اسواسطے کہ اسمین ایک قسم کا شرک ہی اعاذنا اللہ تعالی من
ذلک بخلاف اوس ڈورے کے جو اونگلی یا انگوٹھے مین واسطے یاد داشت کے باندھتے ہین۔

اور شرح کرخی مین یہ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لیفعل ذلک
اور معرب مین ابن مسعود رض سے مروی ہی کہ تمائم اور رقیہ اور افسون از قسم جادو کے شرک
ہی **فائدہ** ازہری نے کہا ہے کہ لفظ تمائم صیغہ جمع کا ہی مفرد اور واحد اسکا تمیمہ ہے اور

اسکے معنی خرمہرہ کے ہین کہ عرب لوگ اسکو اپنے لڑکون کے گلے مین اوسی گمان پر جو سابق مین گذر چکا ہی لٹکاتے تھے حالانکہ یہ گمان اونکا بالکل غلط ہی اسواسطے کہ نفع اور ضرر اوسکے اختیار مین ہی نہ غیر کے اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من علق تیمۃ فقد اشرک یعنی جسنے اپنے لڑکون کے گلے مین خرمہرہ ڈورے مین باندہ کر لٹکایا شرک کیا اور مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کے گردن سے تیمہ کاٹ ڈالا اور نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جو چیز بچے یا بوڑہے کی گردن مین لٹکائی جاوے مکروہ ہے اسواسطے کہ یہ تمائم سے ہی پھر اگر کہا جاوے کہ معرب مین مذکور ہی کہ قتبی اور بعضون نے توہم کیا ہی کہ معاذات بھی تمائم سی ہین حالانکہ ایسا نہین اسواسطے کہ تمائم خرمہرہ ہی اور معاذات تعویذ ہی اور تعویذ لٹکانا حرام نہین ہی جبکہ اوسمین قرآن مجید اور اللہ کا نام لکہا جاوے پس اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ وہ لوگ اہل لغت سی ہین انکو فقہ سے کیا کام ہے اسواسطے کہ انکے کہنے سے قول نخعی کا ترک نہ کیا جاوے گا واللہ اعلم

بتیسوان باب اوس شخص کی احتساب مین جو بعوض احتساب کے کوئی چیز لیوے

محتسب کو اہل ذمہ سے لینا اوس چیز کا جو شہرون مین مقرر ہی جائز ہی کیونکہ یہ جزیہ کے مالون سے ہے اور اگر مسلمان سے لیوے پس اگر وہ بقدر مزدوری اعوان اور مددگار کے ہو اور اونکا کچھ بیت المال سے مقرر بھی نہو تو کچھ مضائقہ بھی نہین ہے کیونکہ یہ لوگ اونہین کے واسطے یہ کوشش اور جانفشانی کرتے ہین اور اگر اسپر زیادہ ہو یا انکا بیت المال سے کچھ مقرر ہو تو لینا حرام ہے کیونکہ یہ مال مسلمانون سے ساتھہ قہر اور غلبہ کے اور بغیر اونکی رضامندی کے لیا گیا ہے جیسا کہ قولہ تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم دال ہی اور خصاف رحمہ اللہ نے احکام القرآن مین ذکر کیا ہی کہ جو کوئی بے قصور لوگونکو دُرّہ مارے اوسکا خون حلال ہی اور بعضے مشائخ رحمہ اللہ اوسکے کفر پر فتوی دیتے ہین اور ہم اونکے کفر پر فتوی نہین دیتے جبتک کہ اپنے ظلم اور فسق کو اپنی تکفیر پر حلال نہ سمجھین اور جبکہ حلال سمجھین تو اونکی تکفیر پر مسلمانون کا اجماع ہی اور اسیطرح سے سوائے مرسوم اور مقرر کے لینا واسطے مسامحت اور سستی کے نہی عن المنکر یا کوتاہی کے امر بالمعروف سے

حرام ہی کیونکہ یہ لینا اقسام رشوت سے ہے اور شرح ادب مین قاضی خصاف کے مذکور ہے
کہ رشوت کئی طرح پر ہے یا خوف اور ڈر سے لوگ رشوت دیتے ہین تا وہ اوسپر ظلم نہ کرے
یا اوسواسطے درست کرانے اپنے کام کے رشوت دیتا ہی تا وہ خوش ہو کر میرے کام اچھے
طور سے کر دیوے یا واسطے فیصلہ کرانے مقدمہ کے اپنے حسب دلخواہ رشوت دیتا ہی تا میرے
نام سے فیصلہ کرے تو اول صورت مین حلال نہین ہی اوسواسطے کہ خوف سے روکنا ظلم سے
روکنا ہے اور یہ واسطے حق شرعی کے واجب ہی اور دینے والیکو دینا حلال ہی اوسواسطے کہ
اوسنے مال کو باعث حفاظت اور نگہبانی نفس کا کیا ہی اور یہ موافق شرع کے جائز ہے اور
اوس محتسب کو دینا حلال ہی جو اپنے ظلم سے اوسکو ڈراتا ہی اوسواسطے کہ اوسنے اپنی نفس سے
اوسکے ظلم کو دور کیا ہی لیکن اوسکو لینا حرام ہے اور دوسری صورت مین بھی لینا حلال
نہین ہی اوسواسطے کہ مسلمانون کے امور کو قائم کرنا اوسپر واجب تھا اور تیسری صورت مین
لینا اور دینا دونون حلال نہین ہی اور اسیطرح ہم کہتے ہین اون محتسبونکو جو ممالک مین
مقرر کیے گئے ہین جیسے قاضی کہ وہ نواب اور امرا سے کوئی چیز لیوے تاکہ اپنی نیابت مین
اونکا کام پورا پورا کرے اور چوتھی صورت مین لینا حرام ہے خواہ حکم اوسکا واجبی ہو یا ظلم ہو
لیکن ظلم دو وجہ سے ہی ایک یہ کہ وہ رشوت ہی دوسرے یہ کہ وہ واسطے قضا اور حکم کے
سبب ہی کہ جو جائز ہے اور واجبی اور حق مین ایک وجہ سے ہے اور وہ یہ ہی کہ مال کا لینا
واسطے قائم کرنے واجب کے ہی لیکن دینا پس اگر یہ بسبب ظلم کے ہے تو نہین جائز ہے
اور اسیطرح ہم کہتے ہین کہ محتسب کو اوس شخص سے لینا نہین جائز ہے کہ جسپر احتساب کرنا
چاہتا ہو اور اگر جائز ہے تو دو وجہ سے ہے اگر ساتھ حق کے ہو تو جائز ہے موافق اوسی
معنی کے کہ گذرا اور ذکر کیا گیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ ای امیر المومنین
تم ہدیہ کیون نہین قبول کرتے ہو حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیتے تھے تو
اوسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ہدیہ تھا
اور میرے زمانہ مین رشوت ہی اس سے یہ اشارہ معلوم ہوا کہ اب زمانہ فاسد اور خراب
ہو گیا ہی اور دینے والا اوسکے دباؤ مین اوس امر کی التماس کرتا ہی کہ جو شرع مین حلال

نہین ہی اگر کہا جاوے کہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جبکہ اونکی رشوت متصور نہین
ہی تو یہ بھی آپ کے نفس اشرف کی شوکت سی ہدیہ ہوا اور واسطے امرا کے بسبب اونکی شوکت کے
ہدایا ہوا کیونکہ شوکت اونکی اونکے ساتھہ ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو
کہ اس بنا پر ہم کہتے ہین کہ محتسب اور قاضی کو ہدیہ اوس شخص کا قبول نہ کرنا چاہیے جو کہ اپنی
حاجت کے لیے واسطے قضا اور احتساب کے دیتا ہو اور اگر لے لیا تو وہ رشوت ہی اور اگر اوس
شخص سے لیا کہ وہ از روی محبت اور دوستی کے دیتا ہی تو کچہ مضائقہ نہین ہی اور مذکور ہے کہ
صحابہ رضی اللہ عنہم وسعت اور فراخی ہدایا کے قبول کرنے مین کرتے تھے بوجہ اونکی عادت کے
اور یہ لوگ دباؤ مین ہدیہ کے کچہ التماس نہ کرتے تھے بلکہ انکا دینا از روی محبت اور مودت کے
ہوتا تھا اور پریشان اور ناخوش ہوتے تھے اپنی ہدایا کے رد کیے جانے اور نہ قبول ہونیسے
پس جبکہ اسمین معنی رشوت کے متصور اور متمکن نہوے تو اوسکے قبول کرنے مین کچہ مضائقہ نہین ہے

تینتیسوان باب علم اور معلم کے احتساب مین

ملتقط ناصری مین ہی کہ مسئلہ کلامیہ مین مناظرہ نہ کرنا چاہیے جبتک کہ وہ پورے طور سی معلوم
نہو اسیوجہ سے ایک گروہ نی علم کلام کے ساتھہ شغل کرنے کو مکروہ رکھا ہی سید امام ناصر الدین
علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اسکی تاویل میرے نزدیک یہ ہی کہ اسمین کثرت سی مناظرہ اور مجادلہ
کرنا بدعت اور فساد اور پریشان کر دینے عقیدہ کیطرف پہونچا دیتا ہی اسواسطے کہ مناظرہ
کرنے والا کبھی قلیل الفہم اور طالب عناد ہوتا ہی نہ طالب حق کا لیکن اللہ تعالی کی معرفت اور
توحید اور نبوت کی معرفت اور وہ چیز کہ جسپر مدار عقیدہ ہی اوس سی منع نہ کیا جاوے اور خانیہ
مین ہی کہ دو فقیہ جب ایک مسئلہ مین شرط کے ساتھہ کلام کرین پس اسمین دو حال ہین اگر وہ
شرط ایک جانب سی ہے تو جائز ہے اور اگر دونون جانب سی ہی تو نہین جائز ہے اور
ظہیریہ مین ہی کہ شیخ الامام صدر الاسلام ابو البشر نے کہا ہی کہ مین نے اون کتابون مین نظر
کی ہی کہ جو علم توحید مین متقدمین کی تصنیف ہین تو بعضون کو اونمین مثل اسحق کندی اور سفرانی
وغیرہ کے فلاسفہ پایا حالانکہ یہ لوگ دین مستقیم سے خارج ہین اور سیدہی اور مضبوط راہ سے
طرف کجی کے مائل ہین پس ان کتابون کو دیکھنا اور رکھنا نہین جائز ہے اسواسطے کہ یہ شرک

اور گمراہی سے بھری ہوئی ہین اور یہ بھی کہا ہی کہ مین نے اکثر کتابونکو عبد الجبار رازی اور
جبائی اور کعبی اور نظام وغیرہ کی تصنیف سی پایا ہی اور یہ لوگ معتزلہ ہین پس ان کتابون کا
رکھنا اور دیکھنا کسی نوع سے جائز نہین ہی تا شکوک ورخلل سے بچین اور اسیطرح چاہیے اون کتابونکو
دیکھنا اور رکھنا نچاہیے کہ جو تصنیف سی محمد بن ہیصم وغیرہ کی ہون کیونکہ یہ بدترین اہل بدعت سے
ہین اور اشعریہ نے بہت کتابین اونکے مذہب کے صحیح ہونے مین تصنیف کی ہین پہر جب اونکو
اللہ تعالے کیطرف سے ہدایت ہوئی تو اونکے مذہب کے رد مین پہر دوسری کتابین تصنیف
کی لیکن ہمارے اصحاب اہلسنت نے بعض مسائل مین اونکا تخطیہ کیا ہی پس جو شخص کہ اون
مسائل پر واقف ہو کہ جنمین ابو الحسن نے خطا کی ہی اونکو اوس کتاب کے دیکھنے یا رکھنے
مین کچہ مضائقہ نہین ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ جب مین اس
روایت سی مطلع ہوا کہ کتابین معتزلہ کی انکے عقائد مذاہب خبیثہ مین شامل ہین تو اونکا اپنے
گھر مین رکھنا جائز نہین ہی یہانتک کہ میرے پاس کشاف زمخشری کی تھی کہ جسکے ہر اوراق
اور صفحون مین معتزلہ کے مذہب کا بیان تھا نکالدیا اور اوسکو بسبب خوف حرام یا مکروہ
ہونے کے قیمت پر نہین بیچا مسئلہ سیر ذخیرہ کے کلمات کفر مین مذکور ہے کہ لڑکونکے
معلم کو یہ بات کہنا نچاہیے کہ مسلمان سے یہود بہت اچھے ہین اسواسطے کہ وہ اپنی لڑکونکے
معلم کا حق پورا پورا ادا کرتے ہین اسلیے کہ اسکے کہنے سے کافر ہوتا ہی اور منجملہ اوسکے کہ
عالم پر بسبب احتساب کا ہووے یہ امر ہے کہ جب اوس سے کوئی پوچھے کہ لوگونکا زیادہ
جاننے والا کون ہے تو اوسکے جواب مین کہے کہ مین ہون اسواسطے کہ ادب مقتضی اس
بات کا تھا کہ وہ اللہ کیطرف رد کرتا اور کہتا کہ اللہ تعالی ہی جیسا کہ ابی بن کعب سے مروی
ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قام موسی علیہ السلام خطیبًا فی بنی اسرائیل فسئل
ای الناس اعلم فقال انا فعتب اللہ تعالی علیہ اذ لم یرد العلم الی اللہ فاوحی اللہ تعالی الیہ
ان عبد من عبادی بمجمع البحرین ہو اعلم منک قال یا رب وکیف بہ فقیل لہ احمل حوتًا فی مکتل
فاذا فقدتہ فہو ثمہ من صحیح البخاری یعنی موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام واسطے خطبہ پڑہنے
کے قوم بنی اسرائیل مین کھڑے ہوے پس کسی نے ان سے پوچھا کہ آدمیون مین جاننے والا

زیادہ کون ہی تو کہا کہ مین ہون پس او نپر اللہ تعالی کا عتاب ہوا اسواسطے کہ اونھون نے علم کو
اللہ تعالی کیطرف کیون نہین منسوب کیا اور اللہ تعالی نے اونکی طرف وحی بھیجی کہ میرے
بندون سے ایک بندہ مجمع البحرین مین رہتا ہی وہ تجسے زیادہ عالم ہے عرض کی کہ یارب
مین وہان کیونکر پہونچون اور اوس سے کیونکر ملون تو انسے کہا گیا کہ تم ایک مچھلی اپنی زنبیل
مین اوٹھاؤ پس جسوقت کہ وہ حسبت کرے گی تو تم وہان پہنچ جاؤگے واللہ اعلم

چونتیسوان باب ساحر اور افسونگر اور زندیق کے احتساب مین

فتاوی خانیہ مین ہی کہ جو شخص لعبت اور صورت واسطے جدائی درمیان میان بی بی کے بنائی
اور اوسپر منتر پڑھے مرتد ہے اور وہ قتل کیا جاوے جبکہ اوسکے اثر کا وہ معتقد ہو اسلیے
کہ وہ کافر ہے **مسئلہ** جادوگر اگر قبل ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی اور اگر
بعد ماخوذ ہونے کے توبہ کرے تو نہین قبول ہے اور یہی حال ہی زندیق معروف دعوے
کرنیوالیکا اور اسی پر فتوی ہے اور سیر محیط مین ہی فضیلی رح سے معنی قولہ عم من اتی کاہنا وصدقہ
بما یقول فقد کفر بما انزل علے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوچھا گیا تو جواب دیا کہ کاہن
بمعنی ساحر ہے اور تفصیل اسکی باب طیرہ اور تکہن مین ہی ترجمہ اوسکا یہ ہی کہ کاہن کی بات
کی جسنے تصدیق کی اوسنے انکار کیا اوس چیز سے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری
گئی ہے **مسئلہ** یواقیت المواقیت مین مذکور ہے کہ حدائق وغیرہ مین ہی کہ مخلد قاسمی رح نے
خبر دی اور اونکو مستغفری رح نے کہ ہمنے نضوح کے خط مین لکھا پایا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے
سعد بن مسیب رض کو کہا کہ ایک شخص جادو جانتا ہی اور وہ کچھ عورتون سے لیتا ہے آیا اوسکو
حل اور نشر جائز ہے یا نہین تو جواب دیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ اسمین ارادہ
اصلاح کا ہی کہا نضوح نے کہ پھر مجھسے حماد بن شاکر نے سوال کیا کہ حل اور نشر کیا ہے چونکہ
مین اوسکو نہ جانتا تھا اس وجہ سے نہ بتا سکا تو امام نے کہا کہ حل اوسکو کہتے ہین کہ جب
مرد اپنی بی بی سے جماع پر قادر نہو اور دوسری عورت سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو
وہ مبتلا ایک شاخ خرمہ کی لیوے اور اوسکو چاک کرکے اوسکی درمیان مین ایک بسولہ رکھکر
آگ مین ڈالدے جب وہ گرم ہوجاوے تو آگ سے نکالکر اوسپر پیشاب کرے انشاء اللہ

وہ اچھا ہوگا لیکن نشرس موسم بہار مین پھول صحرائی اور بستانی کو جسقدر ہوسکے جمع کرے اور اونکو ایک پاک برتن مین رکھکر میٹھے پانی کے ساتھ خفیف جوش دے پھر اوسکو آگ سے اوتار کر صاف کرے اور بعد سرد ہو جانے کے اوسکو اپنے بدن پر ڈالے انشاء اللہ تعالے وہ اچھا ہو جاوے گا واللہ اعلم۔

پچیسوان باب غیر کے ملک مین تصرف کرنیکے احتساب مین

جبکہ مسجد اہل مسجد پر تنگ ہوا اور سامنے اوس مسجد کے کسی کی زمین افتادہ ہوے تو اوس زمین کو بدلے قیمت کے بالاکراہ لینا درست ہی اسیطرح مروی ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ اوِنھون نے مسجد الحرام مین ایسا ہی کیا تھا اور ملتقط ناصری مین ہی کہ فقیہ ابوجعفرؒ سے منقول ہے کہ گورستان مجوس کو جو کسی ایسے شخص کی زمین کے مقابل ہو کہ جسکی کچھ قیمت نہین ہی گھیر لینا اور اپنی زمین مین اوسکا داخل کر لینا جائز ہے اور اگر اوسکی قیمت ہوا ور زمانہ جاہلیت سے اسیطرح چلی آتی ہو تو وہ زمین بمنزلہ اوسر کے ہی اور اگر زمانہ اسلام سے ہو تو وہ لقطہ ہی اور سیر ملتقط مین ہی کہ ایک لشکر کسی گانون مین مقیم ہوا اور بعضے آدمی اوس لشکر کے کسیکے گھر مین جاکر ٹھہرے اور مالک مکان کو اونکا ٹھہرنا مکروہ معلوم ہوا تو کہا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ جہاد مین ہون تو کچھ مضائقہ نہین ہے

چھبیسوان باب بھنگ استعمال کرنیکے احتساب مین

شرح کرخی مین مذکور ہے کہ بھنگ پینا دوا کے واسطے جائز ہے پھر اگر اوس سے نشہ ہو اور عقل جاتی رہی تو جائز نہین ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ مین نے اپنے استاد امام عالم عالم باعمل کمال الدین سنامی بدہ طال عمرہ سے سنا ہی کہ ایک جوان نے شیخ الاسلام مجتہد بقیۃ السلف حمید الدین ضریری سے بھنگ کے بارے مین سوال کیا تو اونھون نے کچھ جواب اوسکا ندیا پھر اوسنے دوسرے ہفتہ مین سوال کیا پھر اوسکو جواب ندیا پھر اوسنے تیسرے ہفتہ مین سوال کیا تو غصہ ہوکر اوس سے کہا کہ ای رند تو ایک ہفتہ دوسرا ٹھہر کہ مین تجکو جواب دون اور بعد فراغت کے منبر سے اوتر کر صدر جہان بخارا کے پاس گئے اور کہا کہ اپنے شہر کے بڑے بڑے عالمون کو جو اپنے زمانہ مین فتویٰ دیتے ہین

اور اجتہاد کرتے ہین بلواؤ اور کہا کہ میرے واسطے دروازہ کتب خانہ کا کھولدین اور
اون علما کو حکم دیا کہ کتابونکو دیکھین آیا اسمین کوئی روایت میرے اصحاب رضوان اللہ علیہم
اجمعین سے حرمت جنگ مین وارد ہوئی ہی یا نہین پس اون لوگون نے کتاب دیکھنا
شروع کیا یہانتک کہ ایک روایت امام ابوحنیفہ رحمہ سے حرمت بنگ مین پائی گئی اور اوسکی حرمت
پر سبھون نے بسبب مصلحت کے اجماع اور اتفاق کیا کیونکہ اجماع بدکارون اور فاسقونکا
مثل اجماع منکرات کے ہی پھر جب وعظ کا دن آیا تو امام حمید الدین نے منبر پر جاکے وعظ
بیان کیا اور کہا کہ بھنگ کا سوال کرنے والا کہان ہی پس جوان نے اوٹھکر کہا کہ مین موجود
ہون تب اوسکی طرف امام مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ مین نے ایک روایت امام اعظم رح
سے پائی ہی کہ بھنگ حرام ہی اور ہم لوگون نے اوسپر اجماع اور اتفاق کرلیا ہی پس اب
اس اجماع اور اتفاق سے ثابت ہوا کہ بھنگ حرام ہی اور محیط مین ساتھ تفصیل کے امام
ابوحنیفہ رح سے منقول ہی کہ بھنگ حرام ہی اور بھنگ پینے والے کی طلاق واقع ہوجاتی ہی اور
مروی ہی کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من کل البنج طار نور قلبہ ولا یعود الیہ الی
ان یتوب و یرجع یعنی جو کوئی کہ بھنگ پیتا ہی اوسکے دل کا نور جاتا رہتا ہی اور پھر نہین حاصل
ہوتا ہی جبتک کہ توبہ نکرے اور مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من اکل
البنج فھو فی النار ابدا والبلیس قرینہ فیہ یعنی جو شخص کہ بھنگ کھاتا یا پیتا ہی اوسکی جگہ دوزخ
مین ہی اور ساتھی اوسکا شیطان ہی پھر اگر کہا جاوے کہ ہدایہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ یہ
مباح ہے اور اسکے خلاف مین خبر واحد معتبر نہین ہوسکتی ہی تو ہم کہتے ہین کہ خبر واحد جبکہ
روایت فقہ کی ہو تو اوسپر عمل واجب ہی اور اجماع کا نقل کرنا مثل نقل حدیث کے ہی
لیکن ہدایہ کی روایت پس اوسکا انکار نہین ہی اور اس سے لازم نہین ہوتا ہی کہ دوسری
روایت اسمین نہو باوجود اسکے کہ تعلیق مین اوپر مذہب شافعی کے مذکور ہے کہ بھنگ حرام
ہی پھر جبکہ اجماع متاخرین کا قول مجتہد پر منعقد ہوا تو یہ اجماع معتبر ہوا اسیکو جو بعد انکے
ہین اسکے خلاف نہ کرنا چاہیے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ دلیل
حرام ہونے بھنگ کی ظاہر ہے کیونکہ اطبا نے ذکر کیا ہی کہ بھنگ منجملہ زہر ونکے ہی

اور جمیع سموم حرام ہین پس اسیطرح سے بھنگ بھی حرام ہی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ بھنگ مضر ہی اس سی بہت امراض پیدا ہوتے ہین جیسا کہ کتب طبیہ مین مذکور ہی پس استعمال اشیاء ضارہ کا حرام ہے پھر اگر کہا جاوے کہ اگر بھنگ مضر ہوتی تو عقلمند لوگ ہرگز نہ کھاتے اور وقت کھانے کے ضرور اسکا اثر ظاہر ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ وہ لوگ شاید اسکے کھانے کے بعد مصلح اسکا کھا لیتے ہون کہ جس سی ضرر اسکا نہین ظاہر ہوتا ہی یا ضرر ہی نہین کرتا ہی اور اس کہنے سے یہ نہین معلوم ہو سکتا ہی کہ اسمین ضرر ہی نہین ہی کیونکہ یہ سرد و خشک ہی اور جسقدر اشیا اس قسم کے ہین فساد پیدا کرتے ہین اگر ابتدا اسکے گھی یا چکنائی نہ کھائی جاوے پس معلوم ہوا کہ وہ مضر ہے لیکن انکا عقلمند ہونا پس یہ خلاف اجماع ہی کیونکہ عرف مین جب آدمی ساتھ خطا کے قول اور فعل مین معتبر ہوتا ہی تو اوسکو بھنگی کہتے ہین اور بھی اسواسطے کہ جس حیوانی جو عقل اور ہوا سے مجرد ہے متغیر ہو جاتی ہی اسیواسطے گائی اور اونٹ اور بکری اسکو نہین کھاتے ہین اور جب آدمی پہ ہوا و ہوس غالب ہوتی ہی تو اوسکو کھاتا ہی تو گویا کہ وہ جانور سے بھی بدتر ہے گمراہ ہی اور جبکہ یہ ثابت ہوا تو ہمنے جان لیا کہ عرب اہل احتساب کا بھنگ کے ضایع اور تلف کرنے مین شرعًا جائز ہی اور اوسکے نقصان کرنے والے پر کچہ تاوان نہین ہی اور ذخیرہ مین مذکور ہی کہ عبد العزیز ترمذی نے امام ابو حنیفہ اور ثوری رحمہم اللہ سے سوال کیا کہ ایک شخص بھنگ کے نشہ مین اپنی عورتکو طلاق دی تو آیا طلاق ہو جاوے گی یا نہین دونون صاحبون نے فرمایا کہ اگر وہ پیتے وقت جانتا تھا کہ یہ کیا ہی تو عورت اوسکی طلاق والی ہی اور اگر نہین جانتا تھا تو طلاق نہین ہوگی واللہ اعلم اور خلاصہ اور مبسوط مین ہی کہ دوا کے واسطے بھنگ پینا درست ہے اور اگر اوس سی عقل جاتی رہی تو حلال نہین ہی اور شرح شافی مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاک امتی من البنج واکل البنج لاینال شفاعتی البتۃ بھنگ کے کھانے سی میری امت نقصان مین ہوگی اور بھنگ کے کھانے والے کو میری شفاعت یقینا میسر نہوگی اور جابر رضی سے بھی مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من اکل البنج فکانما ہدم الکعبۃ یعنی جسنے بھنگ کھائی گویا کہ اوسنے کعبہ کو گرا دیا اور دلیل پکڑی ساتھہ قول اللہ تعالی

والشجرۃ الملعونۃ کے بیچ ابن عباس رضہ نے کہا کہ شجرۃ الملعونۃ یہی بھنگ ہی آور رشاہان مین مذکور ہی کہ جسکی
عقل بھنگ کے استعمال سے جاتی رہی اوسکے طلاق دینے سے طلاق نہین واقع ہوگی اور
اوسکا اقرار بھی صحیح نہوگا ہم کہتے ہین کہ بیشک طلاق بنگی کی نہ واقع ہوگی مگر یہ اوسوقت ہی
کہ جب اوسکی حقیقت اور ماہیت سے واقف نہین ہی لیکن جبکہ جانتا ہی اور اوسکے کھانے
پینے پر پیش قدمی اور سبقت کی تو کیونکر طلاق واقع نہوگی آور صاحب محیط نے ذکر کیا ہے
کہ اسمین تفصیل ہی جو ابو حنیفہ رح سے منقول ہی اور یہ بھی ذکر کیا ہی کہ نشہ بھنگ کا حرام ہی اور بنگی
کی طلاق معتبر ہوتی ہی اور پینے والا مستوجب حد کا ہوتا ہی جبکہ وہ نشہ مین ہو واللہ اعلم

سینتیسوان باب سونا اور چاندی کے احتساب مین

سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا یا اوسمین تیل لگانا مکروہ ہی یعنی اوس برتن سے تیل
لگانا مکروہ ہی لیکن جبکہ اوس برتن سے تیل ہاتھ مین ڈالے اور استعمال کرے تو کچہ مضائقہ
نہین ہی اور اسیطرح سے اگر اوس برتن سے کھانا نکال لے اور روٹی پر رکھکر کھائے تو کچہ
مضائقہ نہین ہی اور اسمین مرد اور عورت سب برابر ہین مگر زیور اور ریشم پہننا انکو جائز ہی
اور برتن ملمع کیا ہوا اگر چاندی کی جگہ مستعمل ہو تو مکروہ ہی اور اگر لکڑی کی جگہ ہو تو مکروہ
نہین ہی نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے لیکن نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رح
کے مکروہ ہے اور اس بنا پر کرسی سونے یا چاندی سے منڈہی ہوئی پر بیٹھنا مکروہ ہے
اگر وہ اوس جگہ پر بیٹھا اور اگر لکڑی پر ہے نہ سونے چاندی پہ تو اسمین بھی وہی اختلاف
ہی اور مکان کی چھت مین سونا چڑہانا یا مزامیر اور عود دان وغیرہ مین یا قرآن کے صفحون
یا گھوڑے کے ساز سامان پر بھی بموجب اوسی خلاف کے مکروہ ہے حاصل یہ ہے کہ
امام ابو حنیفہ رح نے استعمال اوسکے حرام ہونے کو معتبر رکھا ہی جبکہ وہ بدن کے ساتھ
متصل ہو آور کہا ہی کہ اصل اشیاء مین مباح ہونا اوس سے نفع لینا ہی اور حرمت عارضی
ہی اور حرمت اکل وشرب کی سونے چاندی کے برتن مین نص وارد سے ثابت ہی اور
اسیطرح سے جو چیز کہ منصوص علیہ کے مشابہ ہی یعنی وہ بھی استعمال مین اوسکے حکم مین ہی اور
ماسوی اسکے اپنی اصل اباحت پہ باقی ہی آور امام ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ نے کہا ہی

کہ حرمت استعمال سونے چاندی کی اس سبب سے ہے کہ اسمین مشابہت ہی ساتھ کفار
جبار مثل کسریٰ اور بادشاہان فارس کے اور جو چیز کہ اسطرح ہو وہ مکروہ ہی اور یہ حکم
اوس وقت ہی کہ سونا چاندی جدا ہو سکتا ہو اور اوس سے نکلسکتا ہو لیکن ملمع پس اسمین
بالاجماع کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ سونا اور چاندی بسبب ملمع کے من وجہ باطل ہو جاتا ہی
اور ملمع اوسکو کہتے ہین کہ سونے یا چاندی کو پانی کرکے کسی چیز پر چڑہا یا جاوے ایسے
طور سے کہ وہ اوس سے کبھی جدا نہوسکے مسئلہ جوشن اور حِلیہ سونے یا چاندی کا
لڑائی مین پہننا کچھ مضائقہ نہین ای اور کہا گیا ہی کہ یہ قول صاحبین کا ہی اور نزدیک امام
ابوحنیفہ رح کے اسکا پہننا مثل حریر اور ریشم کے مکروہ ہی اور جس تلوار کا میان یا سامان
سونے کا ہو اوسکو بھی نہ لٹکانا چاہیے اگرچہ وہ لڑائی مین ہو نزدیک صاحبین رحمہما اللہ کے
اور نزدیک ابوحنیفہ رح کے اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور زیور اور جوشن اور حلیہ کے پہننے
مین فرق درمیان دونون مذہب کے یہ ہی کہ سونا اور چاندی تیر کو پھسلا دیتا ہی اور تلوار
کا میان جو سونے چاندی سے منڈہا ہی کچھ نفع نہین دیتا ہی اور سونے کی چارپائی یا تخت
پر بیٹھنے مین کہا گیا ہی کہ موجب خلاف کے ہے اور حلوائی رح نے ذکر کیا ہی کہ بالاتفاق مکروہ
ہی اور نوادر مین ابوحنیفہ رح سے مروی ہے کہ سونے کی کرسی پر بیٹھنا مردونکو حرام ہے اور
انگوٹھی کا ترک کرنا اوس شخص کو افضل ہے کہ مہر کی احتیاج نرکھتا ہو اور جو شخص کہ حاجت
رکھتا ہو اوسکو سنت ہی جیساکہ بادشاہ اور قاضی اور بعضے لوگون نے مہر کے رکھنے کو مکروہ
جانا ہی مگر واسطے صاحب سلطنت اور حکومت کے اور اسکی اجازت عام اہل علم نے
دی ہے اور یہ سب حکم چاندی مین تھا لیکن لوہا اور پیتل اور رانگہ اور کانسہ مین پس یہ سب
حرام ہین خواہ اسکا استعمال کرنے والا مرد ہو یا عورت اور سونا عام علما کے نزدیک واسطے
عورتون کے جائز ہے اور واسطے مردون کے حرام اور بعضی علما نے کہا ہی کہ اسمین کچھ
مضائقہ نہین ہی اور یشب کی مہر رکھنے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور ظاہر کتاب مین
حرمت پر دلالت کرتا ہی اور جبکہ مرد چاندی کی مہر رکھے تو نگینہ کو ہتیلی کیطرف رکھے اور
عورت ظاہر رکھے واسطے زینت کے اور مہر کو بائین ہاتھ کی چھنگلیا مین پہننا چاہیے

اور اگر مہر کو سوای اس انگلی کے اور کسی اونگلی مین پہنے تو جائز ہے اور مہر مین انسان یا حیوان کی صورت نہ بنانا چاہیے واللہ اعلم

اٹھیسوان باب کپڑون کے احتساب مین

حریرا اور دیبا یا مثل اسکے جو صرف ریشم سے بنا ہو پہنا منع ہے اور اسیطرح سے اوس کپڑے کا پہنا جسکا تانا سوت کا ہوا اور بانا ریشم کا اور اسیطرح سے سرخ کپڑا پہننے سے منع کیے جاوین اگرچہ روئی کا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایاکم والحمرۃ فانہا زی الشیطان یعنی سرخ کپڑے کے پہنے سے تم بچو اسواسطے کہ وہ لباس شیطان کا ہی اور استر اور ابرہ حرمت مین برابر ہے اور درمیان کپڑون کے بجاے روئی کے ریشم بھرنا جائز ہے اور جس کپڑے پر نجاست لگی ہو اوسکا پہنا غیر نماز مین بھی منع ہے مگر جبکہ اوسکے سوا دوسرا کپڑا نہو اور کسنبہ یا زعفران کے رنگ کا رنگا ہوا کپڑا مردونکو پہنا مکروہ ہی مگر جبکہ وہ کپڑا روئی کا ہوا اور رنگ اوسکا پرانا ہو تو کچہ مضائقہ نہین ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے پہننے سے منع فرمایا ہی کیونکہ سُرخ لباس شیطان کا ہی اور جو روایت کہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُلہ حمرا پہنا اگر یہ پہنا قبل نہی کے تہا پس اس حکم سے منسوخ ہی اور اگر بعد نہی کے ہی تو یہ محمول ہی کہ وہ شاید ایسی روئی کا ہوے کہ جسکا رنگ سرخ تہا اور منتقی مین حاکم نے ذکر کیا ہی کہ جس کپڑے مین سونے چاندی سے نقش ونگار بنا ہو اوسکا پہنا آدمی کو نچاہیے لیکن یہ نہین ذکر کیا کہ یہ کسکا قول ہی اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تو لکی قیاس پر مکروہ نہین ہی اور چاہیے کہ عام اوقات مین اوسط درجہ کا کپڑا پہنے اور بعض اوقات مین واسطے اظہار نعمت خدا کے عمدہ اور بہتر کپڑا پہنے کیونکہ یہ مستحب ہی اور سب وقتون مین اچھا ہی کپڑا نہ پہنا چاہیے اسلیے کہ ہمین محتاج جونکو ایذا دنیا ہی اور اسیطرح سے جاڑے مین دو تین کپڑے نیچے اوپر نہ پہنا چاہی جبکہ سردی کم سے دفع ہوسکے اور تفسیر کشاف مین سورۂ ہود کے اول ہی مین ہی کہ شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانہ خلافت مین موٹا کپڑا پہنے ہوے نکلی

تو کسی نے آپ سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ باریک کپڑہ پہنتے تو بہتر ہوتا آپ نے فرمایا کہ خاموش اسمین فروتنی اور تواضع ہے اور لباس صالحین کے ساتھ مشابہت ہے اور مومنین کو چاہیے کہ اسکی پیروی کرین آور ملتقط ناصری مین ہے کہ زنار کا باندہنا یا نصاری کا لباس یا مجوس کی ٹوپی پہننا کفر ہے خواہ وہ عمدًا ہو یا سہوًا یا جد سے ہو یا ہزل سے لیکن جب دہوکا دینے کے لیے لڑائی مین پہنے تو جائز ہے اگر وہ مسلمانونکا پیشرو ہوا اور لشکر کا سالار اور کفایہ شعبی کے باب التقبیل فی الیدمین ہے کہ سوداگر جبکہ دار الحرب مین داخل ہوتے وقت اپنی کمر پر زنار یا لباس نصاری کا اپنے کندہے پر ڈال لے تو کافر ہوگا اسواسطے کہ اوسنے مخالفت اسلام کی کی آور سراجیہ مین ہے کہ مجوس کی ٹوپی اپنے سر پر یا ہندؤن کا زنار اپنے گلے مین یا نصاری کا لباس اپنے کندہے پر رکھنے سے کافر ہوتا ہے آور فتاوی خانیہ مین ہے کہ ریشم کا ازاربند استعمال مین لانا مکروہ ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اس علت اور وجہ سے معلوم ہوا کہ موبند اور سوباف ریشم کا بھی مکروہ ہے اور اسی مین ہے کہ جسنے اپنے اوپر وقت تک صوف پہننے کو واجب کیا پس اگر اوسنے بہ نیت عبادت کی تو کبھی کبھی اوسکو غیر صوف پہننا بھی جائز ہے کیونکہ اسمین قربت نہین ہے بلکہ مکروہ ہے اور اگر قسم کی نیت کی تو قسم ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے عمل کو اوسکے کہ اسی قیاس پر گدڑی وغیرہ بھی پہننا مکروہ ہے کیونکہ یہ لباس شہرت کا ہے اور اسی سے لوگون مین ممتاز ہوتا ہے واسطے طلب دنیا کے آور تفسیر کشاف مین ابو ذر رضہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ اربعۃ من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء نسبۃ الصالحین وترک فعلھم و ذم الاغنیاء والاخذ منھم ورجل لا یری الکسب و یاکل من کسب الناس

یعنی واسطے طلب دنیا کے صوف پہننا اور نیکون کی محبت کا دعوی کرنا اور اونکے فعل کو نہ اختیار کرنا اور مالدارون کی مذمت اور برائی کرنا اور پہر اونسے مال لینا اور خود کسب نہ کرنا اور دوسرے کے کسب سے کہانا آور لائق احتساب کے وہ شخص ہے کہ جو تصویر بنا ہوا کپڑا پہنے اسواسطے کہ وہ گویا کہ بتونکو اوٹھانے والا ہے اسیواسطے ایسے کپڑون کے ساتھ

نماز پڑہنا مکروہ ہی اور لائق احتساب کے وہ ذمی ہے جو لباس مین علما اور صلحا کی مشابہت
کرے اور اسکا تمام بیان باب الاحتساب علی الذمی مین مذکور ہے شرح کرخی مین ہی کہ عمرؓ
نے ایک لشکر کو گرفتار کیا اور اوسکے مال کو لوٹ لیا پھر جب حضرت پھر کر آئے تو اونکو
ریشم اور دیبا اور حریر پہنے ہوے دیکھا آپنے اوس سے مُنہ پھیر لیا اون لوگون نے آپ سے کہا
کہ منہ پھیرنے کی کیا وجہ ہے آپنے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بدن سے لباس اہل نار کا نکالڈالو اور اون
لوگون نے اوتار ڈالا پس اس حدیث نے کئی باتون پر دلالت کی ایک یہ کہ ملنا اور پیش آنا
غازیون سے جبکہ وہ واپس آئین سنت ہے اسواسطے کہ عمرؓ نے ایسا ہی کیا تھا دوسرے یہ کہ وقت آنے کے
اپنے شہر مین واسطے دوستون کے مسافر کو زینت کرنا چاہیے کیونکہ ان لوگون نے ریشم اور
دیبا اسیواسطے پہنا تہا کہ یہ حلال ہے تیسرے یہ کہ جب کسی کو لباس ریشمی پہنے دیکھے تو اوسپر
غصہ کرے اسقدر کہ رنگ اوسکے چہرہ کا متغیر ہو جاوے چوتھے یہ کہ جب کسی کو لباس ریشمی
پہنے دیکھے اوس سے بات نہ کرے اور اوسکے سامنے ہو کر نہ ہنسے بلکہ اوسکی طرف سے منہ پھیرلے
جیسا کہ حضرت عمرؓ نے منہ پھیر لیا تھا پانچوین یہ کہ غازی وغیرہ بھی حرام ہونے مین لباس ریشمی
کے برابر ہین خواہ وہ لوگ لڑائی مین ہون یا غیر لڑائی مین اسواسطے کہ حضرت عمرؓ نے انکار
کیا حالانکہ وہ غازی تھے چھٹے یہ کہ ریشم کے پہننے والیکو اوسکے اوتارنے کا حکم کرے جیسا کہ
حضرت عمرؓ نے حکم کیا ساتوین یہ کہ ریشمی کپڑہ کو لباس اہل نار کا کہنا جائز ہے جیسا کہ حضرت نے
کہا تھا آٹھوین یہ کہ نادانستگی سے ریشم کے پہننے سے ادنے تعزیر کا مستحق ہوتا ہی جیسے اعراض کرنا
کیونکہ حضرت عمرؓ نے اس سے زیادہ نہ کیا تھا نوین یہ کہ جس چیز سے امام اعراض کرے
لوگ اوسکے سبب کو دریافت کرین جیسا کہ اون لوگون سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تھا
دسوین یہ کہ جب محتسب کسیکو حکم کرے کسی بات کے واسطے تو اوسکو مان لینا چاہیے جیسا کہ
کپڑہ اوتارنے کے واسطے حکم کیا تھا اور لوگون نے اوسیوقت اوتار لیا کہتا ہی بندہ نیک
کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ جو کچھ مذکور ہوا صرف لباس ریشمی مین تھا پس اسی پر قیاس
کرنا چاہیے ہر فعل منکر کو بسبب برابر ہونے کے علت مین شرح کرخی رح مین مذکور ہی کہ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ چار انگل ریشم اور حریر وغیرہ کے پہننے مین کچھ مضائقہ نہ جانتے تھے پس مین نے کہا

کہ ٹوپی چاہے انگل سے بھی کم دونوں طرف عرض کپڑے مین ہی تو کہا کہ یہ نہ چاہیے کیونکہ مقدار چار انگل کل کپڑے مین تابع ہے اسواسطے اس سے منع نہین کیا جاتا ہی لیکن ٹوپی ریشم کی پس وہ غیر کے تابع نہین ہے اور اسیواسطے یہ مکروہ ہے واللہ اعلم

اونتالیسوان باب غیر مشروع کیطرف دیکھنے کے احتساب مین

شہادات ملتقط ناصری مین مذکور ہے کہ خلف بن ایوب رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص واسطے دیکھنے قدوم اور آنے امیر کے جاوے عادل نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص واسطے دیکھنے قدوم یعنی آنے امیر کے نکلے پس اگر یہ واسطے عبرت کے ہی تو عادل ہی اور اگر واسطے لہو ولعب کے ہی تو عادل نہین ہی اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اپنے بستان مین کہ کسی کو دوسرے کے گھر مین بے اجازت دیکھنا نہین جائز ہی اور دیکھنے والا گنہگار رہے پھر اگر کسی نے دیکھا اور صاحب مکان نے اوسکی آنکھ پھوڑ ڈالی تو اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ اوسپر کچھ نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اوسپر تاوان ہی اور میرے نزدیک یہی اصوب ہی اور جن لوگون نے کہا ہی کہ اوسپر کچھ نہین ہے اونھون نے طرف روایت ابو شہاب کے گمان کر کے کہا ہے کہ مروی ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مین جھانکا اور اوسکو جھانکتے ہوئے آپنے دیکھا اور فرمایا کہ اگر مین جانتا کہ تو میری طرف دیکھے گا تو مین تجھپر طعن کرتا اور ابو زیاد اعرج سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لو ان امرأ اطلع علیک بغیر اذن فخذفتہ بحصاۃ ففقأت عینہ لم یکن علیک جناح یعنی اگر کسی نے تیری طرف بغیر اجازت کے جھانکا اور تو نے اوسکو کنکری ماری یہانتک کہ اوسکی آنکھ پھوٹ گئی پس تجھپر کوئی گناہ نہین ہے اور جسنے کہا کہ اوسپر تاوان ہی تو اوسنے موافق قول اللہ تعالی فمن اعتدی علیکم فاعتدوا بمثل ما اعتدی علیکم کے حکم کیا اور احتمال ہی کہ اوپر وجہ وعید کے خبردار ہوئی ہو نہ اوپر وجہ وجوب کے اور احتمال ہی کہ آنکھ پھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ پردہ کر دیا دروازہ پر کہ جو مانع ہو جاوے اوسکے دیکھنے سے گویا کہ اوسطرف دیکھنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال سے فرمایا

کر اوٹھ اور اوسکی زبان کاٹ پس یہان پر اس سے مراد کچھ دینا ہی نہ اوسکی زبان کو کاٹنا حقیقت مین یہ فرمانا آپکا ایک شاعر کے حق مین تھا کہ اوسنے سوال کیا تھا پس ایسا ہی حکم یہان پر بھی ہو واللہ اعلم

چالیسوان باب پیشیون کے احتساب مین

ملح کیا ہوا جو تہ مردون کو بنانا بیچنا مکروہ ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسی قیاس پر ریشم کی بنی ہوئی ٹوپی اور قبا کا بیچنا مکروہ ہی کیونکہ یہ خاص مردون کے واسطے ہین اور آدمی کو خصی کرنا حرام ہے اگرچہ وہ مملوک ہوا ور اسکا کرنے والا مستحق تعزیر کا ہی شرح طحاوی کبیر مین ہی کہ امام ابوحنیفہ رحنے خصیان کے کسب اور اونکے مالک ہونے اور اونسے خدمت لینے کو مکروہ رکھا ہے اسواسطے کہ جب لوگون کی رغبت آنمین کم ہوگی تو خصی نہ کرینگے پس گویا کہ انکی اس سبب خصی کرنے پر اعانت کرنی ہی اور یہ مثل خصی کرنیکے ہے اور خصی کرنا حرام ہی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لاخصاء فی الاسلام یعنی اسلام مین خصی کرنا حرام اور قابلہ یعنی دائی ایسے علاج سے کہ جس سے خوف ستھرا خنین کا ہو منع کیجاوے لیکن پہلے اس سے کہ اوسمین جان دی گئی ہو کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ وہ مثل منی کے ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اسواسطے کہ پانی کا انجام بعد واقع ہونے اوسکے رحم مین زندگی ہے یعنی مضغہ بنکر صورت جنین کی بنا کیونکہ اوسمین بعد پھونکے جانے روح کے کسیکی صنعت کی کچھ حاجت نہین ہی اور جبکہ مآل اوسکا زندگی ہی یعنی حکم اوسکا زندے کا ہوا جیسا کہ بیضہ شکار حرم مین کیونکہ جب اسمین زندگی کا مادہ ہی تو حکم اسکا شکار کا ہی یہانتک کہ اگر محرم نے اوسکو ضایع کیا تو تاوان دے بخلاف پانی مرد کہ اوسمین روح نہین پھونکی جاتی ہے جبتک کہ رحم مین نہ آئے اسیوجہ سے اوسپر حکم زندگی کا اطلاق نہین کیا جاسکتا ہی اور مدت ظاہر ہونے خلقت اور پھونکنے روح کی اوسمین ایکسو بیس روز ہین بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ یجمع خلق احدکم فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ الحدیث کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ ساتھ اس مدت کے مقدر کرنے مین بطور عموم کے بدلیل اس حدیث کے نظر ہی کیونکہ

لفظ احدکم خاص ہی پس اس بنا پر تقدیر نفخ روح کی صورت خاص مین ہوگی نہ بر طریق
عموم جیسا کہ اللہ تعالے کے قول مین کہ فابعثوا احدکم بورقکم اور قول اللہ تعالی کا فخذ احدنا
مکانہ علاوہ اسکے اطبا ساتھہ تجربہ کے اوسکے عموم سے انکار کرتے ہین اور اسوجہ سے کہ
مدت پیدائش کی مختلف ہی پس کسطرح سے مدت ظہور خلقت کی ایک ہوگی اور اسوجہ سے کہ
ما فی الرحم غیر معلوم ہے پس اوسکے اوصاف کیونکر معلوم ہونگے اور منجملہ اکساب کے کہ جنپر
احتساب جاری کیا جاتا ہی نوحہ کرنا اور راگ گانا اور پیشہ قوالی کرنا اور شراب بنانا اور
لکڑی یا چمڑے کی آلات لہو ولعب مثل باجے وغیرہ کے بنانا اور تصویر بنانا اور لعبد مرنے
کے ڈاڑھی مونڈنا اور واسطے مشابہت مردون کے عورتون کا سر مونڈنا اور وہ مشاطہ
ہی جو شب زفاف مین عورتون کے بالون کو مردونکے بالون مین واسطے زیادہ ہونے
بالو نکے ملائے بموجب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ
یعنی بال ملانے والی اور ملوانے والی پر خدا کی لعنت ہی اور بعض کا تعلیم کرنا واسطے شکار
کرنے زندہ چڑیون کے مکروہ ہے مگر جبکہ واسطے پکڑنے برج کی ہوئی چڑیونکی تعلیم کرے
تو درست ہی اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ مصحف کا چھوٹا کرنا حجم مین اسطرح سے
کہ باریک قلم سے لکھا جاوے مکروہ ہی اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام زفر
اور امام حسن رحمہم اللہ کا ہی اور مالک بن انس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہر جمعہ کو بازار
سے وہ شخص نکالا جاوے کہ جو تجارت کا طریقہ نہ جانتا ہو اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ نصاری
کے ہاتھہ زنار کے بیچنے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور مجوس کی ٹوپی مجوسکے ہاتھہ بیچنے مین کیونکہ اسمین
اونکی ذلت ہی اور یہی منقول ہے کہ اگر کسی نے موچی سے کہا کہ جوتہ مانند مجوس یا فاسقون
کے بنا دے مین تجکو مزدوری اسکی زیادہ دونگا تو اوسکو بنانا نچاہیے اور اسیطرح درزی
سے کوئی شخص واسطے کپڑہ سینے مثل فاسقونکے حکم کرے تو اوسکو سینا نچاہیے اور کسی مسلمان کو نصاری کے
کنیسہ مین مزدوری کرنا کچہ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ عین عمل مین کچہ مضائقہ نہین ہے
اور اگر اوسنے ناقوس یعنی سنکہہ کے بجانے پر نصاری سے مزدوری لی تو نہین جائز ہی
بلکہ اپنی مزدوری دوسرے کام کے ذریعہ سے طلب کرے اور لوہار کو حکم کرنا چاہیے

کہ اپنی دوکان اور راستہ کے درمیان مین پردہ رکھے تا شرارہ اور شعلہ آگ کا لوگون
پر نہ پڑے اور فتاوی خانیہ مین مذکور ہی کہ کوئی لوہار اپنی دوکان مین جو شاہ راہ مین
واقع تھی بیٹھا اور لوہی کو آگ مین خوب گرم کر کے ہتوڑے سی کوٹا ہیا تنک کہ اوسکی
چنگاری اوڑ کر کسیکی آنکھہ مین پڑی اور پھوٹ گئی یا اوس سی کوئی آدمی مرگیا یا کسی کا کپڑا
جلگیا یا کوئی چارپایہ مرگیا تو اوسکا تاوان جو مال اور جانور سے تلف ہوا ہی لوہار کے مال
سے لینا چاہیے اور دیت مقتول اور آنکھہ کی اوسکے عاقلہ پر ہی کیونکہ وہ شرارہ جو لوہے
کے سبب ضرب اور کوٹنے کے اوڑا ہی مثل جنایت ہاتھہ کے ہی نہ ارادہ سے اور دودہ
بیچنے والے پر احتساب کرنا چاہیے جبکہ وہ دودہ مین پانی ملا کر بیچے کیونکہ یہ خیانت ہے
اور حدیث مین ہی کہ من غش فلیس منی یعنی جسنے خیانت کی وہ مجھسے نہین ہی اور سیر الاتقیا
مین ہی کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مین ایک عورت دودہ بیچتی تھی آپنے ایکروز اوس سی دریافت فرمایا
کہ تو دودہ مین پانی ملاتی ہی یا نہین اور اسپر قسم کھا سکتی ہی اوسنے اس سی انکار کیا اور جھوٹی
قسم کھائی اتنی مین اوسکی لڑکی نے کہا کہ ای مان کیون خیانت کرتی ہی اور جھوٹی قسم کھاتی ہی
کیا تو دودہ مین پانی نہین ملاتی پس عمرؓ نے اوسکو تادیب دی اور اپنے لڑکے عاصم سے کہا
کہ تو اس لڑکی سی نکاح کر لے اسمین تیری بہتری ہی اونہونے نکاح کر لیا انہین کی نسل سے عمر
عبدالعزیزرح تھے اور انہین کو خلافت اونسے منتقل ہوئی یہ ایک اولیاء اللہ
مین سے تھے انکی مناقب کتابون مین مسطور ہے پس اس روایت سے کے
بیان کرنے مین چند فائدہ ہین ایک یہ کہ محتسب کو چاہیے کہ بازار مین پھرے جیسا کہ عمرؓ پھرتے
تھے اور اوس عورت سے ملے تھے دوسرے یہ کہ محتسب کو چوری کا حال دریافت کرنا
بغیر خبر دینے اوسکے جائز ہے کیونکہ عمرؓ نے اوسکا حال پوچھا تھا پھر اگر کہا جاوے کہ
بموجب قول تعالی لا تجسسوا کے جائز نہین ہی کیونکہ یہ تجسس ہے تو ہم کہتے ہین کہ تجسس کرنا خبر کا طلب کرنا ہی
واسطے جدائی اور ایذا کے اور خبر کا طلب کرنا واسطے امر معروف اور نہی عن المنکر کے
ایسا نہین ہی بلکہ واسطے خیر اور منفعت کے ہی کیونکہ یہ غیر داخل ہی باعتبار لغت کے واللہ
اعلم تیسرے یہ کہ بازاری اوسوقت مین بھی جھوٹے اور خائن تھے جیسا کہ یہ عورت تھی

تو کیا حال ہوگا اوس عورت کا زمانہ میں تو چاہئے کہ محتسب بازاریوں کو ساتھ قسم کے ڈراوے جیسا
کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اوس عورت کو قسم کھلائی تھی پانچویں یہ کہ اولاد کا منع کرنا اپنے والدین کو خیانت
اور جھوٹ سے جائز ہے جیسا کہ اوسکی بیٹی نے اوسکو منع کیا چھٹے یہ کہ اولاد کا محتسب کو خبر دینا
اپنے والدین کی معصیت سے جائز ہے جبکہ اپنے والدین کو وعظ اور نصیحت سے باز رہتے
ہوئے نہ دیکھے جیسا کہ اوس لڑکی نے اپنی والدین کی معصیت سے حضرت عمر کو خبردار کر دیا تھا
پس اگر یہ جائز نہ ہوتا تو اوسکو حضرت عمر رض منع فرماتے ساتویں یہ کہ محتسب جب خیانت پر
آگاہ اور خبردار ہوجاوے تو ادب دینا خیانت کرنے والے کو جائز ہے جیسا کہ عمر رض نے
اوس عورت کو اوسکی خیانت پر ادب دیا آٹھویں یہ کہ عورت اپنی خیانت پر ادب دیجاوے
جیسا کہ مرد ادب دیا جاتا ہے بسبب اشتراک کے معصیت میں جو موجب تعزیر اور تادیب کے
ہے نویں یہ کہ جب کسی ساتھی سے خلاف عادت بات کرے تو یہ دلیل ہے اوسکے اخلاق
کے بہتر ہونے پر کیونکہ اوسنے اپنے بچپن ہی میں خلاف طبیعت کے کیا اور جو خواہش تھا
اختیار کی کہ اوسکی طمع اوسنے چھوڑ دی اور باوجود قلت عقل کے اللہ تعالی کی رضامندی
اور خوشنودی کو مقدم رکھا اور اسبات کی امید ہے کہ اپنی عمر میں ساتھ کمال عقل کے ہدایت پاویگا
اسیواسطے حضرت عمر رض نے اپنے فرزند ارجمند کو حکم کیا کہ اس لڑکی سے نکاح کر لے دسویں
یہ کہ نکاح کرنے میں منظور اور مقصود بہتری دین کی ہے نہ حسب یعنی پیشہ اور شرافت جیسا
کہ اسپر یہ دال ہے کہ حضرت عمر باوجود قریشی اور امیر المومنین ہونے کے اپنے لڑکے کو
واسطے نکاح کے بازاری لڑکی سے حکم کیا جو دودہ کی بیچنے والی تھی گیارہویں عمر رض
کی فراست اور دانائی کہ اوسکی نسل سے عمر بن عبد العزیز سا عقلمند آدمی پیدا ہوا بارہویں
اپنے والدین کی اولاد کو اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اپنی عقل کی متابعت سے اولی
ہے جیسا کہ عاصم نے اپنے والد کی اطاعت کی اور اسوجہ سے اونکی نسل میں برکت دیگئی
اور یہ تمام حکایت کفایہ شعبی سے کے نماز جنازے کے بیان میں
مذکور ہے اور احتکار اور تلقی یعنی غلہ خریدنا اور بند کرنا ایسے موضع میں کہ اوسکے مالک کو
نقصان کرتا ہو مکروہ ہے اسواسطے کہ احتکار اور تلقی اوپر اوس حالت کے محمول ہے جو کہ

اوسکے اہل کو ضرر کرے اور اہل حرب یا اہل فتنہ اور لشکر فتنہ میں ہتیار بیچنا اسواسطے منع ہی گویا
اونکو واسطے فساد کے مدد اور اعانت کرتا ہی اور ذالملتقط ناصری میں ہی کہ رات کو
پرند کا شکار حلال ہی لیکن جو حدیث کہ اسکی نہی میں وارد ہوئی ہی بسبب شفقت اسکے ہی
کیونکہ اللہ تعالی نے مطلق شکار کو حلال فرمایا ہی اور شہادات الملتقط میں ہی کہ جب کوئی بازار
نخاس کا مکاتبہ پر لیوے تو جو کوئی کہ اوس کاغذ پر گواہی لکھے ملعون ہی اور اسیطرح سے ہی
اگر اقرار دراہم پر گواہی دین با وجود جاننے سبب کے لیکن اگر ساتھ نادانستگی سبب کی گواہی
دی تو جائز ہے اور ایسے ہی کہ اوس شخص کی شہادت قبول نہ کیجاوے جو گانے والیکی
تبعیت کرتا ہی **مسئلہ** جانوروں کے ذریعہ سے غلہ پیسنا جائز ہے یا نہیں **جواب**
شریعۃ الاسلام میں مذکور ہی کہ گیہوں اور جو کا پیسنا ہاتھ سے جائز ہی نہ جانوروں سے
اور فقیہ نے اپنی بستان میں ذکر کیا ہی کہ تاجر کو واسطے رواج اپنے سامان کے قسم کھانا
مکروہ ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑہنا وقت پیش کرنے اپنے
اسباب اور سامان کے اسطرح پر کہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سامان کیا اچھا ہی مکروہ ہے
بخلاف اسکے کہ درود پڑہے واسطے تجوید اپنے کلام کے اسواسطے کہ بیچنے والا ساتھہ درود
کے حصہ دنیوی حاصل کرتا ہی اور یاد کرنے والا ایسا نہین ہی اور سیر ذخیرہ کی کلمات
کفر مین مذکور ہے کہ کہنا کہ جب تک کہ ہم ایسا کام کرین کہ جس آدمی کو کھائیں خطا ہی اور جس شخص نے اپنے
کسب اپنی روزی دیکھی اور کہا کہ جبتک فلان شخص قائم ہے یا کہا کہ جبتک میرے بازو میں قوت ہی
میری روزی کم ہوگی تو بعضوں نے کہا ہی کہ یہ کہنا کفر ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ اسپر خوف
کفر کا ہی اور ایسے ہی کہ جسوقت کسی نے کہا کہ روزی اللہ کیطرف سے ہی لیکن بندہ کو
کوشش چاہیئے تو یہین کہا گیا ہی کہ یہ کہنا شرک ہی کیونکہ بندہ کی حرکت بھی اللہ ہی کیطرف سے ہی
اور یہ رزق کو حرکت سے جانتا ہی اور جو کوئی عیب وار چیز کہ جانکر بیچنا چاہے تو اوسکو
لازم ہی کہ اوسکے عیب سے خریدار کو آگاہ کردے اور اگر آگاہ نہ کیا تو کہا گیا ہے کہ فاسق
اور مردود الشہادت ہوتا ہی لیکن اصح یہ ہی کہ وہ مردود الشہادت نہین ہوتا ہی کیونکہ
یہ گناہ صغیرہ ہی فتاوی خانیہ کے باب خیار العیوب مین مذکور ہی کہ صحیح بخاری میں سعید

ابن ابو الحسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا کنت عند ابن عباس رضی اذ اتاہ رجل فقال یا ابن عباس انی انسان انما معیشتی من صنعۃ یدی وانی اصنع ہذا التصاویر فقال ابن عباس لا احدثک الا ما سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمعتہ یقول من صور صورۃ فان اللہ تعالی یعذبہ حتی ینفخ فیہا الروح ولیس بنافخ فیہا ابدا فربی الرجل ربوۃ شدیدۃ واصفر وجہہ فقال ویحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بہذا الشجر وکل شئی لیس فیہ الروح یعنی مین نزدیک ابن عباس رضی کے کھڑا تھا کہ ایک شخص اونکے پاس آیا اور کہا کہ ای فلان مین ایک آدمی ہون اور اپنے ہاتھ سے یہ تصویرین بناکر وجہ کفاف اور معاش کی کرتا ہون لیس یسنتی ہی حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا کہ مین ایسے آدمی سے نہین باتین کرتا اور بولتا ہون مگر وہ جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہی کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی تصویر بناتا ہے اللہ تعالی اوسکو اپنے عذاب مین گرفتار کرتا ہی تاکہ وہ اوسمین روح پھونکے اور جان دے وہ شخص روح تو پھونک نسکیگا مگر عذاب خدا مین مبتلا رہیگا پس اوس شخص نے ٹھنڈی سانس لی اور چہرہ اوسکا زرد ہوگیا پھر فرمایا کہ اگر تونے میرے کہنے کو نہ مانا تو جس چیز مین کہ روح اور جان نہین ہی اوسکی تصویر بناکر وجہ معاش کر اور منجملہ اوسکے جو اسکے ساتھ متصل ہی حق مسلمانون کا دخل کرنا دار الحرب مین ہی امام محمد رح نے کہا ہی کہ مسلمان طرف اہل حرب کے جو چیز چاہے لیجاوین مگر گھوڑا اور ہتیار نہ لیجاوین اور اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب آئے گا اور اسیطرح کوئی چیز محبوب تر اونکی طرف نہ لیجانا چاہیے کیونکہ مسلمان مشرکین سے دور رہنے کے لیے مامور ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین یعنی مشرکون کی آگ سے تم لوگ روشنی نہ حاصل کرو وقال علیہ السلام انا بری من کل مسلم مع مشرک یعنی جو مسلمان کہ مشرک کا ساتھی ہی اوس سے مین بیزار اور جدا ہون اور اونکی طرف واسطے تجارت کی اسباب اور سامان لیجانا ایک طرح سے اونکی اعانت کرنی ہی پس بہتر یہ ہی کہ ایسا نہ کرے اور ابراہیم اور عطاء بن رباح اور عمر بن العزیز رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ کہانا اور کپڑا لیجانے مین کچہ مضائقہ نہین ہی جیسا کہ مروی ہی کہ ان عامۃ اہلم فی زمن النبی صلعم یطلع المیرۃ عن اہل مکۃ

وکانوا یمتارون منها فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسألون ان یاذن لہم فی حمل الطعام الیہم فاذن لہم فی ذلک وہو اہل مکۃ کانوا یومئذ حربا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس اس سے مین نے معلوم کیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ مسلمانون کو اکثر بعضی چیزون کی جو اونکی ملک مین ہوتی ہین احتیاج پڑتی ہی اور جبکہ ہمنے اونکو اوس چیز سے منع کیا جو کہ میرے ملک مین ہوتی ہی تو وہ لوگ مجکو لامحالہ اپنے ملک کی چیزون سے منع کرینگے پس اس امر کو ضروری جانکر مسلمانونکو اسمین رخصت دی گئی ہی لیکن گھوڑا اور ہتیار پس اسواسطے کہ وہ لوگ اسکے ساتھ مسلمانون سے لڑنے کے لئے قوت پاتی ہین اور ہم اونکی شوکت کے توڑنے کے لیے مامور ہین شیخ الامام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے سیر کبیر مین کہا ہی کہ گھوڑون سے مراد گھوڑا اور خچر اور گدہی اور بیل ہین کہ جنپر اسباب لادا جاتا ہی اور ہتیار سے وہ ہتیار مراد ہین کہ جو واسطے لڑائی کے تیار کیا جاوے خواہ لڑائی مین استعمال کیا جاتا ہیا نہین اور جنس ہتیار مین چھوٹی بڑی سب چیز داخل ہی یہانتک کہ سوئی بھی اور مسئلہ کراہت حمل مین برابر ہی جیسے لوہا کہ اصل ہتیار کی ہی اور ریشم اور دیبا اور قز جو کہ غیر معمول ہی اسکا پہونچانا اونکی طرف مکروہ ہی اسواسطے کہ لڑائی مین اس سے قوت حاصل کیجاتی ہے بخلاف کپڑے باریک ریشمی کے حاصل کلام یہ ہی کہ جو چیز کہ بجنسہ ہتیار نہو لیکن اوس سے اکثر ہتیار ہی بنایا جاتا ہو تو اوسکو کفار کے ملک مین پہونچانا حلال نہین ہی اسواسطے کہ حکم اوپر غالب اور اکثر کے ہوتا ہی اور روئی اور کپڑے کے داخل کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اسواسطے کہ اکثر استعمال اسکا لباس ہی مین ہوتا ہی نہ قتال مین اور اگر یہ غالب ہو کہ یہ لوگ روئی دار جلتہ پہنکر لڑتے ہین تو اسکو بھی داخل نہ کرنا چاہیے اور کرگس زندہ یا مذبوح کا معہ بازو اور پر کے داخل کرنا حلال نہین ہی اسواسطے کہ اسمین قرینہ غالب ہی کہ یہ لوگ اوسکے پرون کو تیر مین ڈالتے ہین اور اسیطرح سے عقاب بھی اور جبکہ مسلمان دار الحرب مین ساتھ امان کے واسطے تجارت کے جانے کا قصد کرین اور اسکے ساتھ گھوڑے اور ہتیار بھی ہون لیکن انکا بیچنا اونکے ہاتھ منظور نہین ہی تو نہ منع کیے جاوین لیکن اگر انمین سے کسی چیز کے ساتھ متہم ہو تو اوس سے اوسکے نہ بیچنے کا حلف لے لیا جاوے

مگر ضرورت سے اور اوسکو جانیکی اجازت دیجاوے اور اسیطرح سے جب وہ دریا کی راہ
سے کشتی مین اسباب رکھکر لیجانا چاہے اسواسطے کہ وہ بھی ایک ایسا امر کہ جسکے
ساتھ لڑائی پر قوت حاصل کیجاسکتی ہے لیکن ذمی پس جبکہ یہ ساتھ امان کے مسلمانونکے
ملک مین جانا چاہین اور ساتھ انکے گھوڑا گدھا بیل ہتیار وغیرہ بھی ہو تو اونسے بھی
ان چیزون کے نہ بیچنے کا حلف لیا جاوے مگر بضرورت اور بعد حلف کے جانیکی
اجازت دیجاوے کیونکہ انکا دین انکو نفع پہونچانے پر آمادہ کرتا ہے بخلاف مسلمانونکے
کہ انکا دین انکو اسبات سے مانع ہے اور حربی مستامن ان سب سے منع کیا جاوے کیونکہ
وہ اہل دار الحرب سے ہی اور اسواسطے کہ وہ دار الحرب مین جاکر رہجاویگا اور مسلمانون سے
لڑیگا اور قوت پائیگا مگر جبکہ وہ کرایہ والا ہو کہ مسلمانون یا ذمیون سے تلوار یا جانور
لیجاتا ہو تو منع نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اپنے واسطے کرایہ حاصل کرنا چاہتا
ہی اور وہ اوسیطور سے آویگا جسطور سے جاتا ہی اور جبکہ اہل حرب ایسے لوگ ہون کہ
جب سوداگر اونکے پاس کوئی چیز لیکر جاتا ہے تو اونکو واپس نہین آنے دیتے یہانتک
کہ اوس سے سب چیزین لے لیتے ہین اور اوسکی قیمت دیدیتے ہین تو مسلمان اور ذمی
ہتیار اور گھوڑا لیجانے سے منع کیے جاوین بسبب انہونکے چیزین ضروری سکے بخلاف
خچر اور گدہے اور بیل اور اونٹ کے کہ انکے واسطے سواری اور باربرداری کی ضرورت
ہوتی ہی تو بقدر ما یحتاج الیہ کے اس سے منع نکیا جاوے اور یہ استحسان ہی اور قیاسًا ان
سب سے منع کیا جاوے کیونکہ اسمین اہل حرب کی قوت ہی اور اسکے واسطے کسی صورت سے
رخصت نہین ہی اور وجہ استحسان کی یہ ہے کہ سوداگر کو اپنی پیٹھ پر اسباب لیجانا غیر ممکن ہے
اور تجارت ضروری ہی اسواسطے اسمین رخصت دی گئی ہی اور اسیطرح سے سیر ذخیرہ مین
منقول ہے واللہ اعلم

اکتالیسوان باب غلامون کے احتساب مین

آدمی کو لوہے کا طوق غلام کی گردن مین ڈالنا مکروہ ہے اور قید کرنا اوسکا مکروہ نہین
ہی اسواسطے کہ طوق مثلہ ہی اور قید عقوبت ہی اور مثلہ منہی ہی اور عقوبت اوسکے اہل پر مستحسن ہے

جیساکہ واسطے ادب کے مارنا ہی شرح کرخی مین مذکور ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خادم
آتش پرست تھے اور وہ لوگ انکے گھر مین جاتے تھے کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی
اوسکے عمل کو کہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ کافرون سے خدمت لینا مکروہ نہین ہی
خواہ وہ مملوک ہون یا مزدور اور شہادات ملتقط مین ہی کہ جو کوئی اپنے مملوک یا اپنے اہل کو
ہر وقت گالی دیا کرتا ہی یہانتک کہ اوسکی یہی عادت ہو گئی ہی تو شہادت اور گواہی اوسکی
مقبول نہین ہوگی اور اگر کبھی کبھی ہو تو مقبول ہوگی یعنی یہ حکم قذف سے کم مین ہی لیکن قذف
پس اوس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہی اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ نے تنبیہ الغافلین
مین ذکر کیا ہے کہ عامر شعبی نے کہا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین سے کسی بزرگ نے
اہل بیت سے واسطے پینے کے پانی طلب کیا تو اہل بیت نے اپنے خادمہ کو بلایا اوسنے
آنے مین سستی کی پس اوسکو گالی دی یعنی نسبت بزنا کی پس پانی کے مانگنے والے نے
کہا کہ کیا تم اس روز قیامت مین خدمت نہ لوگے یا اوسپر چار گواہ نہ قائم کروگے کہ وہ لوگ
تمپر گواہی دین کہ اسنے فلان کو ایسا کہا پس اہل بیت نے سنکر اوس خادمہ کو آزاد کر دیا پس
صحابہ نے کہا کہ قریب ہی کہ یہ تمہارے کہنے کا کفارہ ہو اور جنایات ذخیرہ مین مذکور ہی
کہ چوٹی کا رکھنا غلام اور بچہ کو حرام ہی اور یہی ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے بھی مروی
ہی کیونکہ چوٹی رکھنا بسبب میلان فاسد کے ہوتا ہی اور اسی بنا پر یہ ہی کہ اگر کسی نے کسی
غلام کی چوٹی کاٹ ڈالی اور اوسکی جگہ سپید رہی تو اوسکو نقصان لازم ہی اور اس صورت
مین اوسکے نقصان پہچاننے کا طریقہ یہ نہین ہی کہ قیمت کا تفرقہ درمیان غلام چوٹی دار
اور غیر چوٹی دار کے کرے بلکہ یہ ہی کہ اوس غلام کی قیمت کو دیکھے کہ جسکے بال اوگنے ثابت
ہو اور اوسکی کہ جسکے بال نہون کیونکہ چوٹی رکھنا حرام ہے اور وجہ حرام کی شرعا معتبر نہین
ہی اور اسی سبب سے کہا گیا ہی کہ جب بال نکلین نہ چوٹی تو مونڈنے والے پر کچھ گناہ نہین ہی
اور طوق ڈالنا لوہے کا غلام اور چھوکری کے گلے مین مکروہ ہے اور یہان پر لوہے کے
طوق سے وہ طوق مراد ہی کہ جو حرکت دینے سے سر کے مانع ہو کیونکہ یہ عادت ظالمون کی
ہی اور اسواسطے کہ یہ عقوبت اہل نار کی ہی اور جامع صغیر خانی مین ہی کہ یہ حکم اونکے زمانہ کا ہے

کر بھاگنا کم تھا لیکن ہمارے زمانے مین پس کچھ مضائقہ نہین ہی بسبب غلبہ اور کثرت بھاگنے کے خاصکر ہندوستان مین مسئلہ اپنے مولی سے غلام کو تاوان مانگنا جائز ہی یا نہین جبکہ اوسکا مولی اوسکو مارے جواب جائز ہی فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے تنبیہ مین ذکر کیا ہی کہ ابو ذر رحمہ اللہ نے اپنے غلام کے منہ پر طمانچہ مارا اور اوسنے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوسنے تاوان چاہا تو آپنے فرمایا کہ مسلمانون کے منہ پر تم نہ مارو اور تم اونکو وہی کھلاؤ جو کچھ کہ تم کھاتے ہو اور پہناؤ جو کچھ کہ تم پہنتے ہو اور اگر وہ خود بکنا چاہین تو تم اونکو بیچو اور ملتقط ناصری مین ہی کہ جب مولی اپنے غلام کے ساتھ برائی کرے اور وہ قاضی کے پاس نالش کرے اور ہمسایہ والے اوسکی شہادت دین تو اوسکا مالک اوسکے بیچنے پر مجبور نہ کیا جاوے بلکہ وہ اوسکی برائی سے منع کیا جاوے پھر اگر اوسنے برائی کی تو ساتھہ مارنے اور قید کرنے کے ادب دیا جاوے جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے واللہ اعلم۔

بیالیسوان باب مُردون کے مسائل مین

مسئلہ بعوض نہلانیکے غسال کو مزدوری نہ دینا چاہی لیکن میت کا اوٹھانا اور قبر کا کھودنا اور اوسکا دفن کرنا پس اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی کیونکہ اول واسطے طلب ثواب کے ہی اور دوسرا ایسا نہین ہی اور قدوری نے ذکر کیا ہی کہ اگر مردہ ایسے جگہ ہو کہ وہان پر کوئی غسل دینے والا یا اوٹھانے والا بجز انکے نہین ہی تو اونکے واسطے کچھ مزدوری نہین اور اگر سوای انکے دوسرا بھی موجود ہی تو اونکو مزدوری دینا چاہیے مسئلہ نزدیک جنازہ کے آواز بلند کرنا مکروہ ہی اور اسکی تفسیر مین چند احتمال ہین پس بعض احتمال یہ ہی کہ مراد اس سی نوحہ اور کپڑا پھاڑنا اور منہ نوچنا ہے اور یہ سب مکروہ ہی اور بعض احتمال یہ ہی کہ اس سی یہ مراد ہی کہ بعد جمع ہونے لوگون کے واسطے نماز کے آدمی کھڑے ہون یا واسطے میت کے دعا کرین اور آواز کو بلند کرین اور یہ مکروہ ہی کیونکہ دعا مین اخفا سنت ہی نہ جہر اور اسی جہت سے ظاہر ہوا کہ مرثیہ کہنا جو ہمارے ملک مین معمول ہی مکروہ ہی کیونکہ اسمین میت کی تعریف کا مبالغہ ہی اور دعا مین جہر کرنا ہی اور احتمال ہی کہ اس سے یہ مراد ہو کہ جیسے زمانہ جاہلیت مین

ایسے لوگ تھے کہ وقت جنازہ کے میت کی مدح حد سے زیادہ کرتے تھے یہانتک کہ وہ سب محال ہوتا تھا لیکن اصل تعریف اور مدح مکروہ نہین ہی جیساکہ اسپر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دال ہی ابو رداعہ کے حق مین جبکہ وہ شہید ہوے کہ کان اولنا فصولا و آخرنا قفولا و کان یصلی الصلوۃ لوقتہا فصول کے معنی سب سے پہلے واسطے جہاد کے نکلنا اور مستحب ہی کیونکہ یہ طرف عبادت کے شتابی اور جلدی کرنا ہی اور قفول کے معنی جہاد سے لوٹنا ہی اور یہ بھی مستحب ہی کیونکہ یہ دلیل ہی نہایت رغبت کی جہاد پر اور وقت پر نماز پڑہتا تھا یہ بھی صفت ایسی مدح ہی کیونکہ یہ نماز کی محافظت ہی پس معلوم ہوا کہ میت کی مدح کرنی اسطرح جائز ہی لیکن وہ مدح کہ جو میت کے افعال سے خارج ہو اور حد شرع سے گذر جاوے حرام ہی مسئلہ میت اور مقتول کو اوس قوم کی قبر مین دفن کرنا کہ جسمین وہ مرا ہی مستحب ہی اور ایک دو میل میت کو نقل کرکے لیجانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اس سے زیادہ کے واسطے مکروہ کہا گیا ہی اور امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے بھی یہی کیا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مکروہ نہین ہی مسئلہ قبر پر سبزا اوگے ہوئے کانٹے یا گھاس کو کاٹنا مکروہ ہی اور اگر خشک ہو تو مکروہ نہین ہی کیونکہ وہ اپنی سبزی کے زمانہ مین اللہ تعالی کی تسبیح اور تہلیل مین مشغول رہتی ہی اور اہل قبور کو اوس سے اُنس ہوتا ہی اور وصایای ملتقط مین ہی کہ جو چیز مثل کپڑے وغیرہ کے نیچے میت کے قبر مین ڈالی جاتی ہی اوسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور فتاوی مین ہی کہ قاری کا ٹھہرانا نزدیک قبر کے واسطے قرائت کے بدعت ہی مسئلہ واسطے تعمیر باپ کی قبر کے چونہ کاری سے وصیت کرنا جائز ہی اگر یہ نیت مضبوطی کے ہو اور اگر واسطے زینت کے ہو تو جائز نہین ہی اور ابو القاسم رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص ان باتون کی وصیت کرے کہ میری قبر مٹی سے بنائی جاوے یا اوسپر قبہ بنایا جاوے یا کسی کو کچھ دیا جاوے کہ وہ میری قبر پر ہمیشہ پڑھا کرے تو یہ وصیت باطل ہے مسئلہ اہل ذمہ جبکہ اپنی زمین مملوک کو مقبرہ قرار دین تو اس سے منع نہ کیے جاوین کیونکہ یہ انکی ملک ہی اسمین انکو تصرف کرنا جسطرح سے چاہین جائز ہے اور تفصیل اسکی باب احتساب اہل ذمہ مین ہے اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ جب عورت حاملہ مر جاوے اور اوسکو کوئی خواب مین دیکھے

کہ کستی ہی کہ مین بچہ جنی ہون تو اوسکی قبر کو کھولنا نچاہیے مسئلہ ظہیریہ مین مذکور ہی کہ اہل مصیبت کو تین دن اپنے گھر مین بٹھنا کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن ترک کرنا افضل ہی اور محیط مین ہی کہ گھر کے دروازے پر بٹھنا مکروہ ہی کیونکہ یہ عمل اہل جاہلیت کا ہی اور اس سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہی اور جو رواج کہ عجم مین مشہور ہو رہا ہی یعنی شاہراہ مین فرش بچھا کر بیٹھنا نچاہیے اسواسطے کہ یہ تمام برائیون سے زیادہ برا ہی اور قبر کے ہموار اور برابر کر دینے مین احتساب کیا جاوے کیونکہ یہ عادت بعض جاہلون کی ہی اور ہمارے مذہب مین قبر کو ماہی پشت کرنا سنت ہی اور میت کو ایکدو میل نقل کرکے لیجانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن اسپر زیادتی کرنا مکروہ ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اوسکے مرنے سے اہل برادری و قرابت کو خبردار کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور واسطے جنازے کے بازارون مین پکارنا مکروہ ہی اور جامع صغیر خانی مین ہی کہ بعضے متاخرین نے بازارون مین پکارنا اچھا جانا ہی تاکہ لوگ واسطے نماز کے رغبت کرین لیکن اول اصح ہی اور خانیہ مین ہی کہ میت کے غسل دینے والے کو طہارت سے رہنا چاہیے اور عورت حیض یا نفاس والی کو غسل دینا مکروہ ہی اور جنازہ اوٹھانے کے وقت واسطے ذکر کے آواز بلند کرنا مکروہ ہی اور ابراہیم رحمہ اللہ سی مروی ہی کہ جنازے کے ساتھ چلتے وقت لوگون سے یہ کہنا کہ استغفروا لہ غفر اللہ لکم مکروہ ہے یعنی تم لوگ واسطے میت کے خدا سے بخشش چاہو اللہ تعالی تم لوگون کو بھی بخش دیگا اور وقت دیکھنے جنازے کے آدمیون کو کھڑا ہونا مکروہ ہے اور یہی صحیح ہی کیونکہ یہ حکم پہلے تہا کہ جسوقت تملوگ جنازہ دیکھو کھڑے ہوجاؤ پھر یہ منسوخ ہوگیا اور قبر مین پختہ اینٹ کا لگانا مکروہ ہی جبکہ میت سی متصل ہو لیکن اوسکے ماسوئی مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بعد دفن کرنے میت کے پھر اوسکو قبر سے نکالنا مکروہ ہی مگر جسوقت کہ وہ زمین غصب کی ہو یا شفعہ سے لیجاوے لیکن جسوقت کہ قبر مین کوئی چیز چھوٹ جاوے اور بعد مٹی ڈالنے کے معلوم ہو تو پھر قبر کے کھولنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور مقتول یا میت کو اوسی مقام مین دفن کرنا جس جگہ کہ وہ مرا ہی یا شہید ہوا ہی مستحب ہی اگرچہ وہ کسی دوسرے کا مقبرہ ہو

اور اگر قبل دفن کرنے کے ایکدو میل نقل کرکے لیگئے تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور اسیطرح سے اگر
وہ غیر شہر مین مرا تو اوسی شہر مین اوسکو دفن کرنا مستحب ہی اور اگر دوسرے شہر
کیطرف نقل کیا گیا تو کچھ حرج نہین ہی کیونکہ مروی ہی کہ یعقوب علیہ السلام نے مصر مین وفات
پائی اور شام مین دفن کیے گئے اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے ضیعہ مین وفات پائی
اور بعد دفن کے مدینہ طیبہ کیطرف نقل کیے گئے اور بعد مدت کے میت کو اپنی قبر سے نکالنا
نچاہیے مگر ساتھہ عذر کے اور عذر کو ہم اوپر بیان کرچکے ہین شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے
کہا ہی کہ یہ قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہی کہ لا باس بنقل المیت قدر میل او میلین لان النقل من بلد
الی بلد مکروہ یعنی ایکدو میل میت کو نقل کرکے لیجانا مکروہ نہین ہی اسواسطے کہ ایک شہر سے
دوسرے شہر مین لیجانا مکروہ ہی مسئلہ ایک عورت کا بیٹا غیر شہر مین مرگیا اور وہان پر
وہ دفن کیا گیا پس جبکہ وہ آئی تو اوسکی قبر کو کھولکر اپنے شہر مین لیجانا چاہا تو آیا اوسکو قبر
کھولکر لیجانا جائز ہے یا نہین جواب خانیہ مین مذکور ہی کہ بعد دفن کر دینے کے اوسکو
لیجانا نہین جائز ہی اور کتاب الوقف کی فصل رباط اور مقابر مین ہی کہ بعد دفن ہونے میت کے
بغیر عذر قبر سے نہ نکالا جاوے جیساکہ اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین زمین دار الحرب
مین دفن کیے گئے اور پہر وہان سے نقل نہ کیے گئے اور نہ نکالے گئے اور محیط مین ہی کہ
میت کو دفن کرنا ساتھہ ہتیار اور پوستین اور چمڑے اور موزے اور ٹوپی وغیرہ کے
مکروہ ہی اور عمر سے مروی ہی کہ یکفن المراۃ فی خمسۃ اثواب والرجل فی ثلثۃ اثواب لا تعتدوا
ان اللہ لا یحب المعتدین یعنی عورتین ساتھہ پانچ کپڑون کے اور مرد ساتھہ تین کپڑون کے
کفنائے جاوین اور اسیر تلوگ زیادتی نکرو اور حد سے نہ گذرو اسواسطے کہ اللہ تعالی
زیادتی کرنے والے اور حد سے گذرنے والے کو دوست نہین رکھتا ہی اور ہدایہ مین
خنثی کے کفن کے بیان مین ہی کہ لڑکی ساتھہ پانچ کپڑون کے کفنائی جاوے کیونکہ اگر
وہ عورت ہی تو سنت قائم ہوئی اور اگر مرد ہے تو تین پر زیادتی ہوئی اور اسمین کچھ مضائقہ
نہین ہی اور بہتر خرقہ عورتون مین یعنی تہبند مین یہ ہی کہ وہ سینے سے زانو تک ہو
تاکہ بخوبی پردہ ہوجاوے اور بجز زعفران اور ورس کے تمام خوشبوؤن سے مردے کے

کفن کو بسانے مین کچہ مضائقہ نہین ہی اور مرد کو حریر یا ریشم یا کسنبہ کے رنگے ہوئے کپڑے مین دفن کرنا مکروہ ہی لیکن عورت کو نہین دفن کرنا جائز ہی مسئلہ جو شخص کہ مرجاوے اور اوسکے پاس کچہ نہو تو لوگون سے اوسکی تجہیز اور تکفین کے لئے درخواست کرنا چاہیے کیونکہ اگر لوگ اسپر قادر نہون تو فقط واسطے کفن کے کپڑے کے درخواست کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اپنے واسطے سوال پر قادر نہین ہی بخلاف زندہ کے کہ یہ اپنے نفس پر قادر ہی اور سوال کا محتاج نہین ہی اور سب آدمیون سے گذر کرکے جنازہ کو نکال لیجانا مکروہ ہی اور اگر بعضے آدمی اوسکے سامنے ہین اور بعضے پیچھے تو جائز ہی اور سواری پر ہونا ہمراہ جنازے کے کچہ مضائقہ نہین ہی جبکہ وہ جنازے سے دور رہو لیکن جبکہ قریب ہو تو مکروہ ہی کیونکہ اتباع جنازے مین راستہ چلنا بطریق تذلل اور تواضع کے ہی نہ بطریق تکبر کے اور جنازے کے ساتھہ آگ نہ لیجانا چاہیے شرح طحاوی کے وصایا مین مذکور ہی کہ کفن کا خریدنا امور طلب ثواب سی ہے کیا تو نے نہین دیکھا کہ جب میت نے کیسکو وصیت نہ کی اور اوسکا کوئی وارث بھی نہین ہی تو اوسکے اصحاب کو اوسکا مال بیچکر اوسکے واسطے کفن خرید کرنا جائز ہی مسئلہ کافر کے جنازے پر نماز پڑہنا اور اوسکی قبر پر کھڑا ہونا نچاہیے جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ جبتک کہ دفن کیا جاوے پس یہ دلیل ہوئی اسبات پر کہ مسلمانون کو اوسکی قبر پر کھڑا ہونا نچاہیے اور نہ اوسکے جنازے پر نماز پڑہنا احکام جصاص مین مذکور ہے کہ مثلاً اگر کوئی کافر مرے اور اوسکا کوئی ولی نہو مگر مسلمان تو وہ اوسکو دفن کرے یا نہین جواب اوسکو بسبب ضرورت کے دفن کرنا جائز ہے لیکن اوسمین سنت غسل اور دفن کے لحاظ نرکھے بلکہ اوسکو مثل کپڑے پلید کے غسل دیوے اور قبر مین نرکھے بلکہ اوسکو کسی غار وغیرہ مین مثل مردار کے ڈالدے پھر اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ انہ علم قام علی قبر عبد اللہ ابن ابی سلول المنافق یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ بن ابی سلول منافق کی قبر پر کھڑے ہوئے تھے تو ہم کہینگے کہ یہ قبل نزول اس آیت کے تھا پھر بعد نزول اس آیت کے یہ فعل آپکا منسوخ ہو گیا واللہ اعلم۔

تینتالیسوان باب شراب کے بہا دینے اور سور کے مار ڈالنے کے احتساب مین

جبکہ محتسب مسلمانون کے شراب رکھنے یا بیچنے سے خبر پاوے تو اوسکو بہا دیوے اور اوسکے بہانے مین کچہ تاوان نہین ہی کیونکہ یہ بہانا اوسکو فعل منکر سے منع کرنا ہی اور تاوان کا نہونا پس اس سبب سے ہی کہ یہ محسن اور نیکی کرنے والا ہی و ما علی المحسنین من سبیل اور اگر ذمی کی شرابکو غیر محتسب نے بہا دیا تو اسمین دو وجہ ہین یا اوسنے قبل خریدنے کے بہا دیا یا بعد خریدنے کے پس اگر مسلمان نے بعد خریدنے کے ذمی کی شراب کو بہا دیا تو اوسپر کچہ تاوان نہین ہے اگرچہ وہ محتسب نہین ہی کیونکہ جب اوسنے شراب بیچی ہے تو اسنے اوسکے نقصان کرنے کو اپنے دل مین مسلط کرلیا ہے آور جو کوئی کہ غیر کو اوسکے مال کے نقصان کرنے پر مسلط کرے تو اوسپر کچہ تاوان نہین ہی جیساکہ کوئی شخص غیر کی چوپائے کو اوسکے حکم سے یا غیر کے ہاتھ کو اوسکے حکم سے کاٹے تو اوسکو قیمت دینی واجب نہین ہی کیونکہ مسلمان ساتھ قیمت شراب کے ماخوذ نہین ہی اور اگر ضائع کرے اوسکو بغیر خریدنے کے یعنی قبل خرید کے تو اوسپر تاوان ہی اسواسطے کہ شراب اہل ذمہ کے نزدیک مثل سرکہ کے ہی نزدیک مسلمانون کے اسیطرح سے اگر کسی نے مسلمان کے سرکہ کو تلف کیا تو اوسپر تاوان ہی پس اسی بنا پر قبل خریدنے کے شراب بہا دینے مین نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تاوان ہی اور نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ کے اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ دار الاسلام مین شراب مال نہین ہی اور جواب اسکا وہی ہی جو ہم بیان کرچکے ہین آور اگر ذمی کی شراب کو محتسب نے خراب کیا اور بہا دیا تو اوسپر تاوان نہین ہی اسواسطے کہ وہ مجتہد ہی پس اسیوجہ سے جو کچہ کہ اوسکے دلمین آوے اوسکو مصلحت جانکر کرنا جائز ہی اور تفصیل اسکی باب احتساب مین اہل ذمہ کے ہی آور سیر ذخیرہ کی فصل اٹھارہوین مین ہی کہ جس شہر مین نماز جمعہ پڑہی جاتی ہو اور حدود قائم کیے جاتے ہون اومین کسی مسلمان یا کافر کو شراب یا سور داخل کرنا نچاہیے پھر اگر کسی مسلمان نے شراب شہر مین داخل کیا اور کہا کہ مین نشہ کی حالت مین اسطرف آگیا یا مین اس شراب کا سرکہ بنانا چاہتا ہون یا کہا کہ یہ شراب میری نہین ہی بلکہ دوسرے شخص کی ہی اور نام اوسکا نہین بتایا تو دیکھا جاوے کہ اگر وہ آدمی دیندار ہو اور متہم نہو تو چھوڑ دیا جاوے اور اوس سے

کہدیا جاوے کہ اس شراب کا سرکہ بنالے کیونکہ اوسکا ظاہر حال اوسکی راستی خبر پر دلالت
کرتا ہی اور بنا ظاہر کام پر رکھنا واجب ہی جبتک کہ اوسکا خلاف ظاہر نہو خصوصًا ایسی مقام
مین کہ حقیقت حال پر خبردار ہونا ممکن نہوا اور اگر وہ متہم ہو تو شراب کا برتن توڑ دیا جاوے
اور ... فسخ کرسکے جلا دیا جاوے اسواسطے کہ ظاہر حال اوسکا ارتکاب گناہ پر دلالت
کرتا ہی تو اس سی بطور نہی کے فعل منکر سے منع کیا جاوے واللہ اعلم

چوالیسوان باب کہیت اور باغونکے احتساب مین

شرح کرخی مین مذکور ہی کہ حضرت ابن عباسؓ سی مروی ہی کہ زمین پاک کو ساتہہ زمین ناپاک کے
بدلنا مکروہ ہی اور ابن عمر جب اپنی زمین کسی زمیندار کو دیتے تھے تو پہلے شرط کرتے تھے کہ
کروہ زمین کو ساتھہ زمین نجس کے تبدیل نکرے اور سعد سے مروی ہی کہ وہ اپنی زمین کو
اوس سی بدلتے تھے اور امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہی کہ استعمال کرنا زمین پاک کا جائز ہی اور
پہر دوسری جگہ مروی ہی کہ نہین جائز ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اگر مٹی نجاست پر
غالب ہو تو جائز ہی اور صحیح یہ ہی کہ اوسکا استعمال منع ہے مگر جبکہ اوسپر مٹی غالب ہو کیونکہ نجاست
سے نفع لینا مکروہ ہی مثل شراب کے پس جبکہ اوسپر مٹی غالب ہوئی تو حکم عین کا جاتا رہا اور
نجاست تابع ہوئی پس نفع لینا ساتھہ اوسکے تابع ہوا مثل کپڑے ناپاک کے اور جبکہ نفع لینا
جائز ہوا تو بیچ کرنا بھی جائز ہے قوت القلوب مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ لاتتخذوا الضیعۃ فترغبوا فی الدنیا یعنی تم زمین کو مت ٹھہراؤ کہ دنیا مین رغبت کرو

پینتالیسوان باب بدن اور بال کے ساتھہ بدعت کرنیکے احتساب مین

مرد کو ساتھہ سرخی کے خضاب کرنا سنت ہی اور ڈاڑہی مین ساتھہ سیاہی کے اگر جہاد مین
واسطے ڈرانے دشمن کے ہو اوسپر مشائخ رحمہم اللہ کا اتفاق ہی اور اگر واسطے زینت کے
خضاب کرے تو نزدیک عام مشائخ رحمہم اللہ کے مکروہ ہی اسیطرح سے ایک حدیث حضرت
عمرؓ سے وارد ہوئی ہی اور بعضون نے بغیر کراہت کے اسکو جائز رکھا ہی اور مردونکو ہاتھہ
پاؤن مین خضاب کرنا نہین چاہیے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور عورتون کو اسکا مضائقہ نہین ہی
ملتقط مین منقول ہی کہ لڑکیون کے کان کو چھیدنا کچہ مضائقہ نہین ہی لیکن لڑکون کے لئے مکروہ ہے

اور ایسے نام رکھنا جو اللہ تعالی کی کتاب مین مذکور نہین ہین اور نہ سنت نبوی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین ہین اور نہ کسی کا اسلاف نے اسکے ساتھ نام رکھا گیا ہی تو لوگون نے اوسمین کلام کیا
ہی اور بہتر یہ ہی کہ ایسا نام نہ رکھا جاوے تاکہ بدعت سے بچے اور جب ڈاڑہی لانبی ہووے
تو اوسکو کنارے سے کاٹنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور بمقدار قبضہ کے رکھنے مین کچھ باک نہی
نہین ہی اور اگر مقدار قبضہ سے کچھ زائد ہو تو اوسکو چھوڑ دے اور چھوٹا نہ کرے ملتقط ناصری
مین مذکور ہی کہ فتاوی خانیہ مین ہی کہ امام ابو حنیفہ سے مروی ہی کہ جسوقت مین نے سر منڈایا
تو حجام نے تین چیزون مین میری خطا پکڑی ایک یہ کہ جب مین قبلہ کیطرف پیٹھ پھیر کرکے
بیٹھا تو حجام نے کہا کہ قبلہ کیطرف متوجہ ہو کر بیٹھئے دوسرے یہ کہ مین نے اپنے بائین جانب
پیش کی تو اوسنے واہنی جانب پیش کرنے کو کہا تیسری یہ کہ بعد فراغت کے مینے قصد جانے کا
کیا تو اوسنے واسطے دفن کرنے بالون کے کہا پس مین نے پھر کر اپنے بالونکو دفن
کیا پس اس روایت مین بہت فوائد ہین تین تو آداب حلق مین معلوم ہوچکے چوتھے یہ کہ امام
صاحب بھی سر منڈواتے تھے پانچوین یہ کہ نصیحت سُن لینا چاہیے اگرچہ ناصح ارذل اور کمینہ
ہو جیسا کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے حجام کی نصیحت کو سُن لیا چھٹے یہ کہ عقلمند عار اور ننگ نہ کرے
جبکہ اوسکا عیب سامنے برادری کے بعد توبہ کرنے اوسکے کے بیان کیجاوے اسواسطے
کہ شاید ہمین دوسرون کے واسطے عبرت ہو جیسا کہ امام صاحب نے ذکر کیا ساتوین یہ کہ امر بالفعل
ساتھ فعل بنفسہ کے تعبیر کیا جاتا ہے خصوصًا ایسا فعل کہ آدمی کو اپنے نفس سے اوسکا کرنا
ممکن نہو تو گویا کہ وہ مثل فعل اپنے نفس کے ہی اور اسی کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہی کیونکہ امام
ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین نے اپنا سر مونڈا پس اس سے معلوم ہوا کہ ساتھ اسکے واسطے
مونڈانے سر کے حکم کرنا ہی اور حقیقت مین بسبب تعذر کے متروک ہی اور ملتقط ناصری مین
ہی کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بعد مونڈانے سر کے نماز پڑہی اور اونکے کپڑون پر بہت
بال پڑے ہوئے تھے اور اس سے وہ آگاہ کیے گئے پس فرمایا کہ جب ہم اسمین مبتلا ہوئے
تو اکثر اوپر مذہب اہل عراق یعنی ابو حنیفہ رح کے انحطاط اور نزول کرتے ہین اور اس
روایت مین بھی چند فائدے ہین ایک یہ کہ شافعی رح بھی سر مونڈواتے تھے دوسرے یہ کہ

وہ بھی کبھی موافق ہمارے مذہب کے عمل کرتے تھے جب اونکو حاجت ہوتی تھی اور اپنا مذہب ترک کردیتے تھے تیسرے یہ کہ کپڑے پر بال مونڈے ہوئے رہجانے سے جواز نماز کو مانع نہین ہی اگرچہ زیادہ ہون چوتھے یہ کہ میرے مذہب پر عمل کرنے کا نام انحطاط اور نزول رکھا کیونکہ یہ میرے مذہب مین قادح نہین ہی شاید کہ شافعی رحمہ اللہ نے بسبب سہل اور آسان ہونے کے اس مسئلہ پر عمل کیا تو یہ گمان اونکا بموجب انحطاط اور نزول کے ہوا

چھیالیسوان باب فعل بدعت اور ترک سنت کے احتساب مین

قرأۃ قرآن مجید کی زور سے کرنا نزدیک ایسے لوگون کے جو اپنے کامون مین مشغول ہون اور اوسکو نہ سنتے ہون مکروہ ہے کیونکہ اسمین خفت اور سبکی قرآن مجید کی ہی اسیوجہ سے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے واسطے فقیرون کے بازار مین قرآن پڑہنے کو مکروہ جانا ہے پس الحمد کا پڑہنا بعد فرائض اور مکتوبات کے واسطے آسان ہونے کام مشکل کے ایک جماعت مین مل کر مکروہ ہی خواہ وہ اخفا سے ہو یا جہر سے اور اسیطرح جیسے سورۂ کافرون کا پڑہنا آخر تک ساتھ مجمع کے مکروہ ہی کیونکہ یہ بدعت ہے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول نہین ہی پھر اگر کہا جاوے کہ فتاوی مین مذکور ہی کہ ماہ رمضان مین بعد ختم قرآن مجید کے دعا کرنا خود یا ساتھ جماعت کے مکروہ ہی اسواسطے کہ یہ بدعت ہی کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہی اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور باوجود اسکے ہمنے لوگون کو اسطور سے دعا کرتے دیکھا اور کسی کو احتساب کرتے نہ پایا ہم کہینگے کہ فقیہ ابوالقاسم صفار نے کہا کہ اگر رہنے والے اس شہر کے یہ نہ کہتے کہ ہمکو اونھون نے منع کیا تو ہم اونکو منع کرتے آور خانیہ مین مذکور ہی کہ اسسے منع نکیا جاوے **مسئلہ** ساتھ تغنی قرأت قرآن مجید مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ مکروہ نہین ہی بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ من لم یتغن بالقرآن فلیس منا اور نزدیک اکثر مشائخ رحمہم اللہ کے مکروہ ہی اور اسکا سننا حلال نہین ہی کیونکہ اسمین ساتھ فعل فاسقین کے مشابہت ہی اور اسیواسطے اسطرح جیسے اذان کہنا بھی مکروہ ہی **مسئلہ** قاری کو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع العلیم کہنا مستحب نہین ہی اسواسطے کہ یہ درمیان اعوذ اور قرأت کے فرق ہی اور چاہیے کہ اعوذ و قرأۃ

کے ساتھ متصل ہو مسئلہ ہمارے بعضے مشائخ رحمہ اللہ نے دیوار اور محراب جانب قبلہ پر نقش
ونگار بنانے کو مکروہ رکھا ہی کیونکہ یہ نمازی کے دل کو اپنی طرف مشغول کرلیتا ہی جب اوسکی
طرف نظر پڑجاتی ہو مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کپڑا خط دار ہدیہ بھیجا
گیا پس آپ نے اوسکو پہنکر نماز پڑہی بعد فراغت نماز کے آپنے اوسکو اوتار ڈالا اور فرمایا
کہ اسنے مجکو نماز مین اپنی طرف مشغول کرلیا تھا اور شرح سیر کبیر مین فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ نے
ذکر کیا ہی کہ دیوار کو منقش کرنا مکروہ ہی خواہ وہ کم ہو یا زیادہ لیکن چھت کو منقش کرنا اگر کم ہو
توجائز ہی وگرنہ مکروہ ہی مسئلہ بعد نماز کے تکبیر کہنا مکروہ ہی اسواسطے کہ یہ بدعت ہی یعنی
سوای نحر اور ایام تشریق کے تکبیر کہنا بیجا ہی مسئلہ ملتقط مین منقول ہی کہ حلوا فروش وقت
کھولنے حلوے کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صلی اللہ علی سیدنا محمد کے کہنے سے گنہگار ہوتا
ہے اور اسی کو فقیہ نے بھی اخذ کیا ہے واللہ اعلم

سیتالیسوان باب نگهبانون کے احتساب مین

خانیہ مین مذکور ہی کہ حارس حراست مین جب لا الہ الا اللہ یا مانند اسکے کہے تو علما نے
کہا ہی کہ اس کہنے سے وہ گنہگار ہوتا ہی اسواسطے کہ یہ اسکا عوض لیتا ہی کہتا ہی بندہ نیک کہے
اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ میرے نزدیک اسپر وہ ثواب پاویگا اسواسطے کہ وہ عوض نگہبانی
اور پاسبانی کے عوض لیتا ہی نہ ذکر پر اسواسطے کہ اگر وہ پاسبانی کرے اور ساتھ دوسرے
کلام کے پہرہ دیوے تو اجر کا مستحق ہوتا ہی پس اس سی معلوم ہوا کہ ذکر مین یہ طالب ثواب ہے
نہ مستاجر اور اسواسطے کہ اگر ہم اوسکو ذکر سے منع کرین اور وہ واسطے کلام بالجہر کے محتاج
ہوتا ہی توہم غنا اور راگ مین پڑنے سے مامون اور بیخوف نہین ہین حالانکہ یہ حرام ہے
محیط کے باب الاذان مین مذکور ہی کہ امام محمدؒ سے مروی ہی کہ جب کسی شہر والے ترک اذان
پر اجماع اور اتفاق کرین توہمکو اونسے مقاتلہ کرنا چاہیے اور اگر ایک نے یہ کیا ہی تو اوسکو
تعزیر دینی چاہیے اور قید کرنا چاہیے اسیطرح تمام سنتون کا حال ہی اور امام ابو یوسفؒ
رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جب کسی فرض کے قائم کرنے سے لوگ مانع ہون تو اونسے مقاتلہ
کیا جاوے اور اگر ایک شخص مانع ہو تو ضرب اور تادیب کیا جاوے لیکن سنتین مثل نماز

عید اور نماز با جماعت اور اذان کے پس مین اونکو اس سے باز رہنے کے واسطے حکم کرین اور اونکو تعزیر دون اور قتال نہ کرون تا کہ فرق درمیان سنت اور فرض کے ہوجاوے اور امام محمدؒ نے کہا ہی کہ اذان اور نماز عید اگرچہ سنت ہین مگر یہ علامات دین سے ہین اونکے ترک پر اصرار و اتفاق کرنا خفت اور سبکی دین کی ہی پس اسپر مقاتلہ کرنا چاہیے اور مکحول رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ اونھون نے کہا کہ سنت دو طرح پر ہے ایک یہ کہ جسکے کرنے مین ہدایت ہی اور نہ کرنے مین کچہ حرج نہین ہی دوسری یہ کہ اوسکے کرنے مین ہدایت ہو اور نہ کرنے مین گمراہی ہی مثل اذان اور اقامت اور نماز عید اور جماعت کے پس اسپر مقاتلہ کرنا چاہیئے مگر جبکہ اسکو ایک شخص کرے تو اوسکو بسبب ترک کرنے مؤکدہ کے ساتھ قید کے تعزیر دینی چاہیے نہ مقاتلہ کیونکہ اسکا کرنا طرف خفت اور سبکی دین کے مؤدی نہین ہی مسئلہ ترہب اور رہبانیت یعنی اپنی عورتون سے جدا ہونا اور اونکے ساتھ صحبت کو حرام رکھنا اور اپنے نفس کو مثل راہبین کے ٹھہرانا حرام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام اور کہا کہ لیس فی دیننا الترہب اور کہا کہ من ترہب فلیس منا اور کہا کہ رہبانیۃ ہذہ الامۃ الجہاد فی سبیل اللہ واقامۃ الصلوۃ بالجماعۃ یعنی اس امت کی رہبانیت اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرنا اور نماز کو ساتھ جماعت کے ادا کرنا ہی اور شرح کرخی مین ہی کہ کسیکو اس صورت سے کہنا نہ چاہیے کہ اسالک بحق فلان او بحق انبیائک او رسلک او بحق البیت والمشعر الحرام ونحوہ اور ذبائح ملتقط مین ہی کہ بازار و مین تکبیر تشریق کہنے سے ایام تشریق مین منع کیا جاوے واللہ اعلم

اڑتالیسوان باب فرضیت احتساب کے سقوط کے بیان مین

جب احتساب کے قائم کرنے سے عاجز ہو تو فرضیت احتساب کی ساقط ہوجاتی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ائتمروا بالمعروف وتناہوا عن المنکر فاذا رأیت الدنیا مؤثرۃ وشحا مطاعا واعجاب کل ذی رای برایہ فعلیک نفسک فان بعدکم ایام الصبر للمتمسک یومئذ بمثل الذی انتم علیہ کاجر خمسین عاملا فقالوا یا رسول اللہ کاجر خمسین عاملا منہم قال لا بل کاجر خمسین عاملا منکم یعنی تم امر معروف پر عمل کرو اور فعل منکر سے بچو اور جب تم دنیا کو

دیکھو اثر کرتی ہوئی بخیلی اور حرص کو پیچھے لگی ہوئی اور اہل رای کی رای اپنی رای پر تو تم لازم پکڑو
اپنے نفس کو اسواسطے کہ بعد تمہارے صبر کے دن ہین اور واسطے مسک کرنیوالے کے بھی ہے
لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مثل پچاس عمل کرنے والے کے اونمین سے فرمایا نہین
بلکہ مثل پچاس عمل کرنے والے کے تم مین سے اور مسروق رحمہ اللہ نے قولہ تعالی ان ارضی
واسعة مین کہا ہی کہ تم لوگ جب فاجر کو دیکھو اور اوسکو تغیر نہ کر سکو تو اوسپر ترشروئی کرو اور
ابن عباس رض سے مروی ہی کہ جو شخص دو سے بھاگا وہ بھاگا اور جو کوئی تین سے بھاگا
وہ نہین بھاگا اور سفیان رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ مین نے شبرمہ رض سے سنا ہی کہ وہ کہتے
تھے کہ امر معروف کا یہی حال ہی اگر دو آدمی ہون تو امر کرے اور اگر تین آدمی ہون تو
اونسے ڈرے پس وہ اوسکے ترک کرنے سے گنجایش مین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ اذا رأیت المنکر فلم تستطع لہ تغیرا فحسبک ان تعلم اللہ انک لہ منکر بقلبک یعنی جب تم
منکر اور برائی دیکھو اور اوسکو تغیر نہ کر سکو تو تمکو فقط اپنے دل سے اوسکو برا جاننا کافی ہے
اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا رأیتم امرا
لا تستطیعون تغیرہ فاصبروا حتی یکون اللہ ہو الذی یغیرہ یعنی جب تم کوئی ایسا کام دیکھو کہ
اوسکے تغیر کے استطاعت نہ رکھتے ہو تو صبر کرو یہانتک کہ اللہ تعالی اوسکو تغیر کر دے
کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو کہ یہ اوسوقت ہی کہ جب کسی چیز کا سوال
نکیا جاوے لیکن جبکہ سوال کیا جاوے تو اوسکو حلال نہین ہی مگر حق کے ساتھ جواب دینا

نقل ابو اسحاق فزاری جب ہارون رشید کے پاس ساتھ مصیبت کے گئے تو یوسف بن
اسباط نے اونکو لکھا کہ تم اوس شخص کے پاس گئے اور اوسکو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
نہ کیا حالانکہ اوسنے حریرا اور دیبا ظاہر کیا تھا پس ابو اسحق نے اونکو لکھا کہ تم نے اسلام
مین یاد نہ کیا مگر حریرا اور دیبا اور ناحق خونریزیان اور زناکاریان اور مالون کو ظلم سے
لے لینا یہ سب بھول گئے حالانکہ وہ کہتے تھے کہ جب عالم کو خوف ہو تو وہ گنجایش مین
ہی جبتک کہ سوال نہ کیا جاوے اور مین کسی چیز سے سوال نہین کیا گیا ہون **مسئلہ**
جس شخص کو کسی امیر نے بلا کر چند چیزون سے سوال کیا اور حال یہ ہے کہ اگر جواب ساتھ

حق کے دیتا ہی تو اوسکو ضرر پہونچتا ہی وگر نہین تو اوسکو جواب ساتھ حق کے دینا چاہیے
جبکہ خوف قتل یا بعضے جسم کے ضائع جانے کا یا اپنے مال کے لوٹ جانے کا نہو اور اگر ہی
تو خلاف جواب دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اسپر یہ دلیل ہی کہ جو شخص کہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر سے عاجز ہو اور اس سے سکوت اختیار کرے اور اوسکو معصیت جانکر اپنے
دل مین مکروہ جانے تو وہ معذور ہی اور اوسکو بلا ہی نافرمانی شامل نہوگی قصہ اوس
قریے کا جو دریا پر تھا عکرمہ سے روایت ہی کہ مین ابن عباس رضہ کے پاس
آیا اوس حالت مین کہ وہ سورہ اعراف کی تلاوت فرماتے تھے اور روتے تھے تو مین اونکے
نزدیک ہوکر قرآن مجید کے دونون مصحفون کو بند کر دیا اور رونے کی وجہ اونسے پوچھی
اونھون نے فرمایا کہ مجھکو ان ورقون نے رولایا ہی اور فرمایا کہ تم اسکی تاویل جانتے ہو
مین نے کہا کہ ہان اللہ تعالی نے اس قریے مین ایک قوم یہود کو رکھا تھا اور ساتھہ مچھلیون
کے اونکا امتحان لیا تھا اور وہ مچھلیان اونپر شنبہ کے دن حرام کی گئین تھین اور باقی دنون
مین حلال اور وہ مچھلیان شنبہ ہی کے روز باہر نکلتی تھین اور باقی دنون مین گھسکر بیٹھہ
رہتی تھین یہانتک کہ اونکا تلاش کرنا لوگون کو مشکل ہوجاتا تھا پس اوس قوم نے جمع کیا اور
اپنی اپنی مختلف رائے ظاہر کی بعضون نے کہا کہ تمپر اللہ تعالی نے شنبہ کے دن مچھلی کھانا
حرام کیا ہی نہ شکار کرنا پس اسکو شنبہ کے دن شکار کرو اور باقی دنون مین کھاؤ اور بعضون
نے کہا کہ اللہ تعالی نے تمپر اونکا شکار کرنا اور اونکو بہگا دینا اور ایذا دینا حرام کیا ہی الحاصل
یہ لوگ تین گروہ تھے ایک گروہ داہنے اور دوسرا بائین اور تیسرا درمیان مین پہلا کھڑا
ہوا اور اونکو اوسدن مین شکار کرنے سے منع کرنے لگا اور کہا کہ اللہ تعالی تمپر عذاب
بھیجے گا اور دوسرے فرقے نے اپنے ہاتھہ اور زبان روکی یعنی نہ اونسے شکار کیا اور نہ لوگونکو
اوس سے منع کیا لیکن فرقہ درمیانی پس اونسے اوسدن مچھلیون کا شکار کیا اور وہ فرقہ کہ
جسنے اپنی زبان اور ہاتھہ کو روکا تھا کہنے لگا کہ لم تعظون قوما ن اللہ مہلکہم او معذبہم عذابا شدیدا
اور جو لوگ کہ منع کرتے تھے اونھون نے کہا معذرۃ الی ربکم ولعلہم یتقون پس جن لوگون نے
کہ مچھلیان پکڑی تھین شہر مین داخل ہوئے اور دوسرے لوگ اونکے ساتھہ نہ داخل ہوئے

اور اونکو پکارا پس کچھہ اون لوگون سے جواب نہ پایا پھر ان لوگون نے کہا کہ شاید اللہ
تعالی نے اونکو خسف کر دیا یا دھنسا دیا یا اونکو سنگسار کیا پھر ایک شخص واسطے دریافت کرنے
اونکے حال کے زینہ پر چڑہا اور اوسنے وہان سے جھانکا تو دیکھا کہ وہ لوگ بندر ہو گئے ہین
اور اللہ تعالی نے اونکی صورت اصلی کو بدل دیا ہی پس اوسنے یہ دیکھکر چیخا اور دروازہ توڑکر
اپنے گھرون مین گھس گئے اور کہنے لگے کہ کیا ہمنے تمکو اللہ تعالی کی نافرمانی سے منع نکیا تہا
اور تمکو وصیت نہ کی تھی پس وہ سب اپنے سرون سے اشارہ کرتے تھے کہ ہان اور اونکے آنسو
اپنے منہ پر آنسو بہاتے تھے پس اللہ تعالی نے خبر دی کہ ہمنے منع کرنے والون کو نجات
دی اور ظالمون کو پکڑ لیا پھر اب لوگون نے آپس مین بھی اختلاف کیا ہی کہ وہ لوگ کیتنے تھے
پس بعضون نے کہا ہی کہ وہ دو فرقہ تھے ایک منع کرنے والا اور دوسرا نافرمانی کرنیوالا
اوّل نے نجات پائی اور دوسرا ہلاک ہوا اور بعضون نے کہا کہ وہ چار فرقے تھے
ایک وہ کہ مچھلیان پکڑتے دوسرا وہ فرقہ کہ مداہنت اور سستی کرتا تھا تیسرا وہ فرقہ
کہ خاموش تھا چوتھا وہ فرقہ کہ منع کرتا تھا پس دو فرقون نے نجات پائی ایک منع کرنیوالا
دوسرا خاموش رہنے والا اور دو فرقہ ہلاک ہوئے ایک مداہنت کرنے والا اور دوسرا
نافرمان یہ تمام تفسیر فقیہ ابو اللیث سے منقول ہی اور تفسیر امام ناصر الدین لبستی رحمہ اللہ مین
ہے کہ ابن عباس رضہ نے کہا کہ لیت شعری ما فعل اللہ بالذین قالوا لم تعظون قوما یعنے
کاش مجکو خبر ہوتی کہ اللہ تعالی نے اس حیلہ کہنے والے کو کیا کیا عکرمہ نے کہا مجکو اللہ
تعالی تمپر قربان کرے اون لوگون نے نجات پائی کیا تمنے نہین دیکھا کہ وہ لوگ کیونکر ڈرے
اور اوسکو مکروہ جانا اور کہا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حلہ پہنایا اور بیان مین آیا
نے کہا کہ منع کرنے والے اور مکروہ جاننے والے نے نجات پائی اور جو لوگ کہ خطا وار
ہلاک ہوئے اور فتادی ظہیریہ وغیرہ مین ہے کہ جو شخص قرآن مجید ساتھ لحن کے زور کر
پڑہتا ہی اور اپنا لحن اور خوش آوازی دوسرونکو سناتا ہی تو اوسکو اوس لحن پر منع کرنا چاہئے
ہی یا نہین پس اسمین کہا گیا ہی کہ اگر منع کرنے والا جانے کہ اگر منع کرنا نفع کریگا تو منع کرے
اور اگر جانے کہ وہ منع کرنے سے عداوت اور بغض رکھیگا پس اس حال مین اگر وہ ترک

کرے تو اوسکو گنجایش ہے کیونکہ اس سے مقصود امر کا ماننا ہی اور جب یہ نہو تو امر کرنا واجب
نہین ہوا اور عزیمت یہ ہی کہ اوسکو اسکا امر کرے اگرچہ اوسکو ضرر لاحق ہو اسواسطے کہ شاید
اوسپر توبہ کا دروازہ مفتوح ہوجاوے اور اسیطرح اگر اوسکو چند بار ادب سکہا وے اور
امر کرے اور وہ ادب پذیر نہوے پس اگر ترک کیا تو رخصت ہی اور اگر امر کیا تو عزیمت ہی
اسواسطے کہ آدمی نہین جانتا ہی کہ عاصی اور گنہکار توبہ کی توفیق کب پائیگا اور کفایۂ شعبیہ
مین مذکور ہی کہ مروی ہی کہ ابو محجن ثقفی ہمیشہ شراب خواری کرتے تھے پس ایک مرتبہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اونپر حد جاری کی اور وہ اس سے باز نرہے پہر دوسری بار حد جاری
کی پہر وہ باز نرہے تو مجبور ہوکر عمر رض نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اور خالد رض
صاحب لشکر تھے اور حکم کیا کہ انکو لیجائین جہان کہین کہ جاوین پس خالد بن ولید نے انکو
قید کیا اور منزل بمنزل انکو اپنے ساتھ لیجاتے تھے یہانتک کہ وہ قریب قادسیہ کے
پہونچے اور ہر روز خالد واسطے محاربہ اور قتال کے جاتے تھے اور دشمن تین سو ساٹھ ۳۶۰
میل تک سامنے مسلمانون کے آچکے تھے پس خالد ایک روز بیمار ہوگئے اور لڑائی تک سکر
تو چھت پر چڑہکر لڑائی کو دیکھنے لگے اور مسلمانون مین ہزیمت دیکھکر اپنے دلمین غصہ ہوکے
اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہنے لگے تو ابو محجن نے یہ سنکر خالد بن ولید کی بی بی سے
کہا کہ اللہ تعالی کا عہد و پیمان لیکر مجکو اجازت دو کہ مین جاؤن اور دشمنان خدا سے لڑون
اور پہر پہر آؤن تو اوہنون نے اونکو چھوڑ دیا پس ابو محجن نے دو گھوڑے اور ہتیار اونسے
مانگے تو اوہنون نے اوٹنی جو خالد کی سواری کی تھی اور اونکی زرہ اور نیزہ اور خود دیدیا وہ
اوسپر سوار ہوکر لڑائی مین گئے اور خوب لڑے یہانتک کہ دشمن بھاگ گئے اور وہ واپس
واپس آکر پہر اپنے کو مقید کیا پس اتنے مین خالد رض چھت سے اوترے اور کہا کہ مسلمانون
پر ہزیمت تھی مگر اللہ تعالی نے ایک شخص کو اوٹنی ابلق پر ظاہر کیا اور اوسکے پاس نیزہ
اور زرہ مثل نیزہ اور زرہ میرے کے تھی اور وہ دشمنان خدا سے خوب لڑا یہانتک
کہ سب بھاگ گئے اور وہ بھی پہر گیا پس اونکی بی بی نے کہا کہ وہ شخص ابو محجن تھے جب
اوہنون نے سنا کہ مسلمانون پر ہزیمت ہی تو اونے اللہ کی قسم کھائی کہ ہم خود بہ لڑینگے

اور پھر ابوبس آئین گے مجکو چھوڑ دو ویس مین نے چھوڑ دیا اور تمہاری سواری اور ہتیار اونکو دیدیے خالد رضہ رونے لگے اور اونکے احوال سے حضرت عمر رضہ کو خبر دی بس آنحضرت نے جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من عبد اللہ عمر الی ابی محجن اللہ اللہ یا ابی محجن پھر جبکہ ابی محجن نے یہ دیکھا تو روئے اور کہا کہ ای خالد مین نے توبہ کی کہ اب کبھی شراب نہ پیونگا کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ اتبک مجھے کوڑے مارتے تھے اور اسوقت مجھے اللہ تعالی سے ڈرایا ہے مسئلہ جبکہ ممنوعات اور منکرات بہت ہوجاوین اور مومن اوسکے دفع کرنے پر قادر نہو اور خاموش رہے اور کچھ بات نہ کرے تو آیا گنہگار ہوتا ہی یا نہین جواب اگر احتساب سے عاجز ہو تو ترک سے گنہگار نہین ہوتا کیونکہ تکلیف وسعت اور فراخی کو مقدر کرتی ہے لیکن ساتھ اسکے حزین اور غمگین رہنا چاہیے کفایہ شعبی کی مجلس آخر مین مذکور ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یاتی علی امتی زمان یذوب قلب المومن کما یذوب الملح فی الماء لکثرۃ ما یری من المنکرات ولا یقدر علی دفعہ یعنی میرے امت پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اونکا دل مثل نمک کے پانی مین گھلیگا بسبب زیادہ ہونے منکرات کے اور نہ قادر ہونگے اوسکے دفع پر مسئلہ جبکہ نماز مین فعل منکر دیکھے تو آیا نماز کو تمام کرے یا توڑ ڈالے جواب اگر ایسا امر ہو جو تمام کرنے نماز سے فوت نہو تو نماز کو تمام کرے بسبب امکان جمع کے دونون عبادتون مین اور اگر فوت ہو تو دیکھے کہ اگر وہ نہی عن المنکر سے ہے واسطے نفس اپنے کے تو افضل یہ ہی کہ نماز پوری کرے کیونکہ اسکی نماز اسکے واسطے نافع تر ہی تمام ماسواسے اور اگر نماز کو توڑے تو جائز ہے بسبب دفع کرنے ضرر کے اپنی نفس سے اسکی مثال یہ ہی کہ ایک شخص نے نماز شروع کی اور اوسکے روبرو اوسکے اسباب مین سے کوئی چیز رکھی ہوئی تھی اور کوئی چور آیا اور اوسکو چورانا چاہا بس اب دیکھنا چاہیے کہ اگر اوسکی قیمت ایکدرم سے کم ہی تو نماز کو تمام کرے کیونکہ درم سے کم کا اعتبار نہین ہی اور اگر قیمت ایکدرم ہی تو نیت نماز کی توڑنی جائز ہی اور پھر قضا کرے اوسکو اگرچہ نماز نفل کی ہو واسطے دفع کرنے ضرر کے اپنے نفس سے لیکن افضل یہ ہی کہ قطع نہ کرے کیونکہ تسمیم از

رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ اونھون نے اپنے گھوڑے سے اوتر کر نماز شروع کی
اور چور آیا اور اونکے گھوڑے پر سوار ہوا اور لے گیا تو اونسے کہا گیا کہ تمنے نماز کی
نیت کو کیون نہ توڑ ڈالا پس جواب دیا کہ مجکو خدا سے شرم آئی کہ بسبب گھوڑے کے
کہ جسکی قیمت محض بارہ ہزار ہے نماز کو خراب کرون اور اگر آئین کوئی اور مصلحت
ہو تو فضل یہ ہی کہ نماز کو قطع کرے اور اگر قطع نہ کی تو گنہگار ہوگا جیسا کہ کسی اندھے
کو دیکھے کہ اوسکی راہ مین کنوان ہی اور وہ اوسمین گرنے کے قریب ہی یا آدمی کو دیکھے
کہ وہ پانی مین ڈوبتا ہی اور نکل نہین سکتا ہی تو نماز ہی کو اولی اور فضل یہ ہی کہ نماز کو
توڑ ڈالے اور اپنے برادر ایمانی کی اعانت کرے کہ وہ مقام ہلاکت سی نجات پائے اور
اسیطرح سے اگر آدمی کو دیکھا کہ غیر کے مال کو چراتا ہی تو جائز ہے کہ نماز کو فاسد کرے
اور اوسکو چوری سے منع کرے یہ سب کفایۂ شعبیہ کے باب ودیعت مین منقول ہی اور
کہا گیا ہی کہ اگر نماز مین شتابی کی واسطے دور کرنے منکر کے تو یہ زیادہ قریب ہے
سنت سی جبکہ نماز کو تمام کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انی
لاقوم فی الصلوۃ ارید ان اطول الیہا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی کراہیۃ ان اشق علی
امہ یعنی مین کھڑا ہوتا ہون نماز مین اور چاہتا ہون کہ نماز کو دراز کرون کہ ناگاہ بچے کا
رونا سنتا ہون پس مختصر کرتا ہون نماز کو بسبب کراہیت اس بات کے کہ اوسکی مان پر
دشوار بنے اور شاق ہو اور ایک روایت مین صحیح بخاری کی ہی کہ فاتجوز فی صلوتی مما اعلم
من شدۃ وجد امہ من بکائہ یعنی مختصر کرتا ہون مین نماز کو کیونکہ مین شدت غم اور الم کی اوسکی
مان پہ اوسکے رونے سے جانتا ہون واللہ اعلم۔

اونچاسوان باب تواضع کے احتساب مین

جو شخص کہ غیر اللہ کو سجدہ کرے یا اوسکے واسطے جھکے یا اوسکے سامنے زمین کو بوسہ دے
وہ مستوجب احتساب ہی فقیہ ابو جعفر رض نے کہا ہے کہ جو کوئی سامنے بادشاہ یا امیر کے
زمین کو بوسہ دیوے یا اوسکے واسطے سجدہ کرے پس اگر یہ بطور تحیت کے ہو تو کافر
نہین ہی مگر مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوتا ہی اور اگر بہ نیت عبادت کے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کچھ

نیت ہی نہو تو کافر ہوتا ہی اور ملتقط ناصری مین ہی کہ واسطے غیر خدا کے حقیقۃً سجدہ کرنے سے کافر
ہوتا ہی اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہی کیونکہ یہ فعل مجوس کے مشابہ ہی مسئلہ سوای
عالم یا بادشاہ عادل کے کسی دوسرے کے ہاتھ چومنے مین لوگون نے اختلاف کیا ہی بعضون
نے کہا ہی کہ مطلقًا مکروہ نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر تعظیمًا ہو تو مکروہ نہین اور اگر دنیا
کے اعتبار سے ہو تو مکروہ ہی اور بشر حافی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ خلیفہ ماموں کا ہاتھ چومنا
فسق ہی کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اگر بشر حافی رحمہ اللہ ہمارے
اس زمانے مین زندہ ہوتے اور ہمارے ائمہ اور پیشواؤن کے افعال وقت جانے دربار
شاہی کے دیکھتے تو نہین معلوم کہ انکے حق مین کیا کہتے اور جبکہ یہ حال ہی ہاتھ کے چومنے
مین تو پانون کے چومنے مین کیا حال ہوگا اور اس سی بدتر رسم اور قدم گھوڑے کا چومنا
ہی جبکہ کوئی بادشاہ کو اپنا گھوڑا اعطا کرے اور ملتقط ناصری مین ہی کہ واسطے غیر اللہ کے
تواضع کرنا حرام ہی اور کفایہ شعبی کے باب التقبیل مین ہی کہ جب واسطے غیر اللہ کے سجدہ کیا
کافر ہوا کیونکہ زمین پر پیشانی کا رکھنا جائز نہین ہی مگر واسطے اللہ تعالی کے اسو اسطے کہ
مروی ہی کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
لوگ آپ پر ایمان لا چکے ہین اور مین آپ پر ایمان نہ لاؤنگا جبتک کہ آپ مجکو برہان
خالص یا برہان خاص نہ دکھائینگے تو ارشاد ہوا کہ تو اس درخت کے پاس جا اور کہدے
کہ تجکو رسول اللہ بلاتے ہین پس وہ گیا اور اوسیطرح سے اوس درخت سی کہا پس وہ درخت
ہلکر زمین سے اوکھڑ گیا اور اعرابی کے ساتھ آپکی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا پس
ارشاد ہوا کہ تو اپنی جگہ پر پھر جا پس وہ پھر گیا اور اوسکی ہر رگ اپنی اپنی جگہ پر قائم
ہوگئی تب اعرابی نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک لرسول اللہ اور عرض کی
کہ یا رسول اللہ جسطرح سے ہمنے آپ سی برہان چاہی اوسیطرح سے اگر آپ اجازت دین
تو مین آپکے واسطے نماز پنجگانہ پڑھون اور سجدہ کرون پس آپنے فرمایا کہ لو اجازت لسجدۃ
لغیر اللہ لامرت لامراۃ ان یسجد لزوجہا یعنی اگر سجدہ واسطے ماسوا اللہ کے جائز ہوتا
تو مین عورتونکو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہرون کو سجدہ کرین اور معنی اور وجہ اسمین یہ ہی

کہ عبادت یعنی سجدہ خاص واسطے اللہ تعالی کے ہے پس جو شخص کہ واسطے غیر اللہ کے کرے کافر ہے کیونکہ اسنے غیر کو اوسکا شریک بنایا ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ ایک قوم یا ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا پس ایک شخص شریف اور رئیس وہان آیا اور قاری اوسکی تعظیم کے واسطے کھڑا ہوگیا پس اگر یہ آنے والا عالم یا اسکا باپ یا اوستاد ہی کہ اسنے اسکو یہ علم سکھایا ہی جائز ہی اور واسطے ماسوا انکے کے جائز نہین ہی مسئلہ جھکنا اور سجدہ کرنا واسطے غیر اللہ کے اور سوای بادشاہ عادل یا عالم کے کسی دوسرے کا ہاتھ چومنا جائز ہی یا نہین جواب مروی ہے کہ حضرت عمر رض کے زمانے مین ایک مجاہد جنگ آزما روم مین قید ہوئے اور وہ بہت قوی ہیکل اور ہیبت ناک تھے پس اونکو کلب روم نے بلایا اور اوسکے دروازہ پر زنجیر لگی تھی کہ کوئی نہین داخل ہوسکتا تھا مگر بصورت رکوع کرنے والے کے پس جبکہ یہ آئے اور ایسا دیکھا تو ٹھہرے اور بصورت رکوع کے داخل ہونے سے باز رہے تو لوگون نے اوسنے کہا کہ داخل ہو تو اونھون نے جواب دیا کہ مجکو سیدنا محمد صلعم سے شرم آتی ہے کہ کافر کے پاس بصورت رکوع جاؤن پس کلب روم نے حکم کیا کہ زنجیر کو کھولڈالین پس داخل ہوئے اور اوسکے ساتھہ کلام کیا اور کلب روم نے اونکو کہا کہ تم میرا دین اختیار کرو تمکو ہم اپنی مہر اور ملک روم عطا کرینگے جو تم چاہو وہ کرو پس اونھون نے کلب روم کو جواب دیا کہ دنیا سے کسقدر رہے یعنی تیرا ملک کلب روم نے کہا کہ تہائی یا چوتھائی ہے پس جواب دیا کہ اگر دنیا تمام جواہر سرخ ہو اور بعوض نہ سننے اذان کے مجکو دین تو ہرگز مین اوسکو قبول نہ کرونگا پھر کلب روم نے اوسنے کہا کہ اذان کیا ہی آپنے جواب دیا کہ اذان اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ ہے پس کلب روم نے کہا کہ اسکے دلمین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ثابت ہی اور اسکا جانا اس سے غیر ممکن ہی پھر حکم کیا کہ ایک دیگ مین تیل جوش کیا جاوے اور جب وہ جوش مین آوے تو یہ ڈالدیے جاوین یہانتک کہ یہ بوقت جوش اوسکے بسم اللہ کہکر اسطرف سے داخل ہوئے اور اوسطرف سے نکلگئے پس یہ دیکھکر اوسنے تعجب کیا پھر کہا کہ اب انکو اندھیرے گھر مین قید کردو اور کوئی چیز واسطے

کھانے پینے کے انکو نہ دیں وہ اوسکے حکم سے قید کیے گئے اور روزن اور سوراخ سے
ہر روز سور کا گوشت انکی طرف ڈالتے تھے اور یہ اوسکو نہ کھاتے تھے حتی کہ چالیس روز
تک انکو بند رکھا اور دروازہ نہ کھولا پھر جبکہ چالیس روز پورے ہوئے تو دروازہ کھولا
اور دیکھا کہ وہ سب گوشت جمع ہو رہا ہے اوسنے پوچھا کہ اسکو تمنے کیون نہین کھایا حالانکہ دین
محمدی مین وقت ضرورت کے حلال ہیں اونھون نے کہا کہ اگر مین اسکو کھالون تو
تم خوش ہوگے کہا کہ ہان پھر کہا کہ بسبب غصہ دلانے تمہارے کے ہمنے نہین کھایا
کلب روم نے کہا کہ اگر تم اسکو نہین کھاتے ہو تو تم مجکو سجدہ کرلو تاکہ مین تمکو اور تمہارے
ساتھیون کو جو قید مین ہین چھوڑ دون جواب دیا کہ سجدہ کرنا دین محمدی مین کسی و سر کو
حلال نہین ہی مگر اللہ تعالے کو کلب روم نے کہا کہ اچھا میرے ہاتھ کو بوسہ دو کہ مین تمکو
اور تمہارے ساتھیون کو چھوڑ دون جواب دیا کہ یہ بجز باپ اور بادشاہ عادل کے دوسرے
واسطے حلال نہین ہی کلب روم نے کہا کہ میری پیشانی پر بوسہ دو کہا کہ مین اسکو ایک شرط
پر کرونگا اور وہ یہ ہی کہ مین جسطور سے چاہونگا بوسہ دونگا اوسنے کہا کہ اچھا آپنے اپنی
آستین کو اوسکی پیشانی پر رکھا اور بوسہ دیا اور نیت اپنی آستین کے بوسہ کی کی پس اوسنے
انکو اور ساتھیون کو چھوڑ دیا اور بہت سامان اونکو عطا کیا اور عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ
کہ اگر یہ شخص میرے ملک اور دین مین ہوتا تو البتہ ہم انکی عبادت کے معتقد ہوتے
پھر جبکہ یہ حضرت عمر رضی کی خدمت مین آئے تو آپنے فرمایا کہ اس مال سے تم تنہا نفعمندی
نہ حاصل کرو بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو بھی شریک کرلو کیونکہ وہ محتاج ہین پس آپنے
کئی احکام پر دلالت کی ایک یہ کہ اس قسم کے کام اور ایسی امور حالت اکراہ مین بھی
نہ کیے جاوین اور واقعات ناطفی مین ہی کہ اگر اہل حرب نے مسلمان سے کہا کہ بادشاہ
کو سجدہ کر نہین تو ہم تجکو قتل کرینگے تو فضل یہ ہی کہ سجدہ نکرے کیونکہ یہ ظاہر مین کفر
ہے اور آدمی کے واسطے افضل یہ ہی کہ وہ کام نہ کرے جو صورت کفر کی ہو اگرچہ حالت
اکراہ مین ہو اور واسطے بادشاہ وغیرہ کے جھکنا مکروہ ہی کیونکہ یہ ساتھ فعل مجوس کے
مشابہ ہی اور غیر عالم اور غیر بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینے مین دو حال ہین

اگر وہ مسلمان ہو اور بہ نیت تعظیم مسلمان کے بوسہ دے تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر مراد
اوس سے عبادت ہو یا اوس سے کسی چیز کا سوال کرنا ہو تو مکروہ ہے اور امام صدر الشہید رح
اس باب مین فتوی کراہت کا دیتے تھے بدون تفصیل کے اسیطرح محیط مین منقول ہی
اور تذکرۃ الاولیا مین منقول ہی کہ کسی بزرگ نے ایک مالدار سے بقصد طلب اسباب دنیا
تواضع کی تہی اوسکے کفارے مین ہزار ختم قرآن مجید کے کئے واللہ اعلم۔

بچاسوان باب محتسب منصوب اور محتسب متنفل کے فرق مین

ابو سعید خدری رض سے مروی ہی کہ جب کوئی تم مین سے ممنوع اور منکر کو دیکھے تو اوسکو اپنے
ہاتھ سے بدل دیوے اور اگر ہاتھ سے بدل نسکے تو زبان سے بدل دے اور اگر یہ بھی
نہو سکے تو اپنے دل سے اور یہ ضعیف تر ایمان ہی یعنی ضعیف تر قول اہل ایمان کا ہی
بعضون نے کہا ہی کہ ہاتھ کے ساتھ بدلنا واسطے امرا کے ہے اور زبان کے ساتھ بدلنا
واسطے علما کے ہی اور دل کے ساتھ بدلنا واسطے عوام کے ہی دوسرے یہ کہ متطوع
جب جانے کہ کلام میرا سنینگے اور مانینگے تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو امر اور نہی کرے
نہین تو نہین اور اسیطرح سے اگر کسی شخص نے کسی مسلمان کے کپڑے پر نجاست مقدار درہم
سے زیادہ دیکھی پس اگر اوسکو یقین ہی کہ میرے جتانے سے وہ اسکو دہو ڈالے گا تو اوسکو
خبر نہ کرنے کی گنجایش نہین ہی یعنی اوسکو خبردار کرنا چاہیے کیونکہ خبر کرنا مفید ہی اور اگر
وہ جانتا ہی کہ میرے جتانے پر وہ التفات نہ کریگا تو اب اسکو خبر نہ کرنے کی گنجایش ہے
کیونکہ خبر کرنا اور جتانا اوسوقت فضول اور بیفایدہ ہی لیکن محتسب منصوب پس اگر وہ
جانے کہ نہ سنے گا اور نہ مانے گا تو اسپر امر کرنا واجب ہی کیونکہ یہ قادر ہی اوپر جبر کرنیکے
واسطے انقیاد اور فرمانبردار بنانے کے بخلاف متطوع محتسب کے تیسرے یہ کہ کسی محلہ مین
آگ لگی تھی پس ایک شخص نے غیر کے مکان کو بغیر اجازت مالک کے گرا دیا تاکہ آگ
اوسکے گھر سے موقوف ہو تو اوسپر تاوان ہی جبکہ اس کام کو بغیر حکم حاکم کے کیا ہو کیونکہ اسنے
غیر کی ملک کو ضائع کیا ہی لیکن بسبب عذر کے پس وہ ضامن ہوگا اور گنہگار نہوگا جیسے مضطر
کہ غیر کا کھانا کھا لیوے اور اوسکا مالک راضی نہو تو وہ گنہگار نہین ہی اور ضامن ہی اور

کہا گیا ہی کہ محتسب اسمین مثل سلطان اور حاکم کے ہی کیونکہ یہ اوسکا نائب ہی احتساب کے
قائم کرنے مین اور یہ بھی احتساب ہی کیونکہ یہ عام کے ضرر کو دفع کرنا ہی ساتھہ تحمل اور
برداشت ضرر خاص کے چوتھے یہ کہ محتسب متطوع امر معروف مین کئی وجہ پر ہی اگر وہ
جانے کہ میرے حکم کرنے سے وہ مامور ہوگا اور میرے حکم کی اطاعت کریگا تو اوسپر
اقامت احتساب کی واجب ہی اور اگر جانے کہ وہ اطاعت نہ کریگا تو اوسپر واجب
نہین ہی پھر یہ بھی دو وجہ پر ہی یا عداوت واقع ہوا اور نوبت گالی اور جنگ و جدال
کی پہونچے یا نہ واقع ہو پس ان دونون صورتون مین وہ مختار ہے چاہی امر کرے یا ترک
کرے لیکن امر کرنا افضل ہی واسطے حاصل کرنے ثواب کے اور اگر گمان غالب ہو کہ امر
کرنے سے وہ مجکو مارے گا یا گالی دیگا یا جنگ وجدال کریگا تو یہ بھی دو وجہ پر ہی یا یہ کہ
وہ ایذا اور تکلیف پر صبر کریگا یا نہین پس ترک رخصت ہی اور امر کرنا عزمیت ہی اور
امر کرنے والا راہ خدا مین مجاہد ہی لیکن جبکہ وہ صبر نکر سکیگا تو ترک کرنا فتنہ سے بچنے کیلئے
افضل ہی اور یہ سب امور محتسب مین نہین ہوتین اسواسطے کہ وہ اپنی نفس سے مکروہات کے
دفع کرنے پر قادر ہے ساتھہ اپنے اعوان کے یا اعوان سلطان کے پانچوین یہ کہ ایسا
تصرف جو راہ عام مین ضرر کرے ہر ایک کو دفع کرنا اوسکا جائز ہی اسواسطے کہ اوسمین
حق عام لوگون کا ہی اور اولی یہ ہی کہ طرف حاکم کے رجوع کرین کہ وہ واسطے دور کرنے
اوس ضرر کے حکم کرے اور حاکم اسمین محتسب ہی کیونکہ راہ کی درستگی کا حکم اوسی کے سپرد
ہی چھٹی یہ کہ محتسب منصوب نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے باجہ وغیرہ کے توڑنے سے ضامن
نہین ہوتا ہی اور محتسب متطوع نزدیک انکے ضامن ہوتا ہی اور حیلہ یہ ہی کہ متطوع بھی ضامن
نہووے مالک کا بخشدینا ہے پھر جبکہ مالک بخشدی اور ہبہ کردے اور اوسنے توڑ ڈالا
تو وہ بالاجماع ضامن نہین ہی اور ابن مبارک سے مروی ہی کہ یہ ایک قوم پر گذرے
کہ وہ لوگ طنبور بجاتے تھے اونہون نے اون لوگون سے کہا کہ مجکو بخشدو پس اون
لوگون نے بخشدیا اور ہبہ کردیا اور ابن مبارک نے اوسکو لیکر توڑ ڈالا اون لوگون نے
کہا کہ ای شیخ تمنے مجھسے فریب کیا ساتوین یہ کہ متطوع احتساب مین اپنی نیت کے خالص

کرنے مین محتاج ہی کیونکہ یہ اسکے واسطے قربت ہی لیکن محتسب منصب پس اسپر امر کرنا فرض ہی اور دیا فرض مین داخل نہین ہے اور کفایۂ شعبیہ مین مذکور ہی کہ ابو عیاض رحمہ اللہ طرف ایک رباط کے گئے اور وہان چند جوانون کو شراب پیتے دیکھا پس آپکو شرم دامنگیر ہوئی اور اونکی طرف قصد کیا اور قریب ہو گئے پس جب اون سب نے تلوار اور چھری نکالی تو آپ بھاگ گئے پھر واسطے اللہ تعالی کے نیت خالص کر کے پھر آئے اور وہ سب انکے خوف سے بھاگ گئے واللہ اعلم

اکیاونواں باب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف نتساب احتساب کے سبب کے بیان مین

تمامی اصحاب کے بارہ مین وارد ہے کانوا یہدون بالحق وبہ یعدلون ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر یعنی تمامی اصحاب ساتھہ حق کے ہدایت کرتے تہے اور اوسکی ساتھہ عدل کرتے تہے اور اختیار کرنے بھلے کام کے اور نیچنے برے کام سے حکم کرتے تہے اور وہ کئی سبب ہین ایک یہ کہ حضرت عمر رضہ سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا کہ مجکو دنیا سے تین چیزین محبوب ہین ایک امر معروف دوسرا نہی عن المنکر تیسرا راہ خدا مین حد قائم کرنا اسیطرح کتاب یواقیت المواقیت کے باب الصوم فی الصیف مین مذکور ہے دوسرے یہ کہ مروی ہے کہ قیامت کے دن عدل کا نشان عمر رضہ کے ہاتھہ مین ہوگا اور یہ کفایۂ شعبیہ کی مجلس مرتدین تقسیم اموالہ مین مذکور ہی پس اگر کہا جاوے کہ اونکا عدل کسطور سے معلوم ہوا حالانکہ اونہون نے ظلم سے اپنی بیٹے ابو شحمہ کو قتل کیا اسواسطے کہ منقول ہی کہ اونہون نے اونکو اسقدر مارا کہ وہ مر گئے پھر باقی حد کو بعد مرجانے اونکے اونپر تمام کیا حالانکہ موتی کا مارنا صریح ظلم ہی پس ہم اسکے جواب مین کہینگے کہ فتاوی ظہیریہ کی آخر کتاب مین مذکور ہے کہ مستغفری رحمہ اللہ نے کتاب معرفۃ الصحابہ مین ذکر کیا ہی کہ ان ما یذکر الناس ان عمر رض ضرب ابنہ ابا شحمۃ حتی مات وضرب الباقی بعدہ فہو کذب یعنی جو کچہ کہ لوگ عمر رضہ کی شان مین ذکر کرتے ہین جہوٹ ہی اور بعض لوگون نے کہا ہی کہ یہ سب بہتان محمد بن تمیم رازی نے پھیلایا ہی اور یہ بڑا ہی دروغ گو اور حدیث کا بنانے والا تھا اور آمین صحیح یہ ہی کہ بعد جاری کرنے حد کے اوسکے تمام زخم بھر گئے تھے اور کچہ دنون زندہ رہے اور بعد اوسکے اپنی موت سے وفات پائی تیسرے یہ کہ احتساب معاصی اور منکرات کا دور کرنا ہے

اور [illegible] ممکن ہی مگر بعد دور کرنے وسوسہ شیطان کے لوگون کے دل سے اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے شان مین نص صریح واقع ہی کہ آپکے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا تو احتساب
کا منسوب کرنا اونکی طرف بہتر اور اولی ہے چوتھے یہ کہ عمر رض کا احتساب زمین پر واسطے
زلزلہ کے جاری ہوتا تھا اخبار مین مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رض کے زمانے
مین زلزلہ واقع ہوا تہا تو آپ مع اپنے صحابہ کے باہر نکلے اور دُرّہ زمین پر مارا اور فرمایا
کہ اللہ جل جلالہ جل شانہ کے حکم سے ٹھہر جا پس زمین ٹھہر گئی پانچوین یہ کہ انکا امر معروف
پانی پر بھی جاری ہوتا تہا جیسا کہ مروی ہی کہ آپکے زمانہ مین ایکمرتبہ دریای نیل کا پانی خشک
ہو گیا اور اسکی آپکو خبر ہوئی آپنے دریافت فرمایا کہ کبھی زمانہ جاہلیت مین بھی اسکا پانی
خشک ہوا تھا لوگون نے کہا کہ ہان پھر فرمایا کہ اوسوقت لوگ کیا کرتے تھے عرض کی کہ
ایک کنواری لڑکی کو ساتھہ بناؤ سنگار کے ڈال دیتے تھے تب اسکا پانی جوش کھاتا تھا پس
حضرت عمر رض نے یہ لکھا کہ من عبد اللہ امیر المومنین الی دا النیل بسم اللہ الرحمن الرحیم اما انا فلا نجعل
برسم الجاہلیۃ ولکن سیری باذن اللہ اور حکم کیا کہ یہ رقعہ رود نیل مین ڈالدین پس پانی نے
جوش کھایا حالانکہ وہ کم تھا اور اسیطرح قیامت تک جوش مین رہیگا یہ کفایہ شعبیہ کے باب
حکایات اور اخبار متفرقہ سے منقول ہی واللہ اعلم۔

باؤن باب شراب اور آلات لہو کے احتساب مین

محتسب آلات لہو اور شراب کے برتن توڑنے سے کچھ تاوان نہین ہی اور اگر کسی محتسب نے
توڑا تو امام محمد رح نے کتاب کا سانیات مین لکھا ہے کہ بالاتفاق اوسپر تاوان نہین ہی
لیکن اگر اوسنے چھوڑ دیا اور اوسکو نہ توڑا تو وہ پھر اپنا وہی بد کام کریگا اور اگر کوئی
ان دونون کے ماسوا ہو تو نزدیک امام ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ کے اوسپر بھی تاوان
نہین ہی اور اسی پر فتوی ہے بسبب اوٹھا دینے مادہ معصیت کے اور تفاسیر صلحا
کے اعتماد اسی پر تابعین رضی اللہ عنہم کا عمل تھا حکایت ایک زاہد نے خلیفہ سلیمان
بن عبد الملک کے شراب کے برتنون کو توڑ ڈالا خلیفہ نے اونکو پکڑا اور عادت خلیفہ کی یہی
[illegible] تھا اوسکو قتل کرتا تھا پس وزیر ونکی رہائی اسبات پر متفق ہوئی کہ زاہد کو

خچر کے قدم کے نیچے ڈالدے کہ وہ انکو مار ڈالے یہانتک کہ اوس رات کو سامنے خچر کے اونکو ڈالدیا اور خچر نے اونکے ساتھ کچھ نہ کیا جب زاہد کو لوگون نے صبحکو دیکھا تو خوش ہوا اور صحیح پایا پس جان لیا کہ اللہ تعالی نے اسکی حفاظت کی اور معافی تقصیر کی چاہی اور اوسکو چھوڑ دیا مسئلہ باجون کا بجانا مثل بجانے قصب وغیرہ کے حرام ہی کیونکہ یہ ملاہی سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر یعنی ملاہی کا سننا گناہ ہی اور اوسمین بیٹھنا فسق ہی اور اس سے لذت پانا کفر ہے اور یہ بطور تشدد کے ہی مگر جبکہ یک بیک سنی تو معذور ہی اور واسطے نہ سنائی دینے کے حتی الامکان سعی کرنا واجب ہی کیونکہ مروی ہی کہ انہ علیہ السلام دخل اصبعیہ فی اذنیہ یعنی اپنی اونگلیون کو کانون مین ڈال لئے تھے مسئلہ ایک شخص نے بطور احتساب کے کسی کی شراب کی مشک پھاڑکر شراب کو بہا دیا تو آیا اوسپر تاوان دونون کا چاہیے یا ایک کا جواب اوسپر فقط تاوان مشک کا ہی نہ شراب کا کیونکہ شراب غیر متقوم ہی اور مشک متقوم ہی مگر جبکہ اسکا کرنے والا امام ہو یا حاکم تو اوسپر کچھ نہین ہی کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور اسکی مثال یہ ہی کہ ذمی جبکہ دار الاسلام مین شراب اور سور کا بیچنا ظاہر کرے تو اس سے وہ منع کیا جاوے اور اگر کسی نے اوسکی شراب کو بہا دیا یا اوسکے سور کو مار ڈالا تو وہ ضامن ہی مگر جبکہ وہ امام ہو اور یہ کام اوسنے مصلحت جانکر کیا ہو کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور ملتقط کے اشربہ مین ہی کہ اگر کسی نے کسی مسلمان کی شراب کے خم کو توڑ ڈالا حالانکہ اوسنے واسطے سرکہ بنانے کے رکھی تھی تو بالاتفاق وہ ضامن ہی اور فتاوی نسفیہ مین ہی کہ قوم ترک ایکروز مقام فساد مین اکٹھا ہوئے شیخ الاسلام نے اونکو فعل منکر سے منع کیا وہ لوگ باز نرہے پس محتسب نے ایک گڑہا دروازے پر کھودا اور لوگون کو بھیجا کہ اونکو ہٹا دین اور اونکی شراب کو بہا دین پس ایک جماعت فقہا کی گئی اور اونکی شراب کو بہا دیا اور تھوڑی شراب مین واسطے سرکہ بنانے کے نمک ڈالدیا اور شیخ کو اس بات سے خبر دی اونھون نے حکم دیا کہ ملوگ کچھ مت چھوڑو اور اونکے سب مٹکون کو توڑ ڈالو اور باقی شراب کو بھی بہا دو اگرچہ اوسمین

نمک ڈالدیا گیا ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ کوئی چیز معازف اور ملاہی سے رکھہ لینا مکروہ ہی اور اس سی گنہگار ہوتا ہی اگرچہ اوسکا استعمال نہ کرے کیونکہ ان چیزون کا رکھنا لھو ہی اور صلوۃ مسعودی مین ہی کہ بعض بزرگون نے کہا ہی کہ جس گھر مین آلات لھو ہون مثل شطرنج یا سنکھہ وغیرہ کے ہو تو اوس گھر مین فرشتے نہین آتے ہین اور ایسی گھر مین نماز پڑہنی مکروہ ہے اسی بارہ مین خواجہ امام زاہد فخر الدین نے ایک حدیث باسناد صحیح سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہی کہ جس قافلہ مین جرس یا سنکھہ ہو اوسمین کچہ برکت نہین ہوتی ہی واللہ اعلم بالصواب۔

ترپن باب آداب احتساب مین

آمر بالمعروف کو چاہیے کہ واسطے اچھے کام کرنے کے پوشیدہ حلم کرے اگر ہو سکے کیونکہ یہ پند اور نصیحت مین بہت ابلغ ہے ابو الدردا رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جسنے اپنے بھائی کو بالاعلان وعظ اور نصیحت کی اوسنے بتحقیق اوسکے عیب جوئی کی اور جسنے پوشیدہ کیا اوسنے اوسکو آراستہ کیا اور زینت دی پھر اگر اوسکو نصیحت پوشیدہ نافع نہو تو بالاعلان امر کرے اور امر بالمعروف کو واسطے اللہ کے اور عزت دینے دین کے کرنا چاہیے نہ واسطے عبرت نفس کے تاکہ اللہ تعالی اوسکو نصرت اور رفعت عطا کرے اور اگر بسبب حمیت نفس کے ہوگا تو اللہ تعالی اوسکو رسوا کریگا کیونکہ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نزدیک ایک درخت کے پہونچا کہ جسکی لوگ پرستش کرتے تھے اور غصہ ہو کر کہا کہ سوای اللہ تعالی کے اسکی بہی پرستش کیجاتی ہی اور تبر لیکر اپنے گدہے پر سوار ہوا اور واسطے کاٹنے اوس درخت کے چلا کہ راہ مین ایک شیطان بصورت آدمی کے ملا اور کہا کہ کہان جاتا ہی اوسکے جواب مین کہا کہ ہمنے ایک درخت دیکھا ہی کہ لوگ اوسکی پرستش کرتے ہین مین نے اللہ تعالی سے عہد کیا ہی کہ اپنے گدہے پر سوار ہو کر جاؤن اور تبر سے اوسکو کاٹ ڈالون شیطان نے کہا کہ تو پھر جا تجکو اوس سی کیا کام ہے چھوڑ دے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی طرف سے دور کر ڈالیگا وہ حضرت اس کہنے سے نہ پہرے پھر شیطان نے کہا کہ مین تمکو چار درم روز دیا کرونگا پھر جاو اور وہ درم اپنے بستر کے نیچے سے ہر روز صبحکو اوٹھا لینا پس وہ واپس آئے

اور تین روز تک صبحکو وہ اشرفی پاتے رہے پھر بعد تین دن کے موقوف ہو گئین
آپنے ایکروز یا اوسکا انتظار دیکھا پھر پانچوین روز تبر لیکر اور گدہے پر سوار ہو کر واسطے
کاٹ ڈالنے درخت مذکور کے چلے پھر ناگاہ وہی شیطان بصورت آدمی کے نظر آیا
اور کہا کہ تو کہان جاتا ہی فرمایا کہ مین واسطے کاٹنے فلان درخت کے جاتا ہون تب
شیطان نے کہا کہ اب تجھمین وہ طاقت نہین ہی کیونکہ اوّل بار تیرا جانا بسبب غضب
خدا تعالی کے تھا اگر اوسوقت آسمان اور زمین والے جمع ہوتے تو بھی تو پھر نہین
سکتا تھا لیکن اسوقت تیرا نکلنا بسبب پانے درم کے ہی تو اوسکے سامنے نہ جاویگا کہ
تیری گردن ٹوٹ جاویگی پس وہ حضرت اپنے گھر کو پھر آئے اور درخت کو چھوڑ دیا
اور آمر معروف کو عالم معروف اور منکر کا ہونا چاہیے کیونکہ جاہل اسکام کو اچھے طور سے
نہین کر سکتا ہی اور اوسمین گمان ہی کہ شاید وہ واسطے فعل منکر کے حکم کرے اور واسطے
فعل معروف کے نہی کرے اور اوسمین منافقون کی نشانی ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے
ارشاد فرمایا کہ المنافقون والمنافقات بعضہم من بعض یامرون بالمنکر وینہون عن المعروف
اور چاہیے کہ ساتھ نرمی اور شفقت کے احتساب کرے اور اوسمین غصہ اور زجر کی آمیزش
نہو اسواسطے کہ اللہ تعالے نے موسیٰ اور ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام سے کہا
(جسوقت کہ اونکو طرف فرعون کے بھیجا) کہ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی یعنی اوس سے
تملوگ ساتھ نرمی کے کہو شاید کہ نصیحت پکڑے اور ڈرے آور احتساب کرنے والے کو
صابر اور حلیم ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر لقمان مین کہا ہی کہ وأمر بالمعروف و
انہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک یعنی امر بالمعروف کر اور نہی عن المنکر اختیار کر اور جو مصیبت
کہ تجھپر پہونچے اوسپر صبر کر اور وہ خود اوسپر عمل کرنے والا ہو تاکہ کوئی عیب جوئی اوسکی
نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالے نے شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر مین ارشاد فرمایا
ہے کہ وما ارید ان اخالفکم الی ما انہکم عنہ اور تاکہ وعید مین اللہ تعالے کے داخل نہو جیسا
کہ اللہ تعالے کے اس قول مین ہی کہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم اور انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رایت لیلۃ اسری بی

رجالا یقرض شفاہم بالمقاریض فقلت من ہولاء یا جبرئیل فقال خطباء امتک الذین یامرون الناس بالبر وینسون انفسہم یعنی شب معراج میں ہمنے دیکھا کہ لوگوں کے ہونٹھ مقراض سے کاٹتے ہیں تو میں نے پوچھا کہ ای جبرئیل یہ کون لوگ ہیں کہا آپکی امت کے خطبا اور علما ہیں کہ لوگوں کو واسطے نیکی کے حکم کرتے تھے اور خود نہیں کرتے تھے اور چاہیے کہ وہ ارادہ کرنے والا ہو حتی الامکان مگر اعلی امور کا جیسا کہ اللہ تعالی نے حضرت شعیبؑ کی خبر میں کہا ہے کہ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت یعنی نہ ارادہ کر حتی الامکان مگر اصلاح کا اور چاہیے کہ جانے توفیق اوسکی احتساب پر اللہ تعالی سے ہے اور اللہ تعالی پر متوکل ہو جیسا کہ اللہ تعالے نے حضرت شعیبؑ کی خبر میں فرمایا ہے کہ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب یعنی نہیں ہے توفیق میری مگر ساتھہ اللہ کے اوسی پر توکل کیا میں نے اور اوسی طرف رجوع ہوتے

مسئلہ اگر محتسب امر معروف کو ترک کرے اور منہیات کا مرتکب ہو تو آیا غیر کو امر اور نہی کرنا اوسپر واجب ہے یا نہیں جواب واجب ہے بموجب فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ مروا بالمعروف وان لم تعلموا بہ وانہوا عن المنکر وان لم تنتہوا عنہ یعنی تم واسطے امر معروف کے حکم کرو اگرچہ تم اوسپر عمل نہیں کرتے ہو اور فعل منکر سے منع کرو اگرچہ تم اوس سے باز نہیں رہتے ہو کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اوسکو ثواب امر معروف اور نہی عن المنکر کا ہوتا ہے جبکہ اوس میں وہ اخلاص کرنے والا ہوا اور اوسپر گناہ مخالفت کا ہے اگر توبہ نہ کرے نعوذ باللہ منہا اور اوسکے حق میں وعید شدید ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوتی بالرجل یوم القیمۃ فیلقی فی النار فیندلق اقتاب بطنہ فیدور بہا کما یدور الحمار بالرحی فیجتمع علیہ اہل النار فیقولون یا فلان مالک اما کنت تامر بالمعروف وتنہی عن المنکر فیقول بلی قد کنت آمر بالمعروف ولا آتیہ وانہی عن المنکر وآتیہ یعنی آدمی دن قیامت میں لایا جائیگا اور آگ میں ڈالا جاویگا یہانتک کہ اوسکی آنتیں نکل پڑیں گی اور وہ اوسکے ساتھہ پھرے گا جیسا کہ گدہا چکی کے ساتھہ پھرتا ہے اور اوسکے چاروں طرف دوزخی جمع ہوکر کہینگے کہ ای فلان تیرا کیا حال ہے کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا تہا وہ کہیگا کہ میں واسطے بھلے کام کے حکم کرتا تہا مگر خود اوسپر عمل نہیں کرتا تہا

اور فعل منکر سے منع کرتا تھا اور خود اوسکو عمل مین لاتا تھا لکتا ہی بندہ و نیک کرے اللہ
تعالی اوسکے عمل کو کہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک احتساب مین ایک شرط
اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ اپنے نفس کو احتساب مین نہ دیکھے اور اگر دیکھا تو احتساب ترک
کرے **حکایت** ابو بکر شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ایک کشتی شراب کی مٹکون سے
بھری ہوئی تھی اور مصر سے واسطے خلیفہ کے جاتی تھی پس ابو بکر رح اوس کشتی پر چڑھ گئے
اور ہر ایک مٹکے کو اوٹھاکر اوسکی شراب کو بہاتے تھے اور تمام آدمی اونکی ہیبت
اور خوف سے خاموش تھے یہانتک کہ ایک مٹکا اوسمین سے باقی رہگیا اور اوسکو چھوڑ دیا اور
خلیفہ کے پاس لیگئے اور اوسوقت مین خلیفہ معتصم باللہ تھے پس خلیفہ نے کہا کہ تمنے یہ
کیون کیا کہا کہ اللہ تعالے خلیفہ کی تائید کرے اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ تیرے پیٹ مین شراب
ہی تو مین اسکو بھی پھاڑتا پس معتصم نے کہا کہ مین تمھارے ارادہ کو جانتا ہون اور وہ یہ ہے
کہ مین تمکو قتل کرادون تاکہ تم شہید ہو اور ہم ہرگز ایسا کام نہ کرینگے پھر خلیفہ نے کہا کہ
اس مٹکے کو کیون چھوڑ دیا کہا کہ جب سبکو بہاتا تھا تو اپنے نفس کو اونکے بہانے کے
وقت اپنے قابو مین نہ دیکھتا تھا اور جبکہ ایک باقی رہگیا تو مین نے اپنے نفس کو دیکھا اور
بغرض اپنے نفس کے اوسکو نہ بہایا اور چاہیے کہ احتساب مین کسی کا خوف نہ کرے مگر اللہ
تعالے کا بلکہ اوس سے استعانت کرے اور اللہ تعالے پر توکل کرکے احتساب مین
داخل ہو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین یعنی کیا
تملوگ اوس سے ڈرتے ہو پس اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ تملوگ اوس سے ڈرو اگر تم
مومن ہو **حکایت** ابو غیاث زاہد رحمہ اللہ بخارا کے گورستان مین رہتے تھے
ایک مرتبہ واسطے ملاقات خالد کے شہر مین آتے تھے ناگاہ امیر نصیر بن احمد کے
لڑکے اور چند گانے والون کو معہ آلات لہو کے اونکے ساتھ اپنے گھر سے نکلتے دیکھا
زاہد نے دیکھکر کہا کہ اے نفس ایسا امر واقع ہوا ہی کہ اگر تو خاموش رہیگا تو تو بھی انکی شریک نہیں شاید
ہوگا پھر طرف آسمان کے سر اوٹھاکر اللہ تعالے سے مدد مانگی اور لاٹھی لیکر اونپر حملہ
کیا وہ سب دار السلطنت کی طرف پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور زاہد نے اونکا پیچھا کیا بادشاہ نے

زاہد سے کہا کہ کیا تم نہین جانتے کہ جو کوئی بادشاہ پر حملہ کرتا ہی وہ قید خانے مین سزا پاتا ہے
ابو غیاث نے بادشاہ کو جواب دیا کہ کیا تو بھی نہین جانتا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالے سے
عداوت رکھتا ہی وہ دوزخ مین فریادرس چاہتا ہی تب بادشاہ نے کہا کہ تمکو کسنے متولی
اور محتسب بنایا ہے کہا کہ جسنے تجکو متولی اور محتسب کیا ہی امیر نے کہا کہ مجکو خلیفہ نے بنایا
ہی ابو غیاث رحمہ اللہ نے کہا کہ مجکو بھی پروردگار خلیفہ نے متولی بنایا ہی پھر امیر نے کہا
کہ ہمنے تکو سمرقند کا متولی اور محتسب کیا اونہون نے جواب دیا کہ مین نے اپنے تئین
اس سے معزول کیا امیر نے کہا کہ تم عجب آدمی ہو جس مقام مین کہ تم مامور نہین ہو وہان
احتساب کرتے ہو اور جس مقام مین کہ مامور کیے جاتے ہو وہان اوس سے اپنے کو
بری کرتے ہو جواب دیا کہ جس مقام کا تو مجکو متولی اور محتسب بنائے گا اوسکے واسطے
ضرور ہی کہ ایکدن تو مجکو معزول بھی کرے گا اور جبکہ مجھے خدا نے متولی کیا ہی پس کسیکو
طاقت میرے معزول کرنے کی نہین ہی امیر نے کہا کہ مجھسے کچھ اپنی حاجت چاہ ابو غیاث
رحمہ اللہ نے اونسے کہا کہ میرے جوانی کو پھیر دے اونہون نے کہا کہ یہ مجھسے نہین ہو سکتا کہ
دوسرا سوال کر کہا کہ مالک دار وغہ جہنم کو لکھدے کہ وہ مجھپر عذاب کرے آپنے کہا کہ
یہ بھی میری طاقت نہین ہی دوسرا سوال کرو کہا کہ طرف رضوان دار وغہ جنت کے لکھدیجے
کہ مجھے جنت مین داخل کرے امیر نے کہا کہ یہ بھی میری طاقت نہین ہی تب ابو غیاث
زاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم اپنے اوس پروردگار کے ساتھ ہین جو تمام حاجتون کا
مالک ہی ہم کسی سے نہین سوال کرتے ہین مگر وہ قبول کر لیتا ہی پھر امیر نے مجبور ہو کر
اونکو چھوڑ دیا وہ چلے گئے اور شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے کہ واسطے امر معروف کو
تین شرطین ہین ایک نیت کا صحیح ہونا اور مراد اس سے کلمۃ اللہ تعالی کا بلند کرنا ہے
دوسرے حجت کا پہچاننا تیسرے مصائب پر صبر کرنا اور اوسمین تین خصلتین ہونی
واجب ہین ایک امر ونہی مین نرمی کرنی جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے
کہ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم کیونکہ غلظت اور سختی سے زیادہ نہین ہوتا ہی مگر فساد دوسرے
حلم یہانتک کہ اگر اوسکو کوئی سخت کہے تو برداشت کرے تیسرے دانائی تاکہ اوسکا

امر معروف منکر ہو جاوے اور شرح ادب قاضی خصاف رحمہ اللہ مین ہی کہ جب قاضی مسجد
مین داخل ہو اور مخالف کیطرف مخاطب ہو کر سلام کرے اور اوس سے مراد عام سلام
تو کچھ مضائقہ نہین ہی مگر مشایخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا ہے کہ سلام کرنے
مین کچھ مضائقہ نہین اور اگر ترک کرے تو اوسکو گنجایش ہے تاکہ ہیبت اوسکی باقی رہے
اور جاہ و حشمت زیادہ ہو اور یہی وجہ ہی کہ والیان ملک اور امرا اور دساجب ملتے
ہین تو وہ کسیکو سلام نہین کرتے ہین اور اوسکے ترک کرنے اور تاویل کرنے مین کچھ مضائقہ
نہین ہی جیسا کہ صاحب کتاب نے اس قول کی طرف میلان کیا ہی اور بعضون نے کہا
ہی کہ اسکو سلام کرنا چاہیے اسمین گنجایش ترک کرنیکی نہین ہے اور یہی حال ہی والی اور
امیر کا جب وہ آوے تو سلام کرے کیونکہ یہ سنت ہی اور سنت کے ترک کی گنجایش نہین
ہی بسبب متعلق ہونے ساتھ عمل کے اور اسیطرح کلام ہے وقت داخل ہونے کے بھی
لیکن جبکہ واسطے حکم کے بیٹھے تو اہل خصومت پر سلام نہ کرے اور نہ اہل خصومت قاضی
پر پس اس سے معلوم ہوا کہ اسیطرح محتسب بھی بازاری لوگون پر سلام نہ کرے جبکہ
وہ واسطے احتساب کے گردش کرے اور کفایہ شعبیہ مین ہی کہ ابوالقاسم حکیم رحمہ اللہ سے
حکایت ہی کہ انسے کہا گیا کہ تم واسطے بھلے کام کرنے کے کیونکر حکم کروگے کیونکہ اگر تم اوسکے
سامنے کہا تو شکستگی حرمت کی ہی اور اگر پیچھے کہا تو غیبت ہی اور اگر خاموش رہوگے تو ترک
نصیحت ہی اور ان تین وجوہ سے امر معروف خالی نہین رہتا ہی پس اسمین تم کیا کروگے
آپنے کہا کہ اگر وہ شخص مجھسے بڑا ہے تو پہلے اوسکو انجام اوسکا بتاؤ اور اوسکی برائی بیان
کرو اور اوس سے کہو کہ یہ چیز حرام ہے اور اوس سے سوال کرو کہ جو شخص کہ ایسے فعل
مین مبتلا ہو اوسکے ساتھ کیا کیا جاوے تاکہ وہ خود بیان کرے کہ منع کیا جاوے اور
چھوڑا جاوے **حکایت** ایک مرتبہ امام حسنین رضی اللہ عنہما طرف ایک جنگل کے
تشریف لیگئے اور ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ وضو کرتا ہے لیکن اوسکو طریقہ وضو کا
معلوم نہین ہی پس دونون حضرات نے سوچا کہ اس سے اپنے طور سے کہنا چاہیے
کہ وہ برا نہ مانے کیونکہ یہ ضعیف اور بزرگ ہی اور اتفاق کیا کہ اوسکے پاس چلکر وضو

تجاہل عارفانہ کے وضو سیکھنا چاہیے الغرض دونون صاحبون نے اوسکے پاس جاکر کہا کہ
ای شیخ ہملوگون کو دیکھو کہ کون آدمی وضو اچھے طور سے کرنا جانتا ہے اور دونون نے
اوسکے سامنے وضو کرنا شروع کیا بعد ختم وضو کے بڈہے نے کہا کہ آپ دونون حضرت
وضو کرنا اچھا جانتے ہین مین نے بھی آپ لوگون سے سیکھ لیا اور اگر وہ شخص سال وسن
مین تیرے مقابل ہو تو اوسپر ساتھہ نرمی اور دلجوئی اور دلدہی کے امر کر اور اگر تجھسے
چھوٹا ہو تو اوسپر بعد تلطف اور مہربانی اور ضیافت کے امر کر تا کہ دلتنگ نہو **حکایت**
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے دوسو مجوسی کی ضیافت کی جب
وہ لوگ کھانا کھا چکے تو حضرت ابراہیم کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ ای ابراہیم ہمکو کیا حکم
کرتے ہو فرمایا کہ تمسے مجکو کام ہے اون لوگون نے کہا کہ کیا کام ہے تب آپنے فرمایا کہ میرے
پروردگار کو سجدہ کرو تو سبھون نے آپسمین مشورہ کرکے کہا کہ اس شخص نے ہماری ساتھہ
نیکی اور بھلائی کی ہے اگر ہم ایکبار اسکے پروردگار کو سجدہ کرلین اور پھر اپنے پروردگارون
کیطرف رجوع کرین تو ہمین ہمارا کیا نقصان ہے اور سب نے سجدہ کیا تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے مناجات کی کہ ای اللہ میری کوشش یہانتک تھی کہ مین نے انکو اسپر آمادہ
کیا اب اس سے زیادہ مجکو طاقت نہین ہے اور توفیق اور ہدایت کا مالک تو ہی ہے ای
اللہ تعالیٰ تو ان لوگون کے سینہ کو اسلام سے منور کردے یہ مناجات تمام ہوئی تھی
کہ سب نے سر سجدہ سے اوٹھایا اور اسلام لائے اور منجملہ ادب احتساب کے یہ ہے کہ جو عمر رض
سے مروی ہے کہ رات کو وقت گشت کے دروازے کے سوراخ سے کسی مکان مین
چراغ جلتے دیکھا اور اوسمین لوگون کو شراب پیتے ہوے پس آپ متحیر ہوکر مسجد
مین گئے اور وہانسے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو طرف دروازے کے
لائے کہ تم دیکھو اب ہم کیا کرین اونھون نے جواب دیا کہ قسم خدا کی تجھسے وہی کام ہوا کہ
جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرماتے تھے ایک تو یہ کہ ہمنے تجسس کیا
دوسرے یہ کہ ہمنے اوس قوم کے ستر کو دیکھا جو ہمسے پوشیدہ تھے تیسرے یہ کہ ہمنے
اوسکو ظاہر کیا حالانکہ ہمکو مخلوق اللہ تعالیٰ کے پردہ کو کھولنا نچاہیے تب عمر رض نے

فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ تم سچے ہو اور دونون پھر آئے پس جاننا چاہیے کہ اس خبر مین کئی فوائد ہین ایک یہ کہ رات کو گشت کرنا اور پھرنا جائز ہی بلکہ سنت عمر رضؓ کی ہی دوسرے یہ کہ محتسب کو مشکل امور مین اپنے اصحاب سے مشورہ کرنا چاہیے جیسا کہ عمرؓ نے عبد الرحمن بن عوف رضؓ سے مشورہ کیا تیسرے یہ کہ محتسب کو تجسس و جاسوسی کرنا منع نہین ہی اور اسیطرح مروی ہی کہ حضرت عمر رضؓ ساتھ ابن مسعود رضؓ کے ایک رات گشت فرماتے تھے کہ دروازہ کے سوراخ سے ایک شخص کی حالت سے مطلع ہوئے یعنی دیکھا کہ سامنے ایک بڈہے کے شراب رکھی ہے اور گانے والے موجود ہین پس دونون صاحب دیوار پر چڑہ گئے اور کہا کہ یہ شیخ کیسا برا ہی کہ بڈہا ہو کر اس حال مین رہتا ہی پس بڈہا اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ای امیر المومنین تمکو خدا کی قسم کھڑے رہو اور میرا انصاف کر دو یہانتک کہ ہم آپسے کچہ باتین کر لین آپنے فرمایا کہ کہو وہ کیا ہی بڈہے نے کہا کہ اگر مین نے اللہ تعالی کی نافرمانی ایک بات مین کی تو آپنے تین باتون مین اللہ تعالی کی نافرمانی کی آپنے فرمایا کہ وہ تین باتین کیا ہین بڈہے نے کہا کہ ایک یہ ہی کہ آپنے تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالے نے اس سے منع کیا ہی کہ لا تجسسوا دوسرے یہ کہ آپ دیوار پر چڑہ گئے حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ وآتوا البیوت من ابوابہا یعنی تم گھرون مین دروازہ سے آؤ پشت سے نہ آؤ اور فرمایا کہ ولیس البر ان تاتوا البیوت من ظہورہا تیسرے یہ کہ آپ بغیر اجازت کے داخل ہوئے حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اہلہا پس عمر رضؓ نے کہا کہ تم سچے ہو میری تقصیر کو معاف کرو کہا کہ اللہ تعالی آپ کو بخشدے پھر آپ روتے اور کہتے ہوئے نکلے کہ عمر ہلاک ہو چکا تھا اگر اوسکو اللہ تعالی نہ بخشتا اوسنے ایک شخص کو ساتھ اپنے اہل اور اولاد کے پوشیدہ پایا تھا اور اب وہ کہتا ہی کہ مجکو امیر المومنین نے دیکھا پس اس حدیث نے دلالت کی کہ محتسب کو بغیر اجازت گھر مین نجانا چاہیے اور نہ دیوار پر چڑہنا اور نہ خانہ تلاشی کرنا پھر اگر کہا جاوے کہ بیان مین احتساب کی اوس شخص پر جو گھرون مین بدعت ظاہر کرے مذکور ہے کہ محتسب کو بغیر اجازت کسی کے

مکان مین داخل ہونا جائز ہے اوسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ اوسوقت ہی کہ جب
بدعت ظاہر کرے اور بیان حکم اوسکا ہی کہ جہان پوشیدہ کرتا ہو ان دونون حکایتون کو
کتاب قوت القلوب مین جو شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ کی تصنیف سے ہے بیان مین مشاہدہ
اہل مراقبہ کے ذکر کیا ہے مسئلہ محتسب کو بازار مین پہرنا یا اہل بازار کو واسطے دریافت
کرنے حالات کے اپنے گھر مین بلانا جائز ہی یا نہین جواب محتسب کو بازارون مین
پہرنا اولی ہے کیونکہ بازاریون کو اپنے پاس بلانے مین اونکو اپنے کام سے منع کرنا اور
روکنا ہی اور یہ بغیر ثبوت جنایت اور خطا کے اونکو ضرر دیتا ہے بخلاف قاضی کے جبکہ وہ
خصم اور مدعی کو بلاتا ہی اسواسطے کہ خصم بظاہر ظالم ہی پس درمیان اوسکے اور اوسکے
کامون کے خلل ڈالتا ہی اور اخبار مین ہی کہ کلب روم نے ہدیہ کپڑے اور گھوڑے کا
طرف عمرؓ کے بھیجا پس جبکہ وکیل اوسکا مدینہ مین آیا تو پوچھا کہ دار الخلافت اور خلیفہ کا
مکان کہان ہی لوگون نے کہا کہ اونکا کوئی گھر اور محل نہین ہی جیسا کہ تیرا گمان ہی بلکہ فلان
جگہ ایک چھوٹا سا مکان ہی کہ وہان پر وہ رہتے ہین پس وہ وکیل اوسطرف چلا اور
دیکھا کہ ایک چھوٹا سا گھر ہے کہ جسکا دروازہ مدتون سے سیاہ ہوا اونکو وہان پر تلاش کیا
تو نپایا معلوم ہوا کہ بازار مین واسطے حوائج مسلمانون کے گئے ہین پھر وہ وکیل انکی تلاش
مین گیا اور اونکو نیچے سایہ دیوار کے سوتے پایا اور تکیہ کی جگہ پر درہ رکھا ہوا تھا وکیل نے
اونکو اس حال مین دیکھکر کہا کہ بیشک تم عادل ہو کہ تمکو اسقدر امن حاصل ہے کہ جہان
چاہتے ہو سو رہتے ہو اور ہمارے امرا ظالم ہین اس سبب سے وہ ہمیشہ قلعہ اور لشکر ونکے
محتاج رہتے ہین مسئلہ محتسب کو وقت داخل ہونے بازار کے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئی قدیر کہنا مستحب ہے
کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من قال ذلک کان لہ بعدد
من فی السوق عشر حسنات یعنی جس شخص نے یہ کہا اوسکے واسطے دس نیکیان بشمار اہل بازار
کے لکھی جاینگی اور قوت القلوب مین ہی کہ عمرؓ جب بازار مین جاتے تو کہتے اللہم انی اعوذ بک
من الکفر والفسوق ومن شر ما احاطت بالسوق اور کہتے تھے کہ اللہم انی اعوذ بک

من یمین فاجرة و صفقة خاسرة اور حسن رحمہ اللہ کہتے تھے کہ جو کوئی بازارون مین اللہ تعالی کو یاد کرے قیامت کے دن اوسکا چہرہ مثل آفتاب کے منور ہوگا اور اوسکی دلیل و برہان مثل آفتاب کے روشن ہوگا اور جو کوئی بازارون مین استغفار کرے تو اللہ تعالی اوسکے گناہ کو بشمار اہل بازار کے بخشدیگا اور احتساب مین ذمی پربھی نرمی کرنا مستحب ہی کیونکہ مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہود آئے تھے اور السام علیک کہا تھا آپنے اوسکے جواب مین وعلیکم فرمایا پھر عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای عائشہ تمکو نرمی کرنا لازم ہی اور ترشروئی اور فحش سے بچتے رہنا پس عائشہ صدیقہ رض نے عرض کیا کہ کیا آپنے نہین سنا جو اونہون نے کہا آپنے فرمایا کہ کیا تمنے بھی نہین سنا جو ہمنے رد کیا اور واسطے میرے اونکے قبول ہوا اور میرے حق مین اونکے واسطے نہ قبول ہوا واللہ اعلم۔

چوتھا باب گھرمین بدعت ظاہر کرنیکی احتساب مین اور محتسب کے ہجوم کرنیکے بیان مین

ایام نوروز مین رقعہ لکھنا اور دروازون پر لگانا مکروہ ہی کیونکہ اسمین اللہ اور رسول کے نام کی سبکی ہے اور شرح کرخی مین مذکور رہے کہ بشیر نے کہا کہ مین نے ابو یوسف رحمہ اللہ سے سنا ہی کہ ایک گھر سے آواز مزامیر اور آلات لہو کی سنائی دی پس کہا کہ بغیر اجازت کے انکے مکان مین داخل ہو کیونکہ یہ لوگ فعل منکر کے مرتکب ہین اور اونکو اس سے اسوقت منع کرنا واجب ہی اور اگر داخل ہونا انکے مکان مین بغیر اجازت انکی جائز نہو تو منع کرنا ممکن نہین ہی اسواسطے کہ اونہون نے فعل منکر کرنے سے حرمت کو ساقط کر دیا ہی پس اب بغیر اجازت کے انپر داخل ہونا جائز ہے اور ادب مین قاضی خصاف سے نقل کیا ہی کہ ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے کہا ہی کہ مفسدون پر ہجوم کرنے اور بغیر اجازت کے انکے گھرون مین داخل ہونے مین کچھ مضائقہ نہین ہی جبکہ آواز فساد کی سنی اور یہ جاننا انکا واسطے امر معروف اور نہی عن المنکر کے ہو اور اوسی مین مذکور ہے کہ صاحب اقضیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ خصم پر ہجوم کرنے مین ہمارے بعض اصحاب رحمہ اللہ نے وسعت اور فراخی کی ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سے مراد ابو یوسف رحمہ اللہ ہین

یعنے اقضیہ سے ۱۲

اور انسے مروی ہی کہ یہ اسپنے زمانہ قضا مین ایساہی کیا کرتی تہے اور ہشام نے بھی امام محمدؒ سے
اسیطرح روایت کی ہی اور اصل اسکی وہ ہی جو عمرؓ سے مروی ہی کہ اونہون نے دو شخصون کے
گھر پہ ہجوم کیا ایک اونمین قریشی تہا اور دوسرا ثقفی اور انکے گھرون مین شراب ہونیکی
آپکو خبر بھی پہونچی تھی چنانچہ ایک کے گھر مین نکلی اور دوسرے کے گھر مین نہ نکلی اور اسیطرح
ایک عورت کے گھر پر ہجوم کیا کہ وہ اپنے گھر مین نوحہ کرتی تھی اور اوسکو گھر سے نکالا
اور دُرّے سے اسقدر مارا کہ چادر اوسکے سر سے گر گئی اور صورت ہجوم کی خصوم پر یہ ہی
کہ کسی شخص کا قرضہ ہو اور مدیون اوسکا اپنے گھر مین پوشیدہ ہو جاوے اور اسکا چھپنا
قاضی کو معلوم ہو تو قاضی کو چاہیے کہ دو امین کو مع مددگار اوسکے گھر پر بھیجدے کہ اوسکی
گھر کو محاصرہ کر لین اور کچھ لوگ اوسکے دروازے پر رہین اور کچھ چھت پر ایسے طور سے
کہ بھاگنا اوسکا غیر ممکن ہو پھر عورتین اوسکے گھر مین گھسین اور مدیون کی عورت سے
کہدین کہ وہ ایک گوشہ مین جا کر چھپ جائے پھر بعد اوسکے قاضی اور پیادگان اور امین
اوسکے گھر مین جائین اور اوسکو اچھے طور سے ڈہونڈہین اگر نہ پائین تو عورتون سے کہدین
کہ وہ عورتون مین جا کر ڈہونڈہے شاید کہ عورتون مین جا چھپا ہو اور منجملہ اوسکے کہ آدمی پر
بسبب ظاہر کرنے بدعت کے اپنے گھر مین احتساب کیا جاتا ہی جماعت کا ترک کرنا ہی
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کے چھوڑنے والے پر ساتھ جلا دینے
اونکے گھر کے وعید فرمایا ہے واللہ اعلم۔

پچپنواں باب راستی کے قبضہ اور تصرف کے احتساب مین

ملتقط کی کتاب الصلح مین ہی کہ جو پرنالہ کہ راہ مین ہو اوسمین خصومت کرنے کا کوئی مجاز
نہین ہی اور نہ کوئی شخص اوسکو بند کر سکتا ہی اور یہی پر فتوی ہی اور جو اسکے خلاف ہے
عنقریب ہی کہ اوسکا بیان آئے گا جو لڑکے راہ مین جوز وغیرہ کھیلتے ہون منع کیے جائین
خواہ وہ قمار اور بازی سے ہو یا نہو کیونکہ اونہون نے ساتھ مشغول کرنے راستہ کے
لوگون پر ظلم کیا ہی لیکن اونکے جوز کو توڑنا نچاہیے کیونکہ مروی ہی کہ امام ابوحنیفہ رح
ساتھ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے چلے جاتے تھے کہ راہ مین لڑکون کو جوز کھیلتے پایا آپنے

اونکے جوز کو پانون سے دباکر توڑ ڈالا لڑکے نے کہا کہ ای شیخ تجہسے کل اسکا بدلہ لونگا
یہ سنتے ہی اونپر غشی طاری ہوگئی بعد افاقہ کے اونسے سفیان ثوری نے کہا کہ یہ جزع
فزع آپکو لڑکے کے کہنے سے کیسا تہا آپنے فرمایا کہ مجکو خوف ہوا کہ شاید انکو فرشتے نے
تلقین کیا ہو کفایہ شعبیہ مین ہی کہ اگر لوگ غیر راستہ مین بہی قمار اور جوا کھیلتے پائے جائین
تو منع کئے جائین کیونکہ قمار اور جوا حرام ہی اور اگر بغیر بازی کے کھیلین تو نہ منع
کیے جاوین کیونکہ ابن عمر رض واسطے اپنے لڑکون کے عید کے دن جوز خرید تے تھے اور وہ سب
ساتھ اوسکے کھیلتے تھے اور کہاتے تھے اور اسیطرح علی رضی اللہ عنہ بہی کرتے تہی **مسئلہ**
ایک شخص نے مسلمانون کی راہ سے مٹی اوٹھائی پس اوسکو یہ جائز ہی یا نہین **جواب**
اسمین دو حال ہین اگر وہ مٹی مثل کیچڑ اور گارے کے ہی تو جائز ہی کیونکہ یہ راستہ کا پاک
اور صاف کرنا ہی اور اگر نہین ہی پس اسمین اگر عام کا ضرر ہی تو نہین چاہیے کیونکہ نفع خاص
ساتھ ضرر عام کے جائز نہین ہی اور منجملہ اوسکے کہ جس سے عوام منع کیے جاوین راستہ مین
جانورون کا کھڑا کرنا اور پانی کا چھڑکنا ہی **مسئلہ** جس دھوبی نے اپنا گدہا راستہ مین کھڑا کیا
اور بسبب اوسکے کوئی آدمی ہلاک ہوا اور اوسکو یہ معلوم نہ تہا تو دھوبی ضامن ہی کیونکہ اوسنے
قصداً یہ کام کیا ہی اور اگر راہ کا چلنے والا قصداً اوسپر سے گیا تو ضامن نہین ہی کیونکہ یہ مین
مختار ہے **مسئلہ** جس شخص نے راستہ مین پانی چھڑکا اور اہل بہتا اوس راہ سے گئے اور پہسلکر
گر گئے تو چھڑکنے والا پانی کا ضامن ہی کیونکہ یہ اسکی تعدی ہی اور اگر ہلاک ہوا اور اوسنے
دوسرا راستہ بہی تہا پایا تو بہی ضامن ہی کیونکہ وہ جانے مین مضطر ہے اور مختار یہ ہی کہ اگر اوسکا
چھڑکنا واسطے دور کرنے غبار کے ہی تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اس سے زیادہ حلال
نہین ہی **مسئلہ** ایک کوچہ غیر نافذہ مین چند گھر تھے اور دروازہ اوسکا اوسکے بعض مکان
کی دیوار سے چھپ گیا تہا پس کسی نے اوسی دیوار کے متصل لکڑیان رکھکر دریچہ اور بالاخانہ
بنایا پہر کسی شخص نے اوس کوچہ مین گھر خرید کیا اور قبل بنانے کے کوئی خاص گھر اوسکا
اوس کوچہ مین نہ تہا پس آیا وہ اس بنانے والے سے مواخذہ کرسکتا ہی یا نہین **جواب**
وہ گھر کے بلند کرنے کا مواخذہ کرسکتا ہی کیونکہ قائم مقام بائع کے ہی **مسئلہ** جس کوچہ

نافذہ مین مزلبہ ہو اور کوئی شخص اپنے گھر کے مزلبہ کو صاف کرکے اوسمین بہانا چاہتا ہو
اور ہمسایہ اوس سے ایذا اور تکلیف ہی پاتے ہین تو وہ اس سے منع کیا جاوے بلکہ ہر شخص
کو جو اوس راہ سے آمد و رفت رکھتا ہی وہ مجاز منع کرنیکا ہی کیونکہ جو کوئی کوچہ نافذہ مین تصرف
جدید کرے اور اوس سے عام کو ضرر ہو تو ہر ایک کو اوسمین منع کرنے کا حق ہی اور
اہل کوچہ ساتھ کوچہ غیر نافذہ کے خاص ہین اوسمین کسی شخص کو منع کرنے کا حق نہین ہی
مسئلہ کسی شخص نے اپنے گھر مین پاخانہ بنایا اور اوسکی نالی مسلمانون کے راستہ مین
بہائی یا اوسکے دو گھر تھے ایک داہنے اور دوسرا بائین اور درمیان دونون گھرون
کے مسلمانون کا راستہ تہا اوسنے اوسپر سائبان بنایا پس اگر اوس سے ضرر متصور ہو تو
اوسکو نالی بنانا یا سائبان ڈالنا نچاہیے اور اگر ضرر نہین ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور جو
مسلمان کہ قبل بنانے کے خصومت کرے تو اوسکو بنانا نچاہیے اور بعد بنانے کے توڑنا
چاہیئے کیونکہ اسمین حق مسلمانون کا ہی اور جب کوئی شخص راہ عام مین سائبان بنانا چاہی
اور اوس سے عام کو ضرر نہو تو نزدیک امام اعظم رح کے ہر مسلمان کو اوسکے منع کرنے کا
اور گرانے کا حق ہی اور نزدیک امام محمد رح کے اوسکو نیا بنانے کے وقت منع کرنے کا
حق ہی اور بعد بنانے کے موقوف کرنے کا حق نہین ہی اور نزدیک امام ابو یوسف رح
کے اوسکو منع کرنے کا حق ہی نہ گرانے کا اور اگر مسلمانون کو ضرر کرتا ہو تو ہر ایک کو
منع کرنے اور گرانے کا حق پہونچتا ہے اور کوچہ خاص مین ضرر معتبر نہین ہی بلکہ شرکا کا
اذن معتبر ہے **مسئلہ** جس شخص کا سائبان کوچہ غیر نافذہ مین ہو تو اہل کوچہ کو اوسکا گرانا
جائز نہین ہی جبکہ اوسکے بننے کی کیفیت نہ معلوم ہو اور اگر معلوم ہو تو گرا دین اور اگر
کوچہ نافذہ ہو تو دونون صورتون مین گرا دینا جائز ہی اور امام ابو یوسف رح کی نزدیک صورت ضرر کے
گرا دینا جائز ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو شاہراہ مین ہو اور اوسکا حال معلوم نہو وہ جدید اور نیا شمار کیا جاوے یہانتک کہ امام کو
اوسکا موقوف کر دینا جائز ہی لیکن جو کہ کوچہ غیر نافذہ مین ہو پس جبکہ اوسکا حال معلوم
نہو تو قدیم ٹہرایا جاوے اور کسیکو اوسکا دور کرنا جائز نہین ہی اور کوچہ خاص وہ ہی
کہ زمین اور گھر سب کے مشترک ہو اور اوسمین گھر اور حجرہ بنائین اور اوسمین ایک

راستہ واسطے آمدورفت اپنے کے چھوڑ دیں پس یہ راستہ اونکی ملک میں ہوگا لیکن جبکہ وہ کوچہ اصل میں سطرح پر ہو کہ اوسمیں تمامی مکان کا خط ڈالدیا گیا ہو اور واسطے آمدورفت کے راستہ چھوڑ دیا گیا ہو پس آمین جواب مثل جواب راستہ عام کے ہی کیونکہ یہ راستہ واسطے عوام کے باقی ہی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وقت اژدحام اور ضرورت کے اس کوچہ مین آنا جائز ہی اسیطرح سے اون سب احکام مین کہ جنکا ذکر آنے لگا اور دلیل ہے شمس الائمہ حلوائی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ وہ اس کوچہ خاص کے بارہ مین کہتے تھے کہ کوچہ خاص وہ ہی کہ جو درمیان دوسری قوم کے ایک قوم خاص ہو اور اگر اوسمین قوم مخصوص نہو تو وہ عام ہی اور فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ محتسب کو جائز ہی کہ واسطے دور کرنے اونکالنے پرنالون کے اوس میزاب اور پرنالہ کے طرف جو راستہ مین نکالا ہو جھگڑا کرے کیونکہ یہ تعدی اور زیادتی ہی کیا تو نے نہیں دیکھا کتاب الآیات مین مذکور ہے کہ جو پرنالہ کہ سر راہ نکالا گیا ہو اور گذرنے والون پر اوسکی نجاست پڑتی ہو تو دو حال سے خالی نہین ہی یا یہ کہ پرنالے کا رخ راہ کی طرف ہی تو مالک ضامن ہی یا پرنالہ کا رخ گھر کے اندر ہی اور کسی وجہ سے راہ چلنے والے پر نجاست پڑگئی تو مالک پرنالہ ضامن نہین اور اگر معلوم نہین کہ کس رخ سے نجاست پڑی ہی تو قیاس معتبر نہین اور وہ ضامن بھی نہین سکیگا ہو اور خانیہ مین مذکور ہے کہ استحسان مین نصف کا ضامن ہی اور وہ جو پہلے مذکور ہوا اسکے خلاف ہی مسئلہ جس کوچہ غیرنافذہ مین کسی شخص کا مکان ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اپنے دروازے کے سوا دوسرا دروازہ کھولے تو منع نہ کیا جاوے اور اسی پر فتوے ہے مسئلہ راستہ اگر فراخ اور کشادہ ہو اور اوسمین اہل محلہ نے واسطے عام کے مسجد بنائی اور راستہ مین اوس سے کچھ ضرر بھی نہین ہی تو آمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور احتساب کیا جاوے اوس شخص پر جو کہ گورستان مین گندگی کرے مگر جبکہ راستہ قدیم ہو اور جو کوئی کہ مقبرے مین راستہ پاوے تو اوسکو گذرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ اوسکے دلمین راستہ ہوجانے کا خیال نہو اور اوس شخص پر احتساب کیا جاوے جو راہ مین واسطے فروخت کرنے سامان کے بیٹھے جبکہ اوسمین لوگون کا نقصان اور ضرر ہو اور اسیواسطے

نہین چاہیے کہ اوس شخص سے کوئی چیز خرید کرین اور یہی مختار ہے اور اگر بسبب کشادہ
ہونے راستہ کے ضرر نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی اوس سے خریدنے مین آور امام ابو یوسف رح
سے مروی ہی کہ جو شخص اپنے گھر کی دیوار مین گارہ لگائے اور بسبب اوسکے مسلمانون پر راستہ
بند ہوجاوے تو بنا بر قیاس کے وہ گرا دیا جاوے آور استحسان مین ہی کہ نہ گرایا جاوے
بلکہ وہ اسکے اپنے حال پر چھوڑ دیا جاوے اور نصیر بن محمد مروزی رح سے مروی ہی کہ
وہ امام ابوحنیفہ رح سے روایت کرتے ہین کہ یہ جب اپنے گھر کی دیوار پر گارا یا مٹی لگانا چاہتے
تھے تو پہلے اوسکو چھیلتے تھے پھر مٹی لگاتے تھے تاکہ کوئی حصہ ہوا کا میرے تصرف مین نہ آوے
آور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ایک شاگرد قدیم تھا اوسکو بسبب لگانے مٹی کے اپنے
دروازے پر جو طرف شاہ راہ کے واقع تھا اور تصرف کرنے برابر ناخون کے راہ کشادہ سے
کچھ سخت کہا اور کہا کہ نچاہیے تھا اوسکو کہ مجھسے علم اسلام کا سیکھتا آور ملتقط ناصری مین ہی
کہ جو پاخانہ یا پرنالہ یا سایبان کہ کوچہ غیر نافذہ مین واقع ہوا ور ہمسایہ واسطے بند کرنے
اوسکے مزاحمت کرتے ہون تو اوسکو بند کرنا جائز ہے اگرچہ قدیم ہو اور امام محمد رح
نے کہا ہی کہ جبکہ وہ راستہ کو ضرر کرے تو یہ حکم ہی اور اگر ضرر نکرے تو ترک کرے اور
قول اوّل امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے آور جنایات ملتقط مین ہی کہ جو شخص کوچہ مین آیا پر نکھوڈ تا
اور کوچہ کا منہ بند کرنا چاہے تو وہ اس سے منع کیا جاوے آور فتاوی النسفیہ مین ہی کہ
اوس محتسب کے حال اور حکم سے سوال کیا گیا کہ اوسنے روئی بیچنے والیکو راہ مین روئی رکھنے
سے منع کیا تھا اور کہدیا تھا کہ تو پھر ایسی حرکت نہ کرنا پھر اونہون نے اوسکو دوسری مرتبہ روئی
رکھتے ہوئے دیکھا اور اوسکی روئی کو بسبب امر معروف اور مبالغہ بالزجر کے جلا دیا تو آیا
وہ محتسب اوسکی روئی کے مثل کا ضامن ہی یا نہین آوسکے جواب مین کہا گیا کہ وہ ضامن
ہے مگر جبکہ اوسمین کچھ فساد دیکھے اور اوسکے جلانے مین مصلحت جانے آور اسیطرح مشکون کا
توڑنا اور مشکون کا پھاڑنا اور شراب کا بہانا اور شرابی کا گھر جلانا جو شراب کے
بیچنے مین مشہور ہو اسواسطے کہ اسکے مباح ہونے مین اثر مروی ہے آور اگر کسی نے
بازار عام مین کنوان کھودا یا دوکان بنائی اور اوس سے کسی چیز کو ضرر پہونچا پس اگر

اسنے امام اور حاکم کی اجازت سے کی تہی تو ضامن نہین ہی اور اگر بغیر اجازت کیا تو ضامن
ہے اور یہی حکم ہی اوس شخص کے حال مین جسنے اپنے جانور کو بازار مین ایسی جگہ کھڑا کیا
کہ واسطے بیچنے اوسکے مقرر نہین ہی پس اگر اوس جگہ مین بادشاہ کے حکم سے کھڑا کیا تہا اور
کوئی آدمی ہلاک ہوا تو ضامن نہین ہی ورنہ ضامن ہی کیونکہ سلطان نے جب حکم دیا تو وہ
جگہ راستہ ہونے سے خارج ہوئی اور واسطے کھڑا کرنے جانورون کے وہ جگہ مقرر ہوئی
اور بغیر حکم بادشاہ کے وہ راستہ ہونے سے خارج نہین ہوتی ہی **مسئلہ** جو دیوار کہ راہ مین
گرگئی ہو تو محتسب کو واسطے خالی کردینے راہ کے اوسکے مالک پر حکم کرنا جائز ہی اور
اگر اوسنے خالی نہ کیا اور بسبب اوسکے کوئی آدمی ضائع ہوا تو ضامن ہی اور خانیہ کی کتاب
الحظر والاباحت مین ہی کہ ابوبکر رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ بازار مین پانی چھڑکنے کے لئے رخصت
اور اجازت نہین ہی اگرچہ زیادہ غبار ہو اور ابونصر دبوسی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اسمین کچہ
مضائقہ نہین ہی اور واسطے بٹہانے غبار کے اور زیادہ اس سے جائز نہین ہی کہتا ہے
بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اسمین اختیار محتسب کا ہی جو قول کہ اوسکو صواب
معلوم ہو اختیار کرے خواہ راہ مین پانی ڈالنے سے منع کرے یا ان لوگون کو کہ جنکی
عادت راہ مین پانی ڈالنے کی ہوتی ہے منع کرے **مسئلہ** فتاوی خانیہ مین ہی کہ ایک
کوچہ غیر نافذہ تھا اوسکے رہنے والون سے ایک نے اپنے دروازے کے میدان
مین مٹی ڈالی یا پتھر رکھا کہ اوسپر پانون رکھکر آمد و رفت کرے یا جانور باندہے یا مثل
اسکے دوسرا کام کرے تو کہا گیا ہی کہ جب اوسنے اپنے گہر کے میدان مین کیا ہی تو ضامن
نہین ہوگا لیکن جبکہ اوسنے مسلمانون کے راستہ مین کیا ہی تو ضامن ہوگا اور اپنے دروازہ
پر جانور کے کھڑا کرنے مین مستوجب احتساب نہین ہی اسواسطے کہ امام نے اوسکو اسکی اجازت
دی ہی اور فتاوی خانیہ مین ہی کہ جس شخص نے اپنے جانور کو جانورون کے بازار مین
کھڑا کیا اور اوسنے کسی چیز کو ضرر پہونچایا تو وہ اوسکا ضامن نہین ہی کیونکہ بازار جانورون
مین جانور کا کھڑا کرنا حکم سے بادشاہ کے ہی اور اسیطرح نہر کے کنارے پر کشتیونکا کھڑا
کرنا کیونکہ امام نے اسکی اجازت دی ہے **مسئلہ** راہ چلنے والون کو راہ مین بیٹھنے سے

محتسب کو منع کرنا جائز ہے یا نہین جواب اگر بیٹھنا فقط واسطے راحت و آرام لینے کے ہے
تو اوسکو نہ منع کرے بشرطیکہ دوسرے چلنے والون کو ضرر پہونچتا ہو لیکن اگر اس سے آدمی
تلف ہو تو ضامن ہی کیونکہ یہ اسکو مباح تہا ساتہہ شرط سلامتی کے اور اگر بغیر حاجت کے
بیٹھے تو منع کیا جاوے اسیطرح جنایات ذخیرہ کی سولہوین فصل مین مذکور ہی اور پانچوین باب
عوارف مین مذکور ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے واسطے
اوکھاڑنے پرنالے کے جو عباس بن عبدالمطلب کے گھر مین تہا حکم کیا تہا پس انسے عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمنے اوسکو اوکھاڑا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
دست مبارک سے رکھا تھا عمرؓ نے کہا کہ اب اسکو بجز تمہارے ہاتہہ کے کوئی نہ رکھے گا اور
تمہارے واسطے زینہ بجز کندہے عمرؓ کے دوسرا کچہہ نہو گا پس آپنے اونکو اوٹھایا اور
اپنے کندہے پر چڑہایا یہانتک کہ اونہون نے اوس جگہ پر پرنالہ رکھا اللہم صل علی سیدنا
محمد وعلی آلہ واصحابہ البررۃ الکرام وازواجہ وعشیرتہ واشیاعہ واتباعہ وسلم اس روایت مین
بہت فوائد ہین ایک یہ کہ پرنالہ جب راستہ مین ہو تو مسدود اور موقوف کرے کیونکہ درمیان
صفا اور مروہ کا راہ ہی اور یہ روایت موئد ہین واسطے اوسکے کہ ہمنے آخر کتاب مین
ذکر کیا ہے اور خلاف اوسکے کہ ہمنے اول باب مین ذکر کیا ہی دوسرے یہ کہ والی
اوسکو خود اوکھیڑے بدون گواہی اور دعوے کے کیونکہ دعوی اور شہادت اس
حدیث مین مذکور نہین ہی تیسری یہ کہ مالک کی اجازت اور اوسکا موجود ہونا اور
اوسکا اقرار ساتہہ اوسکے ہونے کے شرط نہین ہی کیونکہ اونہون نے حاضر ہونا اور
اقرار کرنا عباس رضی اللہ عنہ کا نہ دیکھا چوتھے یہ کہ اوپر دور کرنے ہر تصرف کے جو راہ
مین ضرر کرتا ہو بدلیل اس حدیث کے حجت پکڑی جاوے اگرچہ اسمین کوئی خصومت
نہ کرے پانچوین امر معروف اور نہی عن المنکر مین گمنام اور نامور وجیہ اور خسیس و شریف
سب برابر ہین کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے نہی عن المنکر کو عباس رضی اللہ عنہ پر قائم
کیا حالانکہ وہ وجیہ اور شریف تھے چھٹے یہ کہ خبر واحد جو کہ راوی عادل سے مروی ہو
مقبول ہی کیونکہ عمرؓ نے روایت عباسؓ کی قبول کی ساتوین یہ کہ روایت مین اونکی

منفعت اوسکی تہمت کا موجب نہین ہو سکتی ہے جبکہ وہ عادل ہو کیونکہ عمرؓ نے عباس
رضی اللہ عنہ کی روایت قبول کی حالانکہ اونکا نفع اوسمین تہا آٹھوین یہ کہ فعل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرع پر محمول ہی خواہ قبل نبوت کے ہو یا بعد جبتک کہ اوسپر کوئی
دلیل نہ پائی جاوے کیونکہ عمر رضؓ نے حضرت عباس رضؓ سے دریافت نہ کیا کہ یہکو آنحضرت نے
قبل نبوت کے رکھا تہا یا بعد نوین یہ کہ شاید عمر رضؓ نے حضرت عباس رضؓ کو آنحضرت صلعم کے رکہنے
اوسکے کو اپنے ہاتھ سے اسواسطے حکم کیا تہا کہ اسکا ذمہ اونپر ہو اور اسمین اشارہ اس طرف
ہے کہ خبر واحد موجب علم کی نہین ہی دسوین یہ کہ اطاعت امین جبکہ ترک ادب ہو تو
اطاعت ہی اولی ہے کیونکہ ترک ادب کا آسان تر ہے ترک فرض سے اور عباس رضؓ
کا قدم رکھنا عمر رضؓ کے کندہے پر اسکی تائید کرتا ہے گیارہوین اور بارہوین وہ ہین
کہ جنکو شیخ الشیوخ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین قیام سے خدمت اخوان مین مراد لیا ہی
کیونکہ عمرؓ نے عباسؓ کی خود خدمت کی اور اپنے بہائیون کی اذیت سے متحمل ہوئے
کیونکہ عباسؓ نی اپنا غصہ اسنے ظاہر نہ کیا تیرہوین یہ کہ صلاح امور خفا نگی کی اور خدمت
اور مرمت اوسکی سنت صحابہ سے ہی کیونکہ عمر رضؓ نے عباس رضؓ کو حکم کیا کہ اپنے
ہاتہ سے پرنالہ رکھین چودہوین یہ کہ اعادہ کرنا تصرف کا اوس جگہ کیا جاوے نہ دوسری
جگہ جبکہ وہ قدیم ہو کیونکہ عمر رضؓ نے اوسکے رد کرنے کا حکم اوسی جگہ پر کیا پندرہوین
یہ کہ اسنے دلالت کی اوپر جواز پانون رکھنے کے کندہے پر باجازت اوسکے
کیونکہ عباس رضؓ نے اپنا پانون عمر رضؓ کے کندہے پر رکھا تھا اونکی اجازت سے پس
اس سے مستفاد ہوا کہ مملوک کے کندہے پر پانون رکھنا جائز ہے اگر وہ اسکی طاقت
رکھتا ہو اور اجارے کا جائز ہونا ساتہ اوٹہانے آدمی کے اور اسکی اجرت اور مزدور کا
جائز ہونا سولہوین اسنے اسپر دلالت کی کہ آدمی کا پرنالہ رکھنا اپنے چچا کے گھر مین سنت
ہے کیونکہ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے دست مبارک سے پرنالہ رکھا ہے اور اس سے مستفاد ہوا کہ کام کاج کرنا
گھر کا درست ہی اور اسی قیاس پر تمام خدمتین ہین سترہوین اسنے دلالت کی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجز اور تواضع یہ کہ آپنے خود اپنے چچا کے گھر کی خدمت
فرمائی پس کیا گمان ہے خادمین کا کہ آپکے چچا کی نفس کے ساتھ قصد کرین اٹھارہوین
یہ کہ نکلا ہوا پرنالہ قطعہ نہ کیا جاوے اور نہ توڑا جاوے جبتک کہ اوسکا اوکھیڑنا ممکن
ہو کیونکہ عمر رضنے اوکھاڑا تھا اور عقلمندی اسمین ہی کہ بغیر ہلت کے اوسکا دفع ممکن ہو
اونیسوین یہ کہ ظلم عام کا دور کرنا ممکن نہو مگر ضرر خاص سے تو دور کیا جاوے اگرچہ
اسمین حق کا دور کرنا ہے کیونکہ جانب پرنالہ کے دیوار پر حق خاص ہی اور اسیواسطے
اگر پرنالہ خارج سے کسی شخص پر ضرب پہونچی اور وہ زخمی ہوا تو دیکھا جاوے کہ اگر اوسکے طرف
خارج سے چوٹ لگی ہی تو ضامن ہی اور اگر اندر کیطرفسے لگی ہے تو ضامن نہین ہی اور پرنالے
کا نکلنا ظلم عام ہے اور جبکہ ظلم عام کا دفع کرنا ممکن نہو مگر جڑسے اوکھاڑنیکے ساتھ تو اوسکو
بالکل جڑسے اوکھیڑ دے جیساکہ عمر رض نے اوکھاڑا اور انکے ضرر کیطرف التفات نہ کیا
اور اس سے مستفاد ہوا کہ بغیر اجازت صاحب مکان کے واسطے امر معروف اور نہی
عن المنکر کے گھر مین جانا درست ہی کیونکہ معصیت کا پھیلانا ظلم عام ہے اور بغیر اجازت
کے داخل ہونا ضرر خاص ہی بیسوین یہ کہ اس سے عمر رض کی مناقب یاتہ چند وجوہ سے معلوم
ہوئے ایک مودینی مین اونکی مستعدی تھی کہ مطلقاً عباس رض کی پرنالہ اوکھاڑنے مین مداہنت اور سستی نکی
دوسرے تواضع تیسرے حق کی اطاعت اور انقیاد کہ اپنی قضا سے رجوع کی اکیسوین
یہ کہ محتسب نے جبکہ احتساب کیا اور معلوم ہوا کہ وہ خطا تھی تو اس سے رجوع کرے اور اس سے
حاکم کا رجوع کرنا بھی مستفاد ہوا بائیسوین یہ کہ محتسب جبکہ خطا کرے تو اوسکے اعوان پر
کچھ نہین ہی کیونکہ عمر رض نے انپر کچھ حکم نہ کیا اور اس سے اعوان قاضی اور والی کے بھی
متفرع ہوتے ہین تیئسوین یہ کہ محتسب جبکہ خطا کرے تو قضا مین ضامن نہین ہی لیکن اوس سے
عذرخواہی کرے کہ جسکو اپنی خطا سے دیانت مین ضرر پہونچایا ہی جیساکہ عمر رض سے مروی
ہے کیونکہ اگر یہ نہوتا تو پرنالے کے رکھنے مین عباس رض کی مددگاری کیون کرتے بلکہ
پرنالے کا نہ رکھنا اولی تھا تا مسلمانون کو درمیان صفا اور مروہ کے دوڑنے مین ضرر
نہ پہونچے چوبیسوین اسباب کے ثابت کرنے پر ساتھ اسکے استدلال کیا گیا کہ والی کو حکم کرنا

واسطے اوکھاڑنے پرنالہ ممنوع اور منکر کے دوسرونکو جائز ہی کیونکہ عمر رض نے غیر کو واسطے
اسکے حکم کیا تہا اور والی مثل عمر رض کے تھے اونکو بہی اسپر حکم کرنا جائز تہا اسی بنا پر مین متفرع
ہوا جواز حکم کا غیر کو واسطے دور کرنے منکرات کے پہر اسپر متفرع ہوا محتسب کا قائم کرنا کیونکہ
جب غیر کو مامور کرنا واسطے نہی عن المنکر کے جائز ہوا تو غیر کا مامور کرنا واسطے امر معروف
کے بہی جائز ہوا پہر اسپر متفرع ہوا کہ محتسب کے اعوان اور مددگار ٹھہرانا جائز ہی پہر اسپر
متفرع ہوا بیت المال سے واسطے اونکے کفاف مقرر کرنا کیونکہ جب محتسب کو اعوان کا
مقرر کرنا جائز ہوا جبکہ وہ کوئی معین اور مددگار احتساب مین نہین پاتا ہے تو اونکا کفاف بہی
مقرر کرنا ضرور ہوا پچیسوین یہ کہ ساتہ اسکے اسبات پر حجت پکڑی جاوے کہ جب محتسب
دوسرے کو واسطے دور کرنے منکر کے حکم کرے تو اوسکو اطاعت کرنا جائز ہے اور جبکہ
اطاعت جائز ہے تو اوسکا ماننا بہی واجب ہی کیونکہ والی کی اطاعت اوسمین واجب ہوتی
ہی کہ جو جائز ہو مگر جبکہ وہ ساتہ ظلم کے معروف ہو اور اسپر متفرع ہے قاضی کا حکم کرنا ساتہ حدود
اور قصاص کے چھبیسوین اگر کوئی رافضی دعوی کرے اور کہے کہ عمر رض نے پرنالہ بسبب دشمنی
بنی ہاشم کے اوکھیڑا تہا تو اوسکا جواب یہ ہی کہ اگر عداوت اور دشمنی سے ہوتا تو اوسکو پہر کیون
اوسی جگہ پر ساتہ عاجزی اور تواضع کے رکھتے ستائیسوین یہ کہ خصم کو جائز ہی کہ محتسب کے ساتہہ
کنایۃً اظہار ظلم کے سیلے مواجہہ اور مخاطبہ کرے جیسا کہ عباس رض نے عمر رض سے خطاب کیا تہا
اس قول کے کہ تمنے اوسکو اوکھیڑا کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تہا
اور یہ کنایہ ہے اوس کام کے کرنے سے کہ جو جائز نہین ہی لیکن اسکی تصریح نہ کرے اور
وجہ اسمین یہ ہی کہ وہ اپنے ارادہ سے احسان کرنے والا ہی پس یہ ظلم محض نہوا مگر جبکہ اسپر اصرار
اور انکار کرے اور ظلم مطلق مین ساتہ بدقولی اور بدکلامی کے جہر کرنا جائز ہے اور یہان
ایسا نہ تہا اسلیے اسکی تصریح نہ کی لیکن کنایت پس یہ ضرور ہے کہ مستحق اپنا حق پاوے اور
محتسب اپنی خطا سے نکلے اٹھائیسوین یہ کہ خبر واحد سننے والیکے حق مین حجت قطعی ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور یہی وجہ ہی کہ عباس رض کو اوسکے رکھنے کا حکم کیا نہ دوسرے کو
اونتیسوین یہ کہ خبر فقیہ کی جبکہ خلاف قیاس صحیح کے ہو تو قیاس ترک کیا جاوے اور امام

مالک رحمہ نے کہا ہی کہ قیاس نہ ترک کیا جاوے اور حضرت عمر رضہ کے قول سے حجت
پکڑتے ہین یعنی اب اسکو بجز تیرے ہاتھ کے کوئی رد نہ کرے گا کیونکہ اگر یہ مقبول ہوتا
تو اسکا رد کرنا غیر عباس رضہ کو جائز ہوتا اور یہ خلاف ہی بسبب قیاس کے غیر پر شوارع
سے اور اسکا جواب یہ ہی کہ اگر عمر رضہ قبول نکرتے تو عباس رضہ کو پرنالہ کیون رکھنی دیتی
لیکن یہ قول کہ اب اسکو نہ رکھے گا الخ پس اسمین اسبات کا احتمال ہی کہ شاید عباس رضہ واسطے
اس کام کے اولی ہون چند وجہ سے ایک یہ کہ اونہون نے دیکھا تہا اس سبب سے ساتھہ
علم الیقینی کے عمل کیا دوسرے یہ کہ وہ کام اونکا اپنا تہا تیسرے یہ کہ بسبب اسکے عمر رضہ کو تواضع
اور عاجزی حاصل ہو تیسوین یہ کہ قیاس صحیح جبکہ خبر واحد کے خلاف ہو اور خبر واحد مجمل ہو تو
قیاس پر وہ محمول ہوگا اور قیاس ترک نہ کیا جائے گا جیساکہ یہ خبر اوپر پرنالہ قدیم کے
محمول ہی اور قدیم اور جدید مین یہ فرق ہی کہ یہ تصرف غیر ملک مین ظاہر ہے اور قدیم مین
واسطے ثابت کرنے ظلم کے احتیاج ہے اور جدید مین اسکا ظاہر محتاج نہین ہی بسبب ثابت
ہونے کے نیا بنانے مین اور ظاہر واسطے دفع کرنے حجت کے صلاحیت رکھتا ہی کتیسوین
یہ کہ محتسب کو اعادہ کرنا اوسکا کہ جسکو اوسنے دور کیا ہو واجب نہین ہی جبکہ خطا ظاہر
ہو بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مالک کو واسطے بنانے یا رکھنے کے اجازت دے کیونکہ عمر رضہ
نے خود اپنے ہاتھ سے نہ رکھا اور نہ کسی اعوان اپنے کو حکم کیا بلکہ حضرت عباس رضہ کو
اسکی اجازت دی بتیسوین یہ کہ پرنالہ قدیم کا مالک گنہگار نہین ہی اور نہ ضامن ہی اگرچہ بسبب
اوسکے کسیکو ضرر پہونچے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو نہ رکھتے اور نہ عمر رضہ اوسکی
اجازت دیتے کیونکہ پرنالہ نکلا ہوا ضرر سے خالی نہین ہوتا ہے خصوصًا شاہراہ مین مانند
درمیان صفا اور مروہ کے تیتیسوین یہ کہ صوفیان اہل بصرہ نے کہا ہے کہ صوفی کو ضعیف البدن
اور نحیف الجسم ہونا اولی اور بہتر ہے قوی ہونے سے اور مختار یہ ہی کہ ایسا نہین ہی کیونکہ
یہ قسم صدقہ برادرون سے ہے کہ جسکو نہین کرسکتا مگر قوی چونتیسوین یہ کہ جہالت صحت
تبرع اور احسان کو ساتھہ منفعت کے مانع نہین ہی کیونکہ عمر رضہ نے عباس رضہ کو ساتھہ
نفع لینے کے اپنے کندہے سے حکم کیا اور اوسکی مدت نہ بیان کی اور یہ لازم نہین ہی کہ

پس اسمین جو سپرد طرف جھگڑے کے نہین پہونچا تا ہی بخلاف اجارہ کے تینتیسوین یہ کہ اسمین عمر رضہ کے فی نفسہ زہد کا بیان ہی چھتیسوین گھر کی دیوار بلند کرنا بقدر قد دو آدمی کے جائز ہی کیونکہ اونکی بنا ایسی ہی تھی اور اگر ایسی نہوتی تو عباس رضہ کو عمر رضہ کے کندہے پر قدم رکھنے کی کچھ حاجت نہ تھی سینتیسوین یہ کہ لفظ صریح جبکہ اوسکا نفس واسطے معنی کے موضوع نہو تو حکم صریح اوس سے ثابت نہوگا پس لفظ سابق جو بمعنی کندہے کے ہی عتق سے ماخوذ ہی لیکن اوسکے ساتھہ حکم مقید نہین ہی اسواسطے کہ وہ دوسرے معنی کیواسطے بہی موضوع ہے اڑتیسوین مکہ مین گھر بنا لینا واسطے بنانے والے کے ملک ہی یعنی وہ گھر واسطے صاحب مکان کے مملوک ہی ورنہ عباس رضہ ساتھہ جگہ پرنالے کے لائق تر نہوتے بخلاف زمین مکہ کے کہ اوسمین خلاف ہی اونتالیسوین بقدر ما یحتاج الیہ کے عمارت بنانا منع نہین ہے اسواسطے کہ پرنالہ رکھنا واسطے حفاظت مکان کے ہی تا کہ خراب نہو اور اگر یہ منع ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو باقی نہ رکھتے چالیسوین یہ کہ بنانا اور تعمیر کرنا برا اور بد تر پیشہ نہین ہے کیونکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو ایک مرتبہ بنایا تہا حالانکہ آپ اس سے معصوم ہین جو طرف خساست کے منسوب ہو اکتالیسوین ذخیرہ مین مذکور ہی کہ کہ جب نافذہ مین تصرف کرنا جدید پر محمول ہی اور غیر نافذہ مین قدیم پر اور اوسمین اسکی کوئی دلیل مذکور نہین ہی اور یہ دلیل منع پرنالے کی صلاحیت رکھتی ہی اول کے دلیل ہونے پر کیونکہ عمر رضہ نے اسکو نیا ہونے پر محمول کیا ہی ورنہ اوسکو نکالدیتے بیالیسوین یہ کہ اگر کہا جاوے کہ قاضی کو اپنی اہانت کرنا جائز نہین ہی کیونکہ اس سے قضا کی ہیبت جاتی رہتی ہی اور ایسا کام کرنا راستون مین اہانت ہی پس عمر رضہ نے اسکو کیونکر کیا تو ہم اوسکے جواب مین کہینگے کہ اسمین دو وجہین ہین ایک یہ کہ عمر رضہ اپنی زمانے مین سب سے زیادہ عاقل تھے شاید کہ اونکے زمانے مین یہ عرف نہوگا دوسرے یہ کہ قاضیون کو اپنی ہیبت کی حفاظت واجب ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ انکی ہیبت از روی معنی کے تھی اللہ تعالی نے دیکھنے والون کے دلون مین انکی ہیبت اور رعب ڈالدیا تھا اسلئے یہ واسطے محافظت ہیبت صوری کے کوشان نہ تھے اور ہیبت معنوی اللہ تعالی کی خوف سے حاصل

ہوتی ہی کیونکہ جو شخص کہ اللہ تعالی کے خوف سے ڈرتا ہی اوس سے ہر چیز ڈرتی ہی اور سبب اسکا
رات کا جاگنا ہی کیونکہ سو رہنا علامت امن اور بےخوفی کی ہے اور عمر رضا ایسے ہی تھے انکو
محافظت بیت صدور کی حاجت نہتی اور کہا گیا ہی کہ قانت سے مراد ساتھہ قیام کے
رات کا جاگنا ہے پینتالیسوین یہ کہ حاکم اور والی کو وقت گذرنے کے راہ مین مکان کے
دہنے بائین دیکھنا جائز ہے کیونکہ عمر رضہ اگر نہ دیکھتے تو پرنالہ کیونکہ نظر آتا اور فقیہ ابو اللیث
رحمہ اللہ نے اپنے بستان مین ذکر کیا ہی کہ آدمیون کو مستحب ہی کہ جب گھر سے نکلین اپنی
آنکھین بند کرلین اور بغیر ضرورت کے دہنے بائین نظر نہ کرین بلکہ ہمیشہ اپنے قدم ہی کو
دیکھتے رہین کیونکہ دیکھنے سے خواہشین پیدا ہوتی ہین اور راہ سے غفلت ہوجاتی ہی پس
اس بیخبری سے آفت پہونچتی ہے کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ
فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے حاجت کو مستثنے کرلیا ہی اور والی اور حاکم اسی کیطرف محتاج
ہین واسطے دور کرنے ظلم کے راستہ سے پس جائز ہی کہ اوسطرف دیکھے کہ جس جگہ احتساب کی
حاجت ہو چھیالیسوین محتسب نے جبکہ پرنالے کو نکالدیا اور ایام بارش مین پانی کے آنیسے
اوسکی چھت کو نقصان پہونچا تو وہ گنہگار نہین ہی اور نہ ضامن کیونکہ یہ عمر رضہ سے منقول
نہین ہی کہ بعد دور کرنے اور نکالدینے پرنالے کے پانی کا راستہ چھت مین بنا دیا ہو اور نہین
وجہ یہ ہی کہ بیان پر تاخیر کرنا کہ مالک بنالیوے بظاہر ضرر نہین کرتا ہی بخلاف اوس تاخیر
کے جو چور کے ہاتھہ کاٹنے مین ہی سینتالیسوین یہ کہ جو کوئی راستے مین کوئی چیز نکالے تو اوسکو
اوس سے نفع لینا مباح ہی جبتک کہ وہ ضرر نہ کرے کیونکہ نکالنا اور بنانا اوسکا بعینہ منکر اور
منع نہین ہے کیونکہ اگر یہ بالذات منع ہوتا تو البتہ محتسب ملامت کا مستحق ہوتا اور یہ عمر رضہ
سے منقول نہین ہی کہ اونھون نے عباس رضہ کو ملامت کی ہو چھیالیسوین یہ کہ واسطے دفع
کرنے مکروہ کے حیلہ کرنا جائز ہے بلکہ سنت ہی جیسا کہ رکھنا پرنالے کا کیونکہ بعینہ نفع نہین ہے
بلکہ واسطے دفع کرنے ضرر بارش کے حیلہ ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہی کہ انکار پر صلح
کرنا اور واسطے بچانے وقف اور مال یتیم کے متولی کو کچھ رشوت دینا جائز ہی سینتالیسوین
یہ کہ مٹی اور لکڑی کے گھر کو طول امل نہ کہا جاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اوسکی ترمیم اور مرمت کی تھی اور جو کچھ کہ بعض زاہدون سے منقول ہی کہ آپ نے چھت کے داخل ہوئے پس یہ بسبب مصلحت اپنے نفس کے تھا لیکن یہ کہنا کہ وہی مسائل شیم اور رنگا رنگ بھی مکان سے حاصل ہوتا ہی تو یہ کچھ بات نہین ہی کیونکہ یہ آلات تفاخر ہے اور یہ زوال اور کامل نہین ہی اڑتالیسوین یہ کہ مکہ مین رہنا واسطے اہل مکہ کے نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ کے مکروہ نہین ہی بخلاف اوسکے جوار می اور قریب والون کے اور اگر مکروہ ہوتا تو کوئی گھر اوسکا اسلام کے وہان نہ چھوڑا جاتا انچاسوین یہ کہ واسطے مرمت مکان کے راہ میں کھڑا ہونا جائز ہے کیونکہ عمر رضہ نے عباس رضہ کو حکم کیا کہ اپنا پرنالہ راستہ کیطرف سے پھیر لین اور اونکو چھت پر چڑہنے کے لیے حکم نہ کیا پچاسوین یہ کہ واسطے دور کرنے ایسی چیز کے جو راہ کو بند کر دے راہ مین کھڑا ہونا جائز ہے کیونکہ عمر رضہ نے راستہ مین کھڑے ہوکر پرنالے کو دور کیا اکیاون یہ کہ چھت مین پرنالے کا رکھنا طول امل نہین ہی کیونکہ اسکا رکھنا مسنون ہی اور طول امل حرام ہی اور وجہ اسمین یہ ہی کہ اپنے عمل اور مال کو باطل اور ضائع ہونے سے بچاتا ہی اور اگر اسمین نیت کی کہ زندہ باقی رہے گا اور اس سے اتنی مدت تک نفع ہوگا تو یہ طول امل ہی اور اگر سنت کے قائم کرنیکی اور عمل کے باطل ہونے سے بچانیکی نیت کی اور مال کے ضائع ہونے سے یا کسی دوسرے مسلمان کی اس سے فائدہ اوٹھانے کی نیت کی تو وہ بسبب اس نیت کے ثواب پاویگا واللہ اعلم

چھٹین باب نماز کے احتساب مین

ہر مسلمان کو اپنی بی بی پر احتساب جاری کرنا چاہیے اگر وہ نماز کو ترک کرے پس جو عورت کہ کبھی نماز نہ پڑہتی ہو اوسکا مہر اوسکے شوہر پر نہین ہی بلکہ بہتر یہ ہی کہ اوسکو طلاق دے اور ترک نماز پر عورت کو مارنا جائز ہی مگر نہ اتنا کہ اوسکی خوبصورتی مین فرق آجاوے اور جو شخص کہ جماعت مین نہ حاضر ہو اوسپر احتساب کرنا چاہیے اور اوسکے گھر کو جلا دینے سے اوسکو ڈرانا چاہیے اور اسپر دلیل لائی گئی ہی اوس حدیث کی جو باب الاحتساب بالاحراق مین مذکور ہی اور اسیطرح سے اوس امام پر احتساب کرنا چاہیے جو محراب کے طاق مین کھڑا ہو اور مقتدیون کی نظر سے غائب ہو کیونکہ یہ اقتدا سے مانع ہے اور پہلے کوفہ کی مسجد کی محراب

اسیطرح جیسے تہی حالانکہ اسکی کراہت پہلے سے ثابت ہی بخلاف اسکے کہ طاق مین سجدہ کرے
اور مسجد مین کھڑا ہو اسواسطے کہ یہ دیکھنے کو مانع نہین ہی اسیطرح شرح طحاوی کبیر مین مذکور ہے
اور واسطے نماز کے کچھ قران مجید سے مقرر اور مخصوص کر لینا مکروہ ہی اسواسطے کہ آدمیون کو خوف
ہی کہ اگر یہ مباح ہو تو بعد گذرنے ایک زمانے کے لوگ اسکو سنت و واجب شمار کرینگے جیسا
اکثر جہال نے یہی گمان کیا ہی یہانتک کہ اگر امام سورہ جمعہ کی قرأت کو جمعہ کی رات مین
چھوڑ دیوے اور جمعہ کے دن الم سجدہ پڑہے تو اسکو بہی مکروہ جان لیا ہو تو اہل علم اور
اور محتاط فی الدین نے ارادہ کیا کہ دین مین کوئی بات خارج دین کی نہ ملنے پاوے اور
جو شخص کہ بغیر تعدیل اور طمانیت کے نماز پڑہے وہ مستوجب احتساب ہی یعنی جو شخص کہ
ارکان کو پورے طور سے ادا نہ کرے اور نماز کو ساتھ اضطرار کے ادا کرے تو اوسکو
واسطے دوبارہ پڑہنے نماز کے حکم کرنا چاہیے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
اعرابی کو فرمایا کہ قم فصل فانک لم تصل یعنی تو کھڑا ہو اور نماز پڑہ اسواسطے کہ تو نے نماز
نہین پڑہی ہی اور اگر خوف ہو کہ وہ غصہ کریگا تو ساتھ نرمی کے اوس سے باتین کرے
یا کسی حیلہ سے کہے جیسا کہ کفایہ شعبیہ کی مجلس آخر بیان مین نماز جنازہ کے شہیدون پر فقیہ
عبد اللہ خوارزمی رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ اونہون نے ایک شخص کو مسجد مین دیکھا کہ ساتھ
سبکی کے نماز ادا کرتا ہی جبکہ وہ نماز سے فارغ ہوا اوسکو اپنے گھر لیگئے اور اوسکے واسطے
حلوا پکا کر طاق مین بہر لائے اور کہا کہ کیا تو بیمار رہے کہا کہ نہین پہر اونہون نے کہا کہ جیسا
تو نے ساتھ سبکی کے نماز ادا کی تو مجکو تیرے مریض ہونے کا گمان ہوا پس وہ شخص اوٹھا
اور توبہ کی اور نماز کی تخفیف اور سبکی سے باز آیا اور یہی اسی کتاب کی مجلس تراویح مین ہی
کہ ایک نماز کے ترک کرنے سے فاسق ہو جاتا ہی اور اوسکی شہادت مقبول نہین ہوتی ہی
اور سزاوار قاضی اور وصی اور مسلمانون کے امام ہونے کا نہین ہی اور وہ مستحق تعزیر کا ہی
اور مرتکب گناہ کبیرہ کا جیسا کہ زانی اور سارق اور ناحق مسلمان کا قاتل اور امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ جو شخص تین روز نماز کو ترک کرے وہ سزاوار تعزیر ہے
کتنا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ با وثقاہ پر واجب ہی کہ واسطے سکھانے

ارکان اور آداب نماز کے محتسب مقرر کرے خصوصاً گانون مین اور اوسکے نماز پڑہوائے
جیساکہ نومسلمون کو نماز کے ارکان کی تعلیم دیجاتی ہی اور محتسب کو ہر گذرگاہ مین جانا چاہئے
اور گانون مین پیمانے اور بٹون کو برابر کرنا چاہئے اونکے وزن مین اختلاف ہوا ور ہر جنس کا نرخ
لکہنا تاکوئی اوسکے نرخ مین فریب نہ کرے مسئلہ ایک مفتی سے سوال کیا گیا کہ جو مزدور کہ
فرض نماز نہ پڑہی آیا وہ بسبب مزدوری کے معذور رکھا جائے یا اوسکو نماز پڑہنے کے
واسطے حکم کیا جائے جواب محیط کی تیسری فصل اجارہ کے بیان مین مذکور ہی کہ جب
ایک شخص کو مزدور ٹھہرایا کہ وہ فلان کام تمام دن کرے تو اوسکو لازم ہی کہ اوس کام کو
مدت مقررہ تک پورا کردے اور سوای فرض کے دوسری چیز مین مشغول نہو اور اہل
سمرقند کے فتاوی مین ہی کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے سنت کا ادا کرنا بہی جائز رکہا ہی
اور نفل کے نہ ادا کرنے پر اجماع ہی اور یہی فتوی کی ہی اور غرائب الروایت مین ہی کہ ابو علی
دقاق رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ اجرت والی کو مستاجر شہر مین جمعہ ادا کرنے سے منع نہ کرے
اور مقدار مشغول ہونے اوسکے نماز مین اوسکی مزدوری مین کمی کرے اگر دور ہوا وراگر
قریب ہو تو اوسکی مزدوری مین کچہ کمی نہ کرے اور اون لوگون پر احتساب کرنا محتسب کو
جائز ہی جو کہ اپنی نماز مین امور مکروہ کرتے ہون اور امور مکروہہ بہت ہین بسبب عدم گنجایش
کے اس مختصر مین نہین لکہا یہ سب کتاب الصلوۃ اور فتاوی مین درج ہین من شاء فلیطالع فیہا
مسئلہ جو کوئی ایسی مسجد مین داخل ہو کہ اذان اوسکے سامنے کہی گئی ہو اور اوسنے اوسوقت
کی نماز کو بہی ہنوز نہین پڑہا ہی تو اوسکو قبل پڑہنے نماز کے مسجد سے نکل آنا مکروہ ہی مگر جبکہ
واسطے کسی حاجت کے نکلے تو اوسکو پہر واپس آنا چاہیئے اور اگر اوسنے نماز پڑہ لی تو نکلنے
مین کچہ مضائقہ نہین ہی مگر جبکہ موذن اقامت شروع کردے اور بعد اقامت کے فجر اور عصر
اور مغرب مین واسطے نکلنے کے رخصت ہی اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اپنے بستان مین ذکر کیا ہی
کہ حالت غنودگی مین نماز پڑہنا مکروہ ہی اور اگر نماز پڑہ لی تو جائز ہے جبکہ ارکان نماز کے

پورے طور سے ادا کیے ہون کیونکہ انس رض سے مروی ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم دخل المسجد فرأی حبلا ممدودا بین ساریتین فقال ما ہذا الحبل قالوا لفلانۃ اذا غلب علیہ

النعاس تتعلق به فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلیصل ما عقل فاذا خشی ان یغلب فلینم
یعنی آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم مسجد مین تشریف لائے اور درمیان دو ستون کے ایک
رسی بندہی ہوئی دیکھکر آپنے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے لوگون نے عرض کی کہ یہ فلان کی ہے جب
اوسپر غنودگی طاری ہوتی ہے تو وہ اسپر لٹکجاتا ہے آپنے فرمایا کہ نماز اوس شخص کو پڑہنا
چاہیے کہ جسکی عقل درست ہو اور جبکہ غنودگی کے غلبہ کا خوف ہو تو سو رہے اور بہی آنحضرت
صلی الله علیه وآله وسلم سے مروی ہے کہ والذی نفسی بیدہ لقد ہممت ان آمر بحطبہ ثم آمر بالصلوۃ
فیوذن لہا ثم آمر رجلا فیوم الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق علیہم بیوتہم یعنی مجکو اوس
ذات کی قسم ہے کہ جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے مین چاہتا ہون کہ ایک شخص کو حکم کرون
کہ وہ لکڑیان جمع کرے پہر واسطے نماز کے حکم کرون کہ اذان کہی جاوے پہر ایک شخص کو
حاکم کرون کہ وہ اونکی امامت کرے اور مین اون لوگون کی طرف جاؤن جو کہ نماز
مین حاضر نہین ہوئے ہین اور اونکے گہر کو جلادون اور اگر ہمیشہ نماز کو ترک کرے تو
سخت تعزیر اوسکو دیجاوے جیساکہ فتاوی مین ہے واللہ اعلم۔

ستاون باب جانورونکے احتساب مین

اور اسمین چند وجوہ ہین ایک یہ کہ واسطے راحت اور آرام اور قرار پکڑنے کے جانورونکی
پیٹہہ پر بیٹہنا مباح نہین ہے بموجب قول خیر البشر صلی الله علیه وآله وسلم کے کہ لاتتخذوا دوابکم
کراسی یعنی اپنے جانورون کو کرسی نہ بناؤ اور اسیواسطے ٹہرے ہوئے اونٹ پر نماز
پڑہنا جائز نہین ہے مگر حالت خطر مین کیونکہ رسول مقبول صلی الله علیه وآله وسلم نے اسکو
جائز رکہا ہے اور یہ فعل آپسے صادر ہوا ہے دوسرے یہ کہ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کی تنبیہ مین
ہے کہ حسن رض سے مروی ہے کہ انہ صلعم مر ببعیر معقود فی صدر النہار فقضی حاجتہ ثم رجع والبعیر
علی حالہا فقال لصاحبہا اما علفت ہذا منذ الیوم قال لا قال اما انہا لتحاجک یوم القیمۃ
ای تخاصمک الی اللہ تعالی یعنی آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم صبح کے وقت طرف ایک
بندہے ہوئے اونٹ کے گذرے پس آپنے قضای حاجت کی اور پہر تشریف لائے
اور اونٹ کو اوسیطرح سے دیکہا آپنے اوسکے مالک سے فرمایا کہ کیا تونے آج اوسکو

چار [illegible] کہا کہ نہین پھر آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ قیامت کے دن اللہ تعا
لے کے سامنے اوس شخص پر نالش کریگا تیسرے یہ کہ گنجنیں اور مزید مین مذکور ہی کہ زندہ جوون کو
پھینکنا [illegible] ترک مروت ہی چوتھے یہ کہ چیونٹی کو جلانا نچاہیے اگرچہ وہ
کاٹتی ہو [illegible] کہ نبیا من الانبیاء عضہ نمل فاحرق بیتها فاوحی الیہ ان عضتک نملة
واحدة فاحرقت امة [illegible] ذکر اللہ تعالی یعنی کسی نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹا اونہون نے
اوسکے گھر کو جلا دیا اللہ تعالی نے اونکے پاس وحی بھیجی کہ تمکو ایک چیونٹی نے کاٹا اور تمنے ایک
گروہ کے گروہ کو کیون جلا دیا حالانکہ وہ سب ہی اپنے معبود کو یاد کرتی تھین پانچوین یہ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہی کہ اضربوها علی النفار ولا تضربوها علی العثار یعنی تم
بہاگنے [illegible] کو مارو اور گر جانے یا خوب نہ چلنے پر اوسکو نہ مارو اور وجہ
اسمین یہ ہی کہ [illegible] یعنی بہاگنا اور سرکشی کرنا بد خلقی سے ہے اور اوسکو واسطے مارنے کے حکم ہوا
[illegible] اختیار کرے دوسرے گرنا اور خوب نہ چلنا ضعف اور ناتوانی سے ہی تو اسکو
مارنا [illegible] نفع نہ کریگا بلکہ زیادتی ضعف اور ناتوانی کی اس سے ہوگی اور دوسری
چار باتین [illegible] سورۂ مائدہ مین مذکور ہین ایک یہ کہ بحیرہ نہ بناوے دوسرے یہ کہ
سائبہ نہ بناوے تیسرے یہ کہ وصیلہ نہ بناوے اور حامی یہ سب ہین وہ یہ آیت ہی کہ
ما جعل اللہ من بحیرة ولا سائبة ولا وصیلة ولا حام پس اس آیت سے اسپر دلالت کی کہ اوس
چیز کا حرام کرنا جسکو اللہ تعالی نے حلال کیا ہی نہین جائز ہی اور اس بنا پر [illegible] چڑیا اوڑائی
اگر اوسنے اوسکو رہا کرنے کی نیت کی ہی تو ثواب پائیگا اور اگر نفع کے حرام کرنے کی نیت سے
کی ہی تو گنہگار ہوگا اور مشروع یہ ہی کہ اوڑانے مین اوسکی خلاصی اور آرام کی نیت کرے
اور [illegible] مباح کرنے اوس شخص کے کہ اوسکو پکڑے کہدے کہ جو شخص اسکو پکڑے
اوسکو پکڑنا مباح ہی تاکہ وہ گنہگار نہو کیونکہ ملک اوسکی نہین جاتی ہی پس دوسرے کو نفع
لینا پہلے کی ملک سے مباح نہین ہی اور جب مباح کیا تو خریدنا چڑیون کا صیاد و شکاری سے
جائز ہوا اور اوسکا چھوڑنا جبکہ اوسنے کہدیا کہ جو اسکو پکڑے اوسکی ہے اور اگر پکڑا نہو نے
چھوڑا تاکہ [illegible] چھوڑ دیا ہی تو اسکا حکم حکم لقطہ اور گمشدہ چیز کے پانے کا ہی جیسا کہ کبوتر مین ہم

اور ذخائر ملتقط مین ہی کہ حاملہ بکری کا ذبح کرنا مکروہ ہی جبکہ وہ قریب جننے کے ہو اور ابو القاسم رحمہ اللہ نے کہا کہ کتا پالنا نچاہیے مگر واسطے شکار یا حفاظت زراعت کے یا ماشیہ کے بموجب قول خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے من اقتنی کلبا الا کلب صید او زرع او ماشیۃ نقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ کتا پالے گا اوسکی نیکی سے دس قیراط روز کم کیا جائے گا مگر کتا شکاری یا محافظ کھیت یا ماشیہ اور کالا کتا سب کتون سے بدتر ہی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلها ولکن اقتلوا منها کل اسود بهیم فانہ شیطان یعنی کتے اگر ایک امت نہوتے تو البتہ مین حکم کرتا اوسکی قتل کا لیکن تم اونمین سے ہر سیاہ کالے کتے کو قتل کرو کیونکہ وہ شیطان ہی اور وجہ اسمین یہ ہی کہ کالا کتا سب کتون سے بدتر اور کاٹنے والا ہی اور یہ اکثر دیوانے ہوتے ہین اور جسوقت کہ غصہ ہوتا ہی سب پر غالب آتا ہی اور باوجود اسکے اس مین کم نفع ہی نگاہبانی اور شکار کے کام مین اور اسکا شیطان ہونا اس سے یہ مراد ہے کہ کالا کتا خبیث ہوتا ہی پس سب تفسیر امام المعانی مین قولہ تعالی مکلبین کی تفسیر مین مذکور ہی **مسئلہ** جب ایک گدہے پر دو آدمی سوار ہون تو اونپر احتساب کیا جاوے یا نہین **جواب** اگر گدہے مین اسقدر بار کی طاقت ہو تو نہ منع کرنا چاہیے کیونکہ صحیح بخاری مین ہی کہ انہ رکب علی حمار علی اکاف علیہ قطیفۃ واردف اسامۃ وراءہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدہی پر سوار ہوئے اور پیچھے بٹھایا اور ردیف کیا اسامہ رض کو واللہ اعلم

اٹھاونواں باب کاہن اور نجوم وغیرہ کے احتساب مین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ من استقسم او تکهن او تطیر بطیرۃ یرده عن سفره لم ینظر الی الدرجات العلی یعنی جو شخص کہ استقسام یا کہانت کرے یا ایسی بدفالی کرے کہ اوسکو سفر سے باز رکھے تو وہ درجہ علیا کو نہ دیکھے گا اور مراد استقسام سے یہ ہے کہ جسکی نہی قولہ تعالی وان تستقسموا بالازلام یعنی تمپر استقسام حرام ہی مین وارد ہوئی ہی اور معنی استقسام کے طلب قسم اور حظ اور نصیب کے ہین اور وہ چیز جو تمہارے لئے ارزاق اور افعال سے ساتھ ازلام کے مقدر ہو چکی ہے اور ازلام وہ تیر ہی کہ جس وقت

اراده سیر اور سفر اور قمار اور تقسیم کرنے گوشت شتر کے حیلہ کرتے تھے اور ابو عبیدہ رضی سے
مروی ہے کہ استقسام اسواسطے نام رکھا گیا ہی کہ اوس سے تقسیم روزی اور حاجت کی کرتے
تھے اور مبرد نے کہا ہی کہ استقسام ماخوذ قسم سے ہی یعنی قسم کہانا ہی اسواسطے کہ وہ لوگ ساتھ
تیرون کے التزام کیا کرتے تھے اون تیرون کو جو ساتھ تھے اونمین اور قسم کے کرتے تھے اور حسن نے
کہا ہی کہ وہ تیر تہا کہ ایک پر لکہا تہا امرنی ربی اور دوسرے پر نہانی ربی اور تیسرے پر
کچھ نہین پس جو کوئی اراده سفر یا کسی کام کا کرتا تہا وہ ساتھ اونکے قرعہ ڈالتا تہا پس اگر
قرعہ مین پہلے تیر آئے تو اوس کام کو ضرور کرتے تھے اور اگر اوسوقت جانا منع ہو
جانتے تھے تو کچھ دور جاکر پہر آتے تھے اور اپنے گھر مین دروازے سے نہین جاتے تھے
بلکہ اپنے گھر کے دوسرے جانب دروازہ کھود کر گھر مین آتے تھے اور اوسی سے آمد و رفت
کرتے تھے یہانتک کہ جانے کا اتفاق ہوتا تہا اور اگر دوسرا تیر نکلتا تہا تو اوس کام یا
سفر کو ترک کرتے تھے اور اگر تیسرا تیر نکلتا تہا تو پہر دوبارہ قرعہ ڈالتے تھے تاکہ کوئی
تیرون مین سے کوئی تیر نکل آوے اور یہ کام ایام جاہلیت مین کرتے تھے پس اسکی حرمت
ہوگئی جیساکہ عمل نجوم اور کہانت اور قیافہ ... دلیل عقلی یا شرعی سے ثابت ہے
اور کسبی رح نے اپنی تفسیر مین ذکر کیا ہی کہ ازلام وہ تیر ہے کہ تیسیر افعل اور لا تفعل
تھے اور بموجب نکلنے تیر کے عمل کرتے تھے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ ذلکم فسق یعنی
بالازلام ضلالت اور معصیت اور گناہ ہی اور اسکا حلال جاننے والا کافر ہے اور اصل
قرعہ کی حقوق مین دو قسمین ہین ایک وہ کہ واسطے خوش کرنے نفسون کے ہو جیساکہ
قرعہ تقسیم کی بیبیون کا اور پیش کرنے اہل خصومت کے طرف قاضی کے اور پہونچانے بیبیون کے
سفر مین اور یہ جائز ہی کیونکہ اسمین نفی گمان کی اور تہمت کا رد کرنا ہی اور اسمین کسی کے
حق کا باطل کرنا اور نقل کرنا نہین ہی دوسرے وہ کہ جسمین اصحاب شافعی رحمہ اللہ نے غلامون کے
حق مین دعوی کیا یعنی اگر اونکو مولی اور مریض مالک آزاد کرے اور اوسکا مال سوای
غلامون کے دوسرا نہین ہی تو حنفی کے نزدیک یہ قرعہ نہین ہے بلکہ یہ از قسم جوا ہے
کیونکہ اسمین حق کا نقل کرنا ہی ایک شخص سے طرف دوسرے شخص کے اور ایک قوم کا

محروم کرنا اور ہنتا ہی بہین مذکور ہی کہ عبد اللہ نے کہا کہ جو کوئی اپنے گھر سے نکلے اور پھر
پھر آئے تو اوسکو کوئی چیز نہین لوٹاتی ہی مگر بد فالی ہین یا کہ وہ شرک ادنا فرمان ہو کر لوٹتا
ہی اور تجنیس اور مزید مین لکھا ہی کہ علم نجوم کا سیکھنا حرام ہی مگر اسقدر سیکھنا کہ قبلا اور زوال سایہ کا
پہچان سکے اور محیط مین مذکور ہی کہ جانور کے بولنے سے جو شخص کہے کہ فلان بیمار مر جاے گا
کافر ہوگا نزدیک بعض مشائخ رح کے اور اگر وقت نکلنے سفر کے عقعق بولنے سے لوٹ آیا
تو نزدیک بعضی مشائخ کے کافر ہوگا فضیل رحمہ اللہ حدیث خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی
من اتی کاہنا وصدقہ بالقول فقد کفر بما انزل علی محمد سے سوال کیے گئے یعنی جو کوئی کہ کاہن
کے پاس جاوے اور اوسکے کہنے کو تصدیق کرے پس اوسنے انکار کیا اوس چیز سے
جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری گئی ہے پس انہون نے جواب دیا کہ کاہن یعنی
نجومی کے ہین تو پھر انسے کہا گیا کہ مرد اور عورت کہتے ہین کہ ہم چوری کی چیزون کو جانتے
ہین آیا یہ بھی خبر مین داخل ہی یا نہین کہا کہ ہان پھر انسے کہا گیا کہ اگر وہ شخص کہے کہ مین
جنون کی خبر دینے سے خبر دیتا ہون تو کہا کہ وہ ساحر اور کاہن ہی اور اوسکا تصدیق
کرنے والا کافر ہے کیونکہ اسکی خبر غیب پر واقع ہی اور غیب کی خبر سوای خدا کے
کوئی نہین جانتا ہی کیا تو نے قول اللہ تعالی کا نہین دیکھا فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا
یعلمون الغیب پس اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب کو انسان اور اجنات نہین جانتے
ہین لیکن فال لینا پس اسمین کچھ ممانعت نہین ہی اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی چادر کو استسقا مین تحویل کیا ہی اور ہدایہ مین مذکور ہے کہ چادر کا بدلنا واسطے
فال لینے کے تھا یعنی میرے حال کو بدل دے جیسا کہ ہمنے اپنی چادر کو بدلدیا اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ قلت یا رسول اللہ انی اسمع منک حدیثا کثیرا انسا ہ قال ابسط
ردائک فبسطہ فغرف بیدہ ثم قال ضم فضممتہ فما نسیت شیا بعدہ یعنی مین نے عرض کی اے
رسول اللہ آپسے بہت حدیثین سنتا ہون اور بھول جاتا ہون آپنے فرمایا کہ تم اپنی چادر
بچھاؤ پس مین نے اپنی چادر بچھادی آپنے لپ بھر بھر کر اوسمین ڈالا کہ اسکو جمع کر لو اور
ملالو مین نے اوسکو آپ کے کہنے سے جمع کر لیا اور ملالیا پھر مین اوسکے بعد کچھ نہ بھولے

کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ یہ بچھانا اور لپ بہر کر ڈالنا اور جمع کرنا
اور سمیٹنا نہین ہی مگر نیک فالی ورنہ علم ایسی چیز نہین ہی کہ چادر پہ ڈالا جاوے یا اس سے
لپ بہرنا ممکن ہو یا اوسکا جمع کرنا اور سمیٹنا مگر اوس سے فال لینا حاصل ہی جیسا کہ
مین نے اپنی چادر بچھائی اس امید پہ کہ اوسمین کوئی چیز ڈالی جاوے اور اسیطرحسے ہمنے
خیال رکھا تھا کہ شاید اوس سے کچھ باتین سنائی دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے
طورسے لپ بہرے کہ جیسے بہت چیز رزق سے عطا کیجاتی ہی اور لپ بہری جاتی ہین
پس اسیطرحسے مین نے اوسکو بہت چیزین علم سے عطا کین اور جسطرحسے کہ واسطے سمیٹنے
اور جمع کرنے چادر کے حکم ہوتا ہی جبکہ جواہر اور موتی پڑین اوسیطرحسے انکو واسطے سمیٹنے
کے حکم کیا اور اونہون نے اوسکو ایسے طورسے سمیٹ لیا کہ جیسے لوگ گرنے والی چیز
کو چادر مین جمع کر لیتے ہین **مسئلہ** ساتھ کلمۂ نیک کے فال لینا جائز ہے کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا لا عدوی ولا طیرة ویعجبنی الفال قیل ما
الفال یا رسول اللہ قال الکلمة الصالحة یسمعها احدکم من اخیه یعنی عدوی اور طیرہ نہین ہے
یعنی مرض کا اوڑ کر لگنا اور بدفالی اور شگون لینا اور مجکو فال بہلی معلوم ہوتی ہے کسی نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ فال کیا ہی کہا کہ نیک کلمہ ہے کہ جو اوسکو اپنے بہائی کے منہ سے سنے

اوسٹھ۵۹ باب بادرچیون کے احتساب مین

اسکی چند قسمین ہین ایک یہ کہ اوسکو جانوران ماکول اللحم کے اوس اعضا کے پکانے سے
منع کرے جسکا کہانا مکروہ ہی اور پکاوس جانور کے پکانے سے جو قطعی حرام ہے اور جو چیز
کہ حرام ہی وہ خون اور جنین عه ہی لیکن غیر جنین پس اسمین اختلاف ہی اور نظم مین مشہور ہے
اور جو چیز کہ مکروہ ہی وہ یہ ہین غدہ پاخانہ اور پیشاب کا مقام مادہ کا ہو یا نر کا اور
دونون انثیین اور پتہ اور مثانہ لیکن خون پس یہ حرام ہی بسبب قولہ تعالی حرمت
علیکم المیتة والدم اور ماسوا اسکے خبائث سے ہین دوسرے یہ کہ بگڑے اور سڑے
اور بودار کہانے کے بیچنے سے منع کیا جاوے اور یہی وجہ ہی کہ جانور غلاظت اور
پلیدی کے کہانے والے کا کہانا منع ہی کیونکہ اوسمین بدبو پائی جاتی ہی اور حالت

عه جنین [illegible]

قیام نماز فرض مین خرید اور فروخت سے منع کیے جاوین اور قوۃ القلوب اور اخبار
سلف مین مذکور ہی کہ یہ لوگ اول روز کو واسطے آخرت کے اور آخر روز کو واسطے دنیا کے
ٹھہراتے تھے اور کہا گیا ہی کہ پہلی ہریسہ اور سر پکا بیچنا بازارون مین نہ تھا مگر واسطے
لڑکے اور ذمی کے کیونکہ ہریسہ اور سر کے بیچنے والے طلوع آفتاب تک مسجدون مین
رہتے تھے اور تمام مکروہات کے کرنے سے منع کیے جاتین اور اونکے واسطے لطافت
اور طہارت کے تمام ماکولات مین احتساب کیا جاوے فتاوی مین ہی کہ ایام عرس مشائخ
رحمہم اللہ مین اجناس کے بیچنے مین حلوائی اور نان بائی اور دوکاندار کو نفع ہے پس وہ
لوگ اس سے باز نہ رکھے جاوین واللہ اعلم۔

ساٹھوان باب کلمات کفر مین

اسمین چند فصلین ہین **فصل اول** بیان مین کلمات کفر کے بلاتفصیل اوس اصل اسمین یہ ہی کہ جبکہ
اللہ تعالی کا کوئی ایسا وصف کیا کہ جو اوسکے لائق اور سزاوار نہین ہی جیسے ظلم اور سونا اور
ضلالت اور بھولنا اور مزہ وغیرہ یا اوسکے کسی نامون کے ساتھہ یا اوسکے کسی امر کے
ساتھہ تمسخر کرے یا اوسکے وعدہ اور وعید سے انکار کرے تو کافر ہوگا یا کہا کہ فلان کو
خدا نے پیدا کیا اور اپنے سامنے سے نکالدیا یا کہا کہ اوسکا خدا آسمان پر ہے اور فلانکا
زمین پر ہی یا کہا کہ ہم اللہ کو جنت مین دیکھینگے اور گمان کیا کہ اللہ تعالی جنت ہی مین ہی
اور اسمین حق یہ ہی کہ کہے کہ ہم اللہ کو دیکھینگے جنت سے یا کہا کہ ع نہ تو در ہیچ مکانی نہ مکانے
ز تو خالی یا کہا کہ خدا تجھپر ستم کرے جیسا کہ تو نے مجھپر ظلم کیا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی قیامت کے
دن ساتھہ حق کے انصاف کرے گا تو مین تجھسے بدلہ لونگا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی قیامت مین
ساتھہ حق کے قاضی ہوگا تو مین تجکو ساتھہ حق اپنے کے پکڑونگا یا کہا کہ اللہ تعالی واسطے
انصاف کے بیٹھے گا یا کھڑا ہوگا یا کہا کہ خدا تعالی واسطے انصاف کے کھڑا ہی یا کہا کہ
خدا تعالی واسطے انصاف کے بیٹھا ہے یا کسی نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی تو فلان کام کریگا
اوسنے کہا کہ مین بے انشاء اللہ کے کرونگا یا کوئی شخص مرگیا اور دوسرے نے کہا کہ
خدا تعالی کو آدمی کی ضرورت تھی یا کسی ایسے شخص کو کہا کہ وہ کبھی بیمار نہین ہوتا ہی کہ یہ

اونمین سے ہی کہ اسکو اللہ تعالی بھول گیا ہی یا بھول جاویگا یا اپنی بی بی سے کہا کہ تو اللہ سے زیادہ محبوب ہی یا کہا کہ مجکو خدا کا حق نہ چاہیے بس اوسنے کہا کہ نہین یا ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نماز کو مت چھوڑ کیونکہ اللہ تعالی اسکے بدلہ مین مواخذہ اور عقاب کرے گا تو اوسنے کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھپر عقاب کریگا باوجود اس بیماری اور سختی اور کثرت اہل وعیال کے اشغال کے تو اوسنے مجھپر ظلم کیا یا کہا کہ جب اللہ سے زبان درازی مین برنہ آیا تو مین اوس سے کسطور سے برآونگا یا کہا کہ مین نے ساتھہ اللہ کے سرلسبر کیا ہی یا مظلوم نے کہا کہ یہ ساتھہ تقدیر اللہ تعالی کے ہوا ہے پس ظالم نے کہا کہ یہ بغیر تقدیر اللہ تعالے کے مین کرتا ہون یا دعوی کیا کہ مین خدای تعالی کے بھید کو جانتا ہون یا دعوی کیا کہ مین غیب جانتا ہون یا کسی شخص نے بغیر گواہون کے نکاح کرلیا اور کہا کہ مین نے خدا اور اوسکے رسول کو گواہ کیا یا کہا کہ خدا اور اوسکے فرشتون کو گواہ کیا ہی اور اسنے اعتقاد کرلیا کہ رسول اور فرشتے غیب جانتے ہین بلکہ اوسکو چاہیے کہ اسطرح سے کہے کہ کراما کاتبین کو گواہ کیا اسواسطے کہ یہ دونون جانتے ہین اور وہ اس سے غائب نہین ہوسکتے ہین یا کہا کہ مین ہوئے اور نہوئے کو جانتا ہون یا بعضے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا اقرار نہ کیا یا کسی نبی کی عیب جوئی کی یا ساتھہ کسی سنت کے راضی نہوا یا کہا کہ اگر فلان رسول اللہ ہوتا تو مین اوسپر ایمان نہ لاتا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی مجکو ایسا امر کرتا تو مین نہ کرتا یا کہا کہ جو کچہ نبیون نے کہا ہی اگر حق ہی تو نجات پائی یا کہا کہ مین رسول اللہ تعالی کا ہون یا فارسی مین کہا کہ من پیغا میبرم اور اس سے اپنے دل مین مراد لیا کہ من پیغام میبرم یا کہا کہ مین نہین جانتا کہ نبی صاحب انسان تھے یا جنات یا کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن سے تھے یا کسی نے اپنی بی بی سے کہا کہ میرے پاس چاندی نہین ہی پس اوسنے کہا کہ مین تصدیق نہین کرتی پھر مرد نے کہا کہ اگر انبیا اور ملائکہ گواہی دین تو بھی تو نہ تصدیق کرے گی اوسنے کہا کہ ہان تب بھی تصدیق نہ کرونگی یا بعد کہنے کسی شخص کے کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے کسی نے کہا کہ پس ہم لوگ جولاہی کے بیچے ہین اسواسطے کہ اسمین آدم علیہ السلام کی استخفاف اور سبکی ہی یا بعد کہنے کسی شخص کے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونگلیان چاٹتے تھے کہا کہ یہ بے ادبی ہی یا کہا کہ یہ نیچی مونچھہ کس کام
آیگی کیونکہ اس کہنے مین سنت کی خفت اورسبکی ہی یا کہا کہ اگر قبلہ اسطرف ہوتا تو مین
نماز نہ پڑہتا یا کہا کہ اگر اللہ تعالی مجھے جنت عطا کرے تو مین بغیر تیرے اوسی نہین
چاہتا یا اوسمین بغیر تیرے نہین جاتا یا کہا کہ اگر مجکو ساتھہ فلان کے جنت مین جانیکا
حکم ہو تو مین ہرگز نہ جاؤن یا کہا کہ اگر اللہ تعالی جنت عطا کرے تو مین اوسکو پسند کرون
اور نہ اوسکو دیکھنا چاہون یا قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کیا یا ساتھہ کسی آیت کی
تمسخر کیا یا قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا حقیقت مین اعتقاد کیا یا دف اور سرنائی بجاکر
قرآن پڑہا یا کہا کہ تو قل ہو اللہ کے چھلکے کو لیگیا یا کہا کہ تو نی الم نشرح کے گریبان کو پکڑ لیا
یا کسی کو کہا کہ ای زیادہ کوتاہ انا اعطیناک سے یا کسی دوسرے کو کہا کہ تو نے الم نشرح
کی پگڑی باندہ لی یا کہا کہ مجہپر نماز واجب نہین ہی جبکہ وہ بالغ اور عاقل ہو یا بطور انکار
کے کہا کہ مین وتر نہین پڑہتا یا کسی نے کسی کو کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ جو شخص نماز
پڑہے قلطبان اور بغیرت ہی اور اپنے اوپر ایک کام دراز کرتا ہی یا کہا کہ بہت دن
ہوئے کہ مین نے بیگاری نہین کی ہی یا کہا کہ کون اس کام کو بسر کر سکتا ہی یا کہا کہ عقلمند
بہی اس کام کو انجام نہین کر سکتا ہے یا کہا کہ لوگ ہمارے واسطے کرتے ہین یا کہا کہ
صبر کر جب ماہ رمضان آئے گا سب نمازین پڑہ لونگا یا کہا کہ مین نماز پڑہتا ہون کچہ
مجکو نہین ملتا ہی یا کہا کہ تو نے نمازین پڑہین کیا پایا یا کہا کہ کسکی نماز پڑہون میرے
ماں باپ مر گئے ہین یا زندہ ہین یا کہا کہ نماز پڑہنے والے اور نہ پڑہنے والے سب برابر
ہین یا کہا کہ کب تک نماز پڑہون یا کہا کہ نماز کچہ نہین ہی یا کہا کہ بے نمازی ہونا خوب
کام ہی یا کسی نے کہا کہ نماز پڑہ تا تجکو مزا بندگی کا ملے اوسنے کہا کہ تو مت پڑہ تا مزا
بے نمازی کا پاوے یا کسی غلام سے کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ مین نہین پڑہتا
پس اسکا ثواب اوسکے مولے کو ہی یا کسی سے کہا کہ تو نماز پڑہ اوسنے کہا کہ اللہ نے
میرے مال کو کم کر دیا ہی مین بہی اوسکے حق کو کم کر دیا یا اوس شخص نے کہا کہ جو نماز پڑہتا
تہا رمضان مین نہ غیر مین کہ یہ خود بہت ہی یا کہا کہ زیادتی آتی ہے کیونکہ ہر نماز ماہ

رمضان کی ستر نماز کے برابر ہے کافر ہوگا یا وقت داخل ہونے ماہ رمضان کے کہا
کہ یہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ بھاری مہمان آیا یا کہا کہ مین اسمین سے کتنے روزے رکھون
یا دو آدمیون مین جھگڑا ہوا ایک نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ دوسرے نے
کہا کہ لاحول کی ضرورت نہین ہی یا کہا کہ مین لاحول کو کیا کرون یا کہا کہ لاحول کو
پیالے مین توڑنا چاہیے یا کسی کو سبحان اللہ کہتے ہوئے سُنا اوسنے کہا کہ سبحان اللہ
کا پوست اوتارلے یا حرام کا کھانا کھایا یا وقت کھانے کے بسم اللہ کو ساتھ خفت
اور سبکی کے کہا یا شراب کا پیالہ لیتے وقت بسم اللہ کہا یا وقت زنا اور چوری
کے یا وقت سننے اذان کے کہا کہ ای موذن تو جھوٹا ہی یا جنت اور دوزخ کا
یا میزان اور حساب اور نامہ اعمال بندون کا انکار کیا یا کسی نے کہا کہ میرے
اوس شی کو جو تجھپر چاہیے ادا کر ورنہ ہم تجکو دن قیامت مین پکڑین گے اوسنے
کہا کہ تو مجکو دس دوسرے اور دے تا دن قیامت مین تجکو بیس واپس کردون یا
کسی ظالم سے کہا گیا کہ تو قیامت تک ٹھہر جا اوسنے کہا مجکو حشر سے کیا کام اگرچہ اوسکے
اعتقاد مین قیامت کا ہونا برحق ہو کیونکہ ہمین تنگی قیامت کی ہی یا کہا کہ مین قیامت
سے نہین ڈرتا یا کہا کہ فلان دن قیامت مین فلان کا بیٹا ہی یا کسی سے کہا کہ تو دنیا کو
چھوڑ دے اوسنے کہا کہ مین نقد کو ساتھ ادھار کے نہین چھوڑتا یا کسی نے فقیر پر بامید
ثواب کے کچھ مال حرام سے خیرات کی یا فقیر نے اس بات پر اوسکو دعا دی اور آمین کہا
دینے والے نے یا کسی سے کہا گیا کہ تو حلال طلب کرکے کھا اوسنے کہا کہ مجکو حرام زیادہ
محبوب ہی یا کہا کہ دنیا مین کسی حلال کھانے والے کو لاؤ مین اوسکو سجدہ کرون یا کہا
حرام کھانا خوب کام ہی یا کسی سے کہا گیا کہ تو حلال کھا اوسنے کہا مجکو حرام چاہیے
یا کہا کہ شراب حلال ہی یا کہا کہ حرمت شراب کی نص سے ثابت نہین ہی یا کہا کہ
یہ علم جو سکھتے ہین داستان اور افسانہ یعنی قصہ ہی یا کہا کہ یہ سب ہوا ہی یا کہا کہ تزویر
اور فریب ہی یا کہا کہ مین علم حیل کا منکر ہون یا بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو کنشت
اور بتخانہ سے آیا ہی حالانکہ وہ مجلس علم سے آیا تھا یا کسی سے کہا گیا تو میرے ساتھ مجلس

علم مین چل اوسنے کہاکہ جوکچہ وہ لوگ کہینگے کون عمل مین لائیگا یا کہاکہ مجکو مجلس علم سے کیا کام یا کہاکہ علم کو گوشت کا پیالہ کرناچاہیے یا کہاکہ علم کیا ہوگا درم چاہیے یا کہاکہ فساد کرنا علم سے بہتر ہے یا بی بی نے کہاکہ شوہر عقلمند پر لعنت ہو یا عالم کو کہاکہ گدہے نے ذکر کیا ہی اور اوس سے علم دین مراد لیا یا ایک شخص اونچی جگہ پر بیٹھا اور اوسنے واعظین کی مشابہت کی اور ساتہہ اوسکے ایک جماعت تہی کہ مسائل دینیہ پوچھتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور اوسکو مارتے تھے اور اسیطرح سے وہ مکان بلند پر نہ بیٹھا لیکن واعظین کا استہزا اور نقل کی اور اوسپر ہنسے اور اسیطرح سے اگر انہون نے ساتہہ معلمین اور مدرسین کے تشبیہ کی اور ہاتہہ مین لکڑی اوٹھاکر لڑکون کو ڈراکر بٹہا یا اور معلمین کی نقل کی اور لوگ اوس سے ہنسے اور فتوی کو زمین پر ڈالدیا اور کہاکہ کیا یہ شرع ہی حالانکہ اوسپر مدعی نے فتوی جواب ائمہ کا پیش کیا تہا اور ایک شخص نے عالم سے مسئلہ طلاق کا دریافت کیا اوسنے کہاکہ طلاق ہوگئی پوچھنے والے نے کہاکہ مین طلاق ملاق کیا جانون بچون کی مان کو چاہیے کہ گھر مین ہو یا کہاکہ گوشت کا پیالہ علم سے بہتر ہے یا کسی سے کہا گیا کہ تم شریعت مین آؤ اوسنے جواب دیا کہ پیادہ لاؤ کہ مین جاؤن بغیر اسکے مین نہین جاتا کیونکہ یہ اہانت اور سبکی شرع کی ہے یا کہاکہ میرے ساتہہ شریعت اور یہ حیلہ کچہ فائدہ نہین کریگا یا کہاکہ مجکو تہخانہ کافی ہی شریعت کیاکرون یا کہاکہ وہ مرگیا اور جان تیرے سپرد کر گیا کیونکہ یہ ناسخ ہی یا کسی بیمار نے کہاکہ چاہے مجکو مسلمان مار یا کافر مار یا کہاکہ تو نے میرا بیٹا اور میرا مال اور فلان فلان چیز کو لیلیا اب تو کیا کریگا اور کیا باقی ہی کہ جسکو تو نے نہین کیا اور اگر بیمار دعوی کرے کہ یہ میری زبان پر سہوًا جاری ہوا تہا تو اوسکا کہنا تصدیق نہ کیا جاوے یا عورت کو کافرہ اور یہودیہ اور مجوسیہ کہا اور اوسنے کہاکہ اگر مین ایسی ہون تو طلاق دیدے یا کہاکہ اگر مین ایسی ہون تو مجکو تیرے ساتہہ رہنا نہ چاہیے یا کہاکہ اگر مین ایسی نہوتی تو تیرے ساتہہ صحبت نہ رکھتی یا کہاکہ تو مجکو نہ رکھہ یا عورت نے شوہر سے کہاکہ تو مانند مغ کے صحبت آگندہ ہوا ہی تو اوسنے کہاکہ تو اتنی مدت تک مغ کے ساتہہ کیون رہی یا کسی نے کسی کو کافر یہودی مجوسی کہا اوسنے اوسکے جواب مین

لبیک کہا یا کہا کہ تو ایسا ہی جان یا کہا کہ ہم اسقدر رنجیدہ ہوئے کہ اسیوقت کافر ہو جاوین یا کہا کہ مین ملحد ہون پس اگر کہے کہ مین اسکو کفر نہین جانتا تھا تو معذور نہین ہوگا یا جسوقت کوئی شخص کسی کو واسطے سننے وعظ اور نصیحت کے بلائے اور وہ کہے کہ مجکو کافر یا فاسق جان یا کسی سے کہا گیا کہ تو توبہ کر اور اوسنے بت پرستون کی ٹوپی سر پر رکھلی یا بی بی نے شوہر سے کہا کہ کافر ہونا بہتر ہے تیرے ساتھ ہونے سے یا کہا کہ تو نے مجھپر ظلم کیا یا کہا کہ اگر تو نے میرے واسطے ایسا ایسا نہ خریدا تو کافر ہے یا کسی نصرانیہ خوبصورت کو دیکھا اور آرزو کی کہ مین اگر نصرانی ہو جاؤن تو اوس سے نکاح کرلون یا مجوس کی ٹوپی اپنے سر پر رکھلی ضرورت سے جیسا کہ سردی وغیرہ کا دفع کرنا یا یہ کہ گائی بغیر اسکے دودوہ دوہنے نہین دیتی تہی یا کمر پر زنار رکھلی یا مسلمان زنار باندہ کر واسطے تجارت کے دارالحرب گیا یا کوئی شخص نصرانی کے کوچہ مین گیا اور اون لوگون کو شراب پیتے اور گاتے ہوئے دیکھکر کہا کہ یہ لوگ گویا کہ عشرت کی رسی کمر مین باندہے ہین انکے ساتھ ہوکر دنیا کو خوش گذرانا چاہیے یا کہا کہ مجوس ہونے سے نصرانی ہونا بہتر ہے یا کسی نے اوس کافر سے کہا جو کہ مسلمان ہو چکا تہا کہ تجھے اپنے دین سے کیا برا معلوم ہوا تہا یا بادشاہ وغیرہ کو خدا کہا یا کہا کہ ای بڑے خدا یا اپنے یارون سے وقت فساد کے کہا کہ آؤ خوش گذران کرین یا کہا کہ اوسے خوشی نہو جیو جو میرے خوشی پر خوش نہو یا کسی نے فساد مین مشغول ہوتے وقت کہا کہ مین مسلمانی ظاہر کرتا ہون یا مسلمانی ظاہر ہوئی یا کہا کہ جب شراب گریگی تو جبرئیل علیہ السلام اسکو اپنے پرون پر اوٹھائینگے یا کہا کہ جو شخص مست نہین ہی مسلمان نہین ہی یا فاسق سے کہا کہ تو ہر روز اللہ تعالی اور اوسکی مخلوق کو ایذا دیتا ہی اوسنے کہا کہ خوب کرتا ہون یا گناہ کو کہا کہ یہ بھی ایک راہ اور مذہب ہی یا گناہ صغیرہ کا مرتکب ہوا اور اوس سے کہا گیا کہ توبہ کر اوسنے کہا کہ مین نے کیا کیا ہی کہ توبہ کرون یا فاسق نے جماعت صالحین سے شراب کی مجلس مین کہا کہ ای کافرو آؤ اور مسلمانی دیکھو یا کسی شخص سے کہا گیا کہ مجکو حق پر یاری اور مدد دے اوسنے کہا کہ حق پر ہر شخص مدد دیتا ہی مین ناحق پر مدد دونگا یا کسی عورت نے کہا کہ مین خدا کو اور علم کو کیا جانون مین نے

اپنے آپکو دوزخ مین رکھا ہی یا کسیکو آدمی نے مارا اوسنے کہاکہ تو مجکو مت مار آخر مین بھی تو مسلمان ہون تو مارنے والے نے کہا تجھپر اور تیری مسلمانی پر لعنت ہی یا کہاکہ فلان مجھسے زیادہ کافر ہے یا کہاکہ فلان جو کچھ کہیگا مین کرونگا اگرچہ کفر کی بات کہے یا کہاکہ مسلمانی سے مین بہت بیزار ہون یا کہاکہ دوزخ کے کنارہ تک جاونگا نہ اندر یا اپنے ایمان مین شک کیا یا کہاکہ مین ایمان کی حقیقت نہین جانتا ہون یا کسی سے کہا گیا کہ تو اپنے دین کو بیان کر او سنے کہاکہ مین نہین جانتا پس ان سب مسائل مین واسطے کافر ہونے کے اختلاف نہین ہی اور ان سب کلمات کفر کو سمیے محیط اور ذخیرہ نے اختصار کے ساتھ لکھا ہی انمین کچھ اختلاف نہین ہی لیکن جسمین کہ اختلاف ہی اوسکو ترک کیا کیونکہ جب اوسمین اختلاف ہی تو مفتی کو عدم تکفیر کے طرف میل کرنا واجب ہی اور مختصر صفت ایمان مین یہ ہی کہ کسیکو واسطے جن امور کے اللہ تعالی نے مجکو حکم کیا ہی مین نے قبول کیا اور جس سے منع کی اوسنے باز آیا جبکہ دل سے اعتقاد کیا اور زبان سے اقرار کیا تو اوسکا ایمان صحیح ہوا اور وہ مومنون مین شمار کیا جاویگا یہ سب ذخیرہ کے کلمات کفر سے منقول ہی واللہ اعلم

اکسٹھہ باب کفر کی بات بولنے والے کے احتساب مین

ان مسائل مین دو قسمین ہین ایک یہ کہ مفتی کے ساتھ متعلق ہی دوسری یہ کہ محتسب کے ساتھ متعلق لیکن دوسرا پس وہ ہر ایک بات ہی جس سے موجب کفر کا ہر طرح سے ہوتا ہی یا بعض وجہ سے ہوتا ہی اور بعضی وجہ سے نہین یا ہرگز موجب کفر کا ہوہی نہین سکتا ہی لیکن وہ خطا وار ہے تو ان سب کی محتسب کو بقدر جرم اور خطا کے منع کرنا چاہیے اور تقدیر خطا کی محتسب کی رای پر ہے جبکہ وہ صاحب رای ہو ورنہ طرف اہل علم کے رجوع کرنا چاہئے لیکن دوسری پس جبکہ مسئلہ مین موجب کفر کے چند وجوہ ہون اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو مفتی کو اوس ایک وجہ کیطرف جو مانع کفر ہے میل کرنا واجب ہی بسبب حسن ظن کے ساتھ مسلمانون کے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ظنوا المومنین خیرا پس اگر کہنیوالیکی نیت مین وہی ایک وجہ ہے تو مسلمان ہی اور اگر وہ سب ہون کہ جس کے موجب کفر کا ہوتا ہی تو اوسکو مفتی کا فتوی نفع نہ دیگا بلکہ وہ واسطے توبہ کے ہدایت کیا جاوے اور

اپنی بی بی سے واسطے جدید نکاح کرنے کے اور جو کوئی باوجود علم اور عقیدے کے
کلمہ کفر کا کہے کافر ہے اور اگر عقیدہ مین نہو یا اوسکو نہ جانتا ہو کہ یہ لفظ کفر کا ہو لیکن اوسکو
اپنے اختیار سے کہا ہو تو نزدیک عام علما کے کافر ہوتا ہو اور یہی وجہ ہو کہ وہ ساتھ جہل کے
معذور نہین رکھا جاتا ہو اور اگر قصداً نکہا بلکہ وہ دوسری بات کہنا چاہتا تھا اور اوسکے
منہ سے کلمہ کفر کا نکل گیا جیسا کہ لا الہ الا اللہ کہنا چاہتا تھا مگر اوسنے مع اللہ الٰہ آخر نکل آیا یا کہنا چاہتا
تھا کہ تو خدا ہو اور مین بندہ ہون اور اوسکی زبان سے اسکے برعکس جاری ہو گیا تو کافر
نہین ہو اور امام محمد رحمہ سے اجناس مین منصوص ہو کہ جو کوئی کہا چاہتا تھا کہ مین نے کہا یا
اور اوسکی زبان سے نکل آیا کہ مین کافر ہوا تو وہ کافر نہین ہوا ہو اور اسمین کہا گیا ہو کہ یہ اوس
محمول ہو کہ جو اوسکے اور خدا کے درمیان مین ہو مگر قاضی اوسکی تصدیق نہ کریگا اور جس شخص
نے دلمین کفر کو چھپایا یا کفر کا قصد کیا وہ کافر ہے اور جس نے لا الہ کہا اور الا اللہ کہنا چاہا
مگر وہ کہہ نہ سکا وہ کافر نہین ہو اور جس شخص نے کلمہ کفر کا حالت طوع اور اختیار مین بغیر اکراہ کے
کہا اگرچہ اوسکا دل ساتھ ایمان کے مطمئن ہو وہ کافر ہے اور اوسکو دل کا اطمینان سودمند نہین ہے
کیونکہ کافر اور مومن مین امتیاز فقط نطق اور کلام کا ہے جبکہ وہ کلمہ کفر کا زبان پر لایا میرے
نزدیک اور اللہ تعالی کے نزدیک کافر ہوا اور اگر کسی نے کہا کہ اگر کل ایسا ہو گا تو
مین کافر ہون پس ابو القاسم رح نے کہا ہو کہ وہ اوسیوقت کافر ہوا اور اسیطرح اجناس مین
ہو کہ جسنے چاہا کہ غیر کو واسطے کفر کے حکم کرے اور یہی اوسکا قصد رہا تو وہ کافر ہے
اور اسیطرح سے جس شخص کے دل مین بہت باتین جو موجب کفر کی ہون گذرین مگر اونکو
اپنی زبان سے نکہین بلکہ اوسکے کہنے کو مکروہ ہی رکھتا تہا تو یہ اوسکو کچھ ضرر نہین
کریگا اور یہ محض ایمان ہے اور جو شخص کہ ایسا کلمہ کہے کہ وہ موجب کفر کا ہو اور
دوسرا اوسکے ساتھ ہنسے تو کہنے والا اور ہنسنے والا دونون کافر ہین اور جو شخص کہ اپنے
نفس کے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہوا اور جو کوئی کہ غیر کے کفر پر راضی ہوا تو اسمین مشائخ
رحمہم اللہ کا اختلاف ہو اور سیر کبیر مین کہا ہو کہ اسیطرح اگر اوسکے دلمین قصد گناہ کا گذرا جیسے
چوری اور زنا وغیرہ مگر اوسنے اپنی زبان پر اوسکو جاری نکیا تو وہ ماخوذ نہین ہوگا

اسنے دلالت کی کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر نہین ہی اور صورت اس مسئلہ کی وہ ہی جو سیر
کبیر مین مذکور ہے کہ مسلمانون نے کسی کافر کو گرفتار کیا اور خیال ہوا کہ شاید یہ مسلمان ہوجاوے اور کلمہ شہادت
کہے پس اوسکے منہ کو کسی کپڑے سے باندہ دیا کہ وہ اظہار اسلام نکر سکے یا اسقدر مارا کہ وہ درد مین مبتلا ہوجاوے
اور اسلام نہ لاسکے تو یہ لوگ گنہگار ہونگے اور یہ نہ کہا کہ کافر ہونگے اور شیخ الاسلام شمس الائمہ
سرخسی رحمہ نے اشارہ کیا ہی کہ یہ مسئلہ دلیل نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اسکی تاویل یہ ہی کہ مسلمان لوگ
جانتے تھے کہ وہ حقیقت مین مسلمان نہوگا لیکن واسطے بچنے کے دل سے اسلام ظاہر کریگا تو یہ
رضا اونکے کفر پر اسوقت نہوگی اور شیخ رحمہ اللہ نے شرح سیر مین ذکر کیا ہے کہ رضا ساتھ کفر
غیر کے اوسوقت کفر ہے کہ جب کسیکو کفر کی اجازت دے اور اوسکو اچھا جانے لیکن جبکہ
اوسنے اجازت نہ دی اور اچھا بھی نہ جانا لیکن واسطے اوس شخص کے قتل کو کفر پر دوست رکھا
تاکہ اللہ تعالے اوس سے بدلہ لیوے تو یہ کفر نہین ہی اور جس شخص نے قولہ تعالے ربنا اطمس علی اموالہم
واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا الخ مین تامل کیا تو اوسپر صحت ہمارے دعوی کی ظاہر ہوگئی اور بنا بریں
جبکہ ظالم پر بد دعا کی کہ تجکو اللہ تعالی کفر پر مارے یا کہا کہ اللہ تعالے تجسے ایمان کو لیوے
تو یہ کفر نہین ہے جبکہ کفر کو اچھا نجانے اور اوسکی اجازت بھی ندے اور اوسکی آرزو کرے
کہ اللہ تعالی اس سے اوسکے ایمان کو سلب کرے تاکہ اللہ تعالی اوس سے ظلم اور ایذا رسانی
مخلوق کا بدلہ لیوے اور ہمکو امام ابوحنیفہ رحمہ کی روایت یاد ہی کہ رضا ساتھ کفر غیر کے کفر ہے
بدون تفصیل کے پس جاننا چاہیئے کہ جو کچھ کہ بلا اختلاف کفر ہے وہ عمل کے باطل ہونیکا
موجب ہی اور اوسپر اعادہ حج لازم ہے اگر اوسنے حج کیا ہو اور بی بی کے ساتھ مباشرت
کرنا بھی زنا ہوگا اور جو اولاد کہ بعد اسکے پیدا ہوگی وہ ولد الزنا کہلائیگی اور اگر بعد اسکے کلمہ
شہادت کا پڑہا پس اگر یہ بموجب عادت کے ہے تو وہ اوس سے پاک اور بری نہوا کیونکہ
بموجب عادت کے کلمہ کہنا کفر کو دور نہین کرتا ہی اور وہ کہ جسکے کفر ہونے مین اختلاف
ہے اوسکے کہنے والیکو واسطے تجدید نکاح اور توبہ اور کفر سے باز رہنے کے لیے
حکم کرنا چاہیے لیکن جسمین کہ خطا ہی لفظی ہو وہ موجب کفر کا نہین ہے اور اوسکا قائل بحال خود
مومن ہی اور واسطے تجدید نکاح کے امر کرنا کچھ ضرور نہین ہے مگر واسطے استغفار کے

اور ایسی لفظون سے باز رہنے کے لیے واللہ اعلم

باسٹھواں باب نکاح مین افعال بدعت کینے احتساب مین

اسکے چند اقسام ہین ایک گانے والیون کا حاضر کرنا اور راگ کا ظاہر کرنا اور یہ حرام ہے
دوسرے باجے اور آلات لہو کا حاضر کرنا اور یہ بھی حرام ہے تیسرے بازیگرونکو واسطے
لہو لعب کے بلانا اور یہ بھی حرام ہے چوتھے گھر کی دیوارون کو اچھے اچھے کپڑون سے
واسطے زینت کے چھپانا اور یہ نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ کے مکروہ ہے پانچوین گھوڑون
سوار ہونا اور بے ضرورت شہر مین کو چہ گردی کرنا اور اوسمین کئی مکروہ باتین ہین ایک
یہ کہ بیفائدہ امور مین مشغول ہونا دوسرے جانور کو تکان تیسرے راستون کا تنگ کرنا
اور لوگون پر تنگ کرنا چوتھے یہ کہ عمدہ کپڑے سے زینت مقصود ہے اور زینت کرنا طاعت
اور بندگی مین معصیت اور گناہ ہے پس بسبب گناہ کے بدرجہ اولی مکروہ ہے اللہ تعالے
نے فرمایا کہ ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارہم بطرا ورئاء الناس اور بطر اور ریا اس کوچہ گردی
مین موجود ہے پانچوین یہ کہ انکی سواری مین گانے والے اور قاری ہوتے ہین پس اگر
اونکی قرأت قرآن مجید کی ہے تو اوسپر کفر کا خوف ہے کیونکہ اسمین اوسکی اہانت اور استخفاف
ہے اور اگر غیر قرآن مجید کی ہے تو حرام ہے چھٹے یہ کہ انکے ساتھ ڈھول اور باجے اور
گانے والے ہوتے ہین اور یہ سب حرام ہے ساتوین یہ کہ اسمین عورتون کا جماعت مین
حاضر کرنا ہوتا ہے اور یہ مکروہ ہے خصوصا جبکہ انکی حاضری مردون مین ہو اور جو عورت
کہ مردون کی مجلس مین حاضر ہوتی ہے اوسکی عصمت و غیرت باقی نہین رہتی ہے اور اس
کام کی برائی مین کوئی شک نہین ہے کیونکہ عورت اجنبیہ کا پردہ اوٹھا دینا حرام ہے
پس کیا حال ہے لڑکی کریمہ اور شریفہ کا کہ اوسکو اوسکے بھائی اور باپ فضیحت کرین۔
آٹھوین یہ کہ مجلس عقد نکاح مین مجامر اور عود دان تصویر دار کا حاضر کرنا بسبب صورتے
مکروہ ہے نوین خاطب کا حریر اور ریشم پر بٹھانا دسوین ڈوری کا اندازہ کرنا برابر قد
خاطب کے اور جادوگر کو دینا کہ وہ واسطے شوہر اور بی بی کے جادو کرے تاکہ ان
دونون مین الفت اور محبت زیادہ ہو اور عورت مرد پر غالب آوے حالانکہ جادو حرام ہے

اور نزدیک بعض کے کفر ہے گیارہوین نزد جین کے اقربا کی تعریف حد سے زیادہ کرنا ایسی کہ وہ سب افعال اونکی ذات سے غیر ممکن ہون حرام ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا یعنی وہ سب دوست رکھتے ہین کہ جس کام کو اونسے نہین کیا ہی اوسکے ساتھہ تعریف کرین تیرہوین وقت نکاح کے شوہر کا حریر پہننا حرام ہے پھر اگر کہا جاوے کہ بموجب حدیث مشہور کے نکاح مین دف بجانا جائز ہے پس ہم کہتے ہین کہ فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اپنی بستان مین ذکر کیا ہے کہ اعلان اور ظاہر کرنے نکاح سے کنایہ ہی اور اس سے بعینہ دف کا بجانا مراد نہین ہی واللہ اعلم

ترسٹھہ باب بالونکی ساتھہ بدعت کرنیکی احتساب مین

محیط مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو واسطے مونڈوانے سر اور کٹوانے ناخن کے کہا کیونکہ یہ سنت نبوی ہی اوسنے کہا کہ ہم یہ نہین کرتے گرچہ سنت ہی پس یہ کہنا کفر ہی کیونکہ اسنے یہ کلمہ بطور انکار اور رد کے کہا ہی اور یہی حکم تمام سنتون مین ہی اور جنایات ذخیرہ مین مذکور ہے کہ بچونکا چوٹی رکھنا حرام ہے اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے بھی یہی مروی ہی کیونکہ بچون مین چوٹی کا رکھنا اوپر امید فاسد کے ہوتا ہی اور اسکی تفصیل باب مالیک مین ہے اور محیط مین ہے کہ چوٹی باندہ کر نماز پڑہنا مکروہ ہے بموجب حدیث ابن رافع رضہ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز پڑہے اور سر اوسکا بندہا ہو اور صورت اسکی نزدیک بعض مشائخ رحمہم اللہ کے یہ ہی کہ اپنے بالون کو سر پر کر لے اور اوسکو ساتھہ گوند وغیرہ کے جما دے تاکہ وہ سب آپسمین چپک جاوین اور نزدیک بعض کے یہ ہے کہ چوٹی کو سر کے چارون طرف لپیٹے جیسا کہ بعض اوقات مین عورتین کرتی ہین اور نزدیک بعض کے یہ ہی کہ تمام بالون کو پشت کیطرف جمع کرے اور اونکو ساتھہ ڈورے یا واہی کے باندہے تاکہ وقت سجدہ کے زمین مین نہ لوٹین اور حدیث متفق مین ہی کہ پٹے رکھنا مکروہ ہین اور وہ یہ ہی کہ سر کے کنارے منڈواسلے اور درمیان مین چھوڑ دے یا اسکے خلاف کرے اور صحاح مین پٹہ سے یہ مراد ہے کہ لڑکون کے سر کو منڈوا دین اور کئی جگہ اوسکے سر مین بال کو چھوڑ دین اور آچا مین مذکور ہے کہ پٹہ رکھنا شیطان کا طریقہ ہے

لیکن بالون کا لٹکانا پس اسکو امام غزالی رحمہ اللہ نے ہمارے زمانے مین مکروہ رکھا ہی کیونکہ
یہ شعار علویون کا ہی اسواسطے کہ جب یہ علوی نہوگا تو یہ لٹکانا تلبیس اور مکر سے ہوگا اور احیا
مین ہے کہ بالون کو میل سے ساتہہ دہونے اور کنگہی کرنے اور تیل لگانے سے پاک اور صاف
رکہنا مستحب ہی کیونکہ یہ پریشانی کو دور کرتی ہی وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہن الشعر و
یرجلہ غبا ویامر بہ ویقول ادہنوا غبا ودخل علیہ رجل ثائر الراس شعث اللحیۃ فقال اما کان لہذا
دہن لیکرم بہ شعرہ ثم قال یدخل احدکم کانہ شیطان یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیل لگاتے
اور کنگہی کرتے تہے ایکدن درمیان اور لوگون کو حکم کرتے تہے کہ تملوگ بہی ایکدن درمیان تیل
لگاؤ اور ایکمرتبہ ایک شخص پریشان سر اور بکہری ڈاڑہی آپکے پاس آیا آپنے فرمایا کہ کیا ان
اسکے پاس تیل نہ تہا کہ اپنے بالون کو سنوارا کرتا پہر فرمایا کہ ایک تم مین کا آتا ہی گویا کہ وہ شیطان
ہے مسئلہ بالون کا لٹکانا بدون فرق اور مانگ کے منسوخ ہے صحیح بخاری مین ابن عباس رض
سے مروی ہے کہ کان النبی صلعم یحب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یومر فیہ وکان اہل الکتاب یسدلون
اشعارہم وکان المشرکون یفرقون رؤسہم فسدل النبی صلعم ناصیتہ ثم فرق بعد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکہتے تہے ایسی جگہ مین کہ جہان کچہ حکم ہنوز صادر
نہوا تہا اور اہل کتاب بالون کو لٹکاتے تہے اور مشرکین اپنے سرون مین مانگ نکالتے تہے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشانی پر بعد اسکے فرق کیا مسئلہ بچون مین قصہ
اور قفا رکہنا کچہ مضائقہ نہین ہے کیونکہ صحیح بخاری مین نافع رض سے مروی ہے کہ سمع ابن
عمر رض یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ینہی عن القزع قلت ما القزع فاشار الینا عبد اللہ
الی ناصیتہ وقال اذا حلق الصبی ترک ہہنا شعرا فاشار لنا عبد اللہ الی ناصیتہ وقال وعاودتہ
فقال اما القصۃ والقفا للغلام فلا باس لہا ولکن القزع ان یترک بناصیتہ شعرا ولیس فی راسہ غیرہ
وکذلک شق راسہ ہذا وہذا القصۃ بفتح القاف یعنی ہمنے سنا ابن عمر رض سے کہ وہ کہتے تہے کہ
ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تہے ہمنے کہا کہ
قزع کسکو کہتے ہین پس عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ کیا اور کہا کہ جب بچہ کا سر
مونڈا جاوے تو وہان بال چہوڑ دیا جاوے اور عبد اللہ نے اپنی پیشانی کیطرف اشارہ

کرکے کہا کہ پہر لوٹا یا مین سنے اونکو اور کہا کہ بچون کے قصہ اور قفا مین کچہ مضائقہ نہین
ہی لیکن قزع یہ ہے کہ بال اپنی پیشانی مین چھوڑے اور اوسکے سوا سر مین دوسرا بال نہو
اور اسیطرحسے شق کرنا اور چیرنا سر کا ہے اور یہ لفظ قصہ کا ساتہہ رفع قاف کے ہی واللہ اعلم

چوتھا باب واعظون اور سننے والون کے احتساب مین

جو چیز کہ مجلس وعظ اور نصیحت مین نہ کرنا چاہیے وہ چہہ ہین بعضی اونمین سے وہ ہی کہ جسکو
امام المحقق فخر الاسلام فخر الدین علی بزدوی رحمہ اللہ نے اپنے اصول کے چھٹے باب مین ذکر
کیا ہے کہ جو کوئی مجلس سماع حدیث مین بیٹھے اور اوسکے وعظ اور نصیحت کے سننے کیطرف
دہیان نہ کرے بلکہ دوسری کتاب کو دیکھے یا قلم سے کوئی چیز لکھے یا اوسکی طرفسے
منہ پھیر کر لہو مین مشغول ہو یا سوجاوے یا اوسکے سننے مین سستی کرے تو نہ ضبط ہی
اوسکو نہ امانت بلکہ اوسکے سب افعال کے حرام ہونے کا خوف ہے نعوذ باللہ من ذلک
اور اسکے مثل کے ساتہہ کوئی حجت قائم نہین ہوتی ہے اور نہ اسناد متصل ہوتی ہے اسکے
خبر کے ساتہہ مگر وہ جو ضرورت سے واقع ہو کہ وہ معاف ہے اور اوسکا کرنے والا معذور
ہے سرخسی رحمہ اللہ نے اپنے اصول مین ذکر کیا ہے کہ جو کوئی مجلس سماع حدیث مین حاضر
ہوا اور پڑہنے مین دوسری کتاب کے مشغول ہو یا ساتہہ کسی دوسری چیز کے مشغول ہو
یا کسی سے باتین کرنے لگے یا ساتہہ غفلت کے سوجاوے تو سماع اوسکا مطلق صحیح نہین ہے
اور اوسکے واسطے کوئی روایت بہی نہین ہے کہ بچنا اور پرہیز کرنا ممکن ہو جیسے سہو اور
غفلت تو وہ معاف ہے بسبب ضرورت کے اور وقت قصد اور رائین کے اسمین معذور
نہین ہے کہ بسبب اسکے اپنے بہرہ اور حصہ سے محروم ہو نعوذ باللہ منہ اس روایت مین کئی
فائدے ہین بعضے اونمین سے مجلس سماع حدیث مین بات کرنے سے اور بعضے اوسمین غفلت
کرنے سے منع ہونا ہے اور بعضی عذر کی تفسیر ہے اور عذر وہ ہے کہ جو سہواً غفلتاً عمداً
سہو سے ہوا ہو اور اوس سے بچنا ممکن نہو کیونکہ بندہ نیک کرے اللہ تعالے اوسکے عمل کو
کہ اسی سبب سے ہم اصحاب حاضرین کو اپنی مجلس وعظ مین سونے اور اونگھنے اور آپسمین
باتین کرنے سے منع کرتے ہین کیونکہ یہ فعل عبث ہے اور پنکھا جھلنا بہی اسی قبیل سے ہی

مسئلہ مجلس وعظ مین عورتون کا جانا یا واعظ کا عورتون مین جانا یا واعظ کا واسطے صدقہ کے جمعہ مین حکم کرنا یا اوسکے حکم سے لوگون کا صدقہ دینا جائز ہے یا نہین جواب یہ سب امور ان لوگون کو جائز ہین کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہدت مع النبی صلعم فی یوم عید فبدا بالصلوۃ قبل الخطبۃ بلا اذان ولا اقامۃ فتوکا علی بلال فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکرہم فامرہم بتقوی اللہ ثم مضی متوکا علی بلال حتی اتی علی النساء ووعظہن وذکرہن فامرہن بتقوی اللہ تعالی فتصدقن وذکر شیا من امر جہنم فقامت امراۃ من سفرۃ النساء سفعاء الخ فقالت لم یا رسول اللہ فقال لم تکثرن الشکایۃ والغیبۃ وتکفرن العشیر فجعلن یاخذن من حلیہن واقرطہن وخواتمہن فیطرحنہ فی ثوب بلال کانہ یتصدقن بہ یعنی ہم ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عید کے دن حاضر ہوئے پس آپنے نماز شروع کی بغیر اذان کے قبل خطبہ اور اقامت کے پہر بلال رض پر تکیہ لگاکر اللہ تعالی کی حمد اور ثنا کی اور وعظ اور نصیحت کرنی شروع کی اور واسطے ڈرنے کے اللہ تعالے سے حکم کیا پہر تکیہ لگائے ہوئے عورتون کے پاس گئے اور اونکو نصیحت کی اور اللہ سے ڈرایا اور فرمایا کہ تم لوگ صدقہ دو پہر کچھ دوزخ کا ذکر کیا پس ایک عورت کہڑی ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا خیرات کرین آپنے فرمایا کہ البتہ تملوگ شکایت اور غیبت کو ظاہر کرتے ہو اور اپنی برادری کی تکفیر پس وہ سب اپنے زیور اور گوشوارے اور انگوٹھی نکالکر بلال رض کے کپڑہ پر ڈالنے لگین گویا کہ انکی خیرات کرنے کا یہی طریقہ تہا اسیطرح یواقیت المواقیت کے باب العید مین مذکور ہے پس جبکہ معلوم ہوا کہ یہ سب جائز ہے تو محتسب اور غیر محتسب کو اس سے منع کرنے کا کوئی حق نہین ہے اگر اوسنے منع کیا خطا کی مسئلہ مذکر اور واعظ کو منبر پر چڑہکر اشعار پڑہنا جائز ہے یا نہین جیسا کہ ہمارے زمانے مین مذکرین اور واعظین کرتے ہین جواب حدیث مین ہے کہ من اشراط الساعۃ ان توضع الاخیار وترفع الاشرار وان تقرا المثناۃ علی رؤس الناس یعنی خبرون کا بنانا اور برائیون کا زیادہ ہونا اور لوگون کے سر پر دوبیتی پڑہنا علامات قیامت کی ہے اور وجہ منع کی یہ ہے کہ یہ راگ ہے اور راگ حرام ہے پس تیرا گمان اوس جگہ مین کیا ہے کہ جو وعظ اور نصیحت کرنے کی جگہ ہے

کہتا ہی بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو کہ اس حدیث پر مین ظفریاب ہوا بعد اسکے
کہ مین اکثر منبر پر بیٹھتا تہا زیادہ تیس برس سے پس مین نے اسپر اللہ تعالی کا شکر کیا
اگرچہ پہلے اسکے اس فعل کی حرمت نہین جانتا تہا لیکن ہمنے کبھی خدا کے فضل سے
دو سیڑھی منبر پر نہ چڑھا تہا الحمد حمداً کثیراً دائماً مبارکاً فیہ غیر منقطع واللہ اعلم

چپنسٹھ باب تعزیر اور دروازہ محتسب پر درہ لٹکانیکے بیان مین

آلات تعزیر کے چند ہین ایک ہاتہ اور اوسمین دو طریقہ ہین ایک کان مروڑنا دوسرے
طمانچہ مارنا اور یہ باب تعزیر مین گذر چکا ہی دوسرے گھونسہ مارنا پس یہ درست نہین ہے
کیونکہ یہ ہلاکت کو پہونچاتا ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ یعنی
موسیٰ نے اوسکو گھونسہ مارا پس وہ تباہ ہوا تیسرے چابک اور کوڑا مروی ہے کہ علی رض
جب چاہتے تھے کہ حد قائم کرین تو چابک کے طرہ کو توڑ ڈالتے تھے چوتھے لاٹھی آنحضرت صلعم
نے فرمایا لاترفع عصاک عن اہلک یعنی اپنے اہل پر لاٹھی نہ اوٹھا پانچوین درہ اور اوسکی
دلیل اس باب مین گذر چکی ہے مسئلہ محتسب کے دروازے پر درہ لٹکانا جائز ہے یا نہین
جواب محیط کے باب التعزیر مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
رحم اللہ امرأ علق سوطہ حیث یراہ اہلہ یعنی اللہ تعالی اوس شخص پر رحم کرے کہ جو ایسی جگہ
درہ لٹکائے کہ اوسکو اوسکے اہل دیکھین کہتا ہے بندہ نیک کرے اللہ تعالی اوسکے عمل کو
کہ اگر فقیہ ساتہ اس حدیث کے درہ کا لٹکانا محتسب کے دروازے پر حجت پکڑے تو یہ جائز
ہے اسواسطے کہ گھر مین ایسے طور سے درہ لٹکانا چاہیے کہ گھروالے اوسکی درستی اور کجی دیکھہ سکتے
ہون کیونکہ اوسکی طرف گھروالون کی حاجت خاص ہے اور تعزیر کی ولایت کوڑے کے
ساتہ اوسی کے اہل کو مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر وعدہ حسنہ
کا فرمایا ہے اور اگر محتسب نے واسطے عبرت دلانے خلائق اہل شہر اپنے کے اور واسطے عام
ہونے ولایت اوسکیکے درہ لٹکایا تو یہ بطریق اولی قربت اور ثواب مین داخل ہے
چھٹے کھجور کی شاخ ہے ساتوین نعلین اور جوتہ مین انس رض سے مروی ہے کہ ان
النبی صلعم ضرب فی الخمر الجرید والنعال یعنی نبی صلعم نے شراب مین جوتہ سے تعزیر کی ہے واللہ اعلم

مرد مخنث اور عورت مرد بننے والی کو گھر سے نکالدے صحیح بخاری مین ابن عباس رضی سے

مروی ہے کہ لعن النبی صلعم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوهم من بیوتکم قال فاخرج النبی صلعم فلانة واخرج عمر رض فلانا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثون اور ایسی عورتون پر جو کہ مرد بنتی ہین لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ تم انکو اپنے گھر سے نکالدو کہا کہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلان عورت کو نکالدیا اور عمر رض نے فلان مرد کو نکالا جبکہ عورت اپنی اقربا مین واسطے تعزیت اور ماتم پرسے کے جائے اور مردہ پر نوحہ کرے تو محتسب کو دوسرے کے گھر سے اوسکو نکالدینا جائز ہے یا نہین حالانکہ اوسکو اوسکے گھر والون نے نہین نکالا ہے جواب محتسب کو اوسکا نکالدینا جائز ہے کیونکہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ عمر رض نے ابو بکر رض کی ہمشیرہ کو اونکے گھر سے نکالدیا تھا جبکہ اونہون نے نوحہ کیا تھا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ـــ

خاتمہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ... شرائع الحساب ... ارحمت ربہ القوی ... اللہ ... مسلمان بھائیون کی خدمت مین ... تازہ و نشید سے اندازہ ... پہنچاتا ہے کہ کتاب فوائد انتساب نصاب الاحتساب ... قدوۃ ارباب السعید اصحاب ... علماء نامی گرامی علامہ عمر بن محمد بن عوض شامی رحمہم اللہ فقہ مین اعلی درجہ کی معتبر کتاب ہے مستند اولی الالباب ہے مگر زبان عربی کے سبب سے اردو خوان اس سے مستفید نہوسکتے تھے اللہ تعالی جزا ے خیر دے جناب مولوی حافظ حاجی محمد فضل حق صاحب ... نام فیض ... کو جنہون نے بڑی خوبی سے ترجمہ فرماکے نام تاریخی ترجمہ نصاب الاحتساب رکھا ... ترجمہ مذکور مولوی عبد الغنی صاحب مصحح مطبع نامی زاد علمہ کو اس غرض سے حوالہ کیا گیا کہ وہ از باب بسم اللہ تا تاسے تمت اصل کتاب عربی سے بکرر مقابلہ کر جائین مولوی صاحب موصوف نے بڑی کوشش سے ساتھ ... ترجمہ کا اصل کتاب عربی سے مقابلہ فرماکے کاپی و پروف کی صحت بھی فرمادی حق تعالی کے فضل و کرم سے ماہ مبارک شعبان المعظم سنہ ۱۳ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اول بار بعد حفظ حق تالیف مطبع نامی لکھنؤ مین حلۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکے ہدیہ ناظرین و مطبوع طبع شائقین ہوا